زینت الاتقیا حضرت علامہ مفتی محمد زین الدین اشرفی نعیمی علیہ الرحمہ
کی حیات و خدمات پر مضامین و مقالات کا ایک حسین گلدستہ

بنام

زینت الاتقیا:
احوال و آثار

مرتب

محمد ابرار احمد قادری مصباحی

حسب فرمائش
حضرت مولانا انور رضا اشرفی جامعی

نظر ثانی: امیر القلم ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی ممبئی

ناشر : اراکین مدرسہ رضویہ اشرفیہ، ٹیٹیہا پدم ڈہرہ، بھاگلپور

نام کتاب	:	زینت الاتقیا احوال و آثار
ترتیب	:	**محمد ابرار احمد قادری مصباحی**
نظر ثانی	:	امیر القلم، ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی ممبئی
حسب فرمائش	:	حضرت مولانا **انور رضا اشرفی جامعی**
تصحیح	:	مفتی محبوب، مفتی مشتاق، ابرار احمد، مولانا نوشاد
تعداد	:	گیارہ سو/ ۱۱۰۰
صفحات	:	۱۹۶
اشاعت	:	مئی ۲۰۲۲ء، بمطابق شوال المکرم ۱۴۴۳ھ
ناشر	:	مدرسہ رضویہ اشرفیہ، ٹیٹیہا پدم ڈہرہ، بھاگلپور

ملنے کے پتے : شاہی مسجد ناسک، شاہی مسجد اوجھر، اکبری مسجد اوجھر، مدرسہ رضویہ اشرفیہ، کھوکا اتر دیناجپور

مرتب سے رابطہ:7219436756

انتساب

رئیس التارکین والمحققین
حضرت شاہ اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز
آپ کے مرشد و مربی
حضرت علاء الحق والدین حضرت علاء الحق پنڈوی قدس سرہ العزیز
آپ کے مرشد و مربی
آئینہ ہند سراج الحق والدین
حضرت شیخ سراج الدین اخی سراج قدس سرہ العزیز
اور ان تینوں کے خلفاء تلامذہ اور اولاد و احفاد

کے نام

خاکپائے اولیاء و علماء
ابرار احمد رضوی مصباحی

ہدیہ

مجاہد حریت حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی
سیف اللہ المسلول حضرت شاہ فضل رسول بدایونی
امام اہل سنت اعلی حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی
مخدوم المشائخ حضرت سید شاہ مختار اشرف کچھوچھوی
علیہم الرحمہ والرضوان
کی
خدمات بابرکات میں

خاکپائے اولیا وعلما

ابرار احمد رضوی مصباحی

مشمولات

تاثرات تابندہ و خیالات پاکیزہ

احوال حیات

علمی مقام ومرتبہ

فضائل وکمالات، خدمات واثرات

۞

چند معروف تلامذہ کا تعارف

مشاہیر اقران ومعاصرین

مناقب

زینت الاتقیا عمدۃ المحققین حضرت علامہ الحاج مفتی محمد زین الدین نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

احوال واقعی

مولانا انور رضا جامعی

من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین

اللہ پاک جس سے خیر کا ارادہ فرماتا ہے، اسے دین (کتاب وسنت) کی سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے۔ اللہ کا شکر واحسان ہے کہ اس نے شفاعت صغری کیلئے زینت الاتقیا مفتی زین الدین علیہ الرحمۃ والرضوان سے وابستہ کیا۔ جنہوں نے دامن اشرفی اور مسلک اعلی حضرت سے ہمارے ایمان وعقائد کا تحفظ فراہم کیا۔

قال اللہ اور قال الرسول سے جہاں طالبان علوم دینیہ کی جماعت تیار فرمائی، وہیں فتوی نویسی اور روحانی عملیات سے خلق خداوندی کو فیضیاب کرتے رہے اور آج بعد وصال آپ کا آستانہ مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ لوگ سالانہ عرس کے علاوہ بھی مختلف مقاصد لئے فاتحہ خوانی کے لئے حاضری دیتے ہیں اور فیض یاب بھی ہوتے ہیں، جیسا کہ متعدد بار مختلف زائرین نے اس کا تذکرہ بھی کیا۔

بلاشبہ حضرت کی ذات ایک انجمن تھی۔ جس طرح سے حضرت کے آستانہ سے روحانی فیض بٹ رہا ہے یوں ہی محبین ومعتقدین کی جانب سے کوششیں کی جارہی ہیں کہ ایک مدرسہ برائے دینیات اور ایک مسجد کا قیام عمل میں آئے۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جہاں سے لوگ روحانی فیض پار ہے ہوں، جہاں سے علم کا چراغ روشن ہورہا ہو، جہاں سے رفاہ عام کا کام ہورہا ہو، اس ذات کی حالات زندگی آنے والی نسلوں کے لئے گمنام ہوجائے تو یہ بڑی ستم ظریفی ہوگی۔ اس لیے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اس پہلو پر بھی کچھ کام کیا جائے، حضرت کی زندگی پر مبنی ایک نمبر شائع ہوجائے، جو آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہو۔

قابل تعریف ہیں حضرت مولانا حسیب الرحمن صاحب (ہاتھی پاوں) جنہوں نے

بار بار اس جانب سب کی توجہ مبذول کرائی۔آپ فرماتے ہیں کہ لوگ زائرین کی شکل میں آتے جاتے رہیں گے۔حضرت کی درگاہ مرجع خلائق بنی رہے گی۔حضرت کا فیض بٹتا رہے گا۔عرس ہوتا رہے گا۔مقررین حضرات کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے رہیں گے۔لیکن کیا ہی بہتر ہوگا کہ حضرت کی زندگی کے شب وروز پر ایک نمبر شائع ہوجائے۔

اس سنگ میل کو عبور کرنے کے لئے حوصلہ اس وقت ملا، جب حضرت علامہ مفتی ابرار احمد قادری مصباحی صاحب کا تقرر اوجھر کی سرزمین پر ہوا جہاں ناچیز عرصہ دراز سے ہے اور حضرت مولانا اسماعیل رضوی صاحب حضرت مولانا شمیم اختر اشرفی صاحب کے ساتھ حضرت مولانا مفتی محبوب عالم صاحب کی نگرانی میں یہ قدم اٹھایا گیا۔

حضرت مولانا ابرار احمد مصباحی صاحب نے اس کام میں بڑی دلچسپی اور جاں فشانی کا مظاہرہ کیا۔مختلف عناوین قائم کرکے حضور زینت الاتقیا کے ہم عصر علما اور ان کے تلامذہ سے رابطہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور پھر حضرت علامہ نوشاد عالم جامعی استاد جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ کی کاوشوں نے اس کام میں مزید تقویت بخشی،ساتھ ہی ساتھ مولانا معروف نعیمی صاحب کو بھی خدائے پاک جزائے خیر سے نوازے جنھوں نے اس کارخیر میں حصہ لیا۔

قارئین! آستانہ کی تعمیر وتزئین،سالانہ عرس اور قیام مسجد ومدرسہ کے لئے وقت میں وسعت ضرور ہے لیکن سوانح عمری ایک عرصۂ دراز کے بعد مشکل ترین کام ہوجائے گا کیونکہ حضرت کے شب و روز قلمبند کرنا حضرت کے اساتذہ کرام ہمعصر علماء کرام رفیق درس اور شاگردان عظام کے مضامین پر موقوف ہے اور رفتہ رفتہ یہ عظیم ہستیاں ہمیں داغ مفارقت دے کر داعیٔ اجل کو لبیک کہہ رہے ہیں جو کہ اہل سنت کا بڑا نقصان بھی ہے۔

وبائی بیماری کورونا وائرس کیوجہ سے بھی یہ کام مزید تاخیر کا شکار ہوگیا۔بہر حال اس کار عظیم کی تکمیل سے دلی مسرت ہورہی ہے۔**فاالحمدلله علی ذالک۔**

از

محمد ابرار احمد قادری مصباحی

حامدًا و مصلیًا و مسلماً

خطہ سیمانچل مشرقی بہار و مغربی بنگال کا وہ عظیم سنگم اور زرخیز علاقہ ہے جس کی مذہبی علمی وروحانی تہذیب وثقافت مسلم ہے۔ جہاں ایک طرف اس کی آغوش میں بہنے والی ندیاں، لہلہاتی کھیتیاں، سبزہ زار وادیاں، پرکشش محلات، بہتے جھرنے اور بلند وبالا درختوں ومختلف انواع و اقسام کے بیل بوٹوں نے ناظرین کو اپنی جانب راغب اور اس خطہ کو دونوں صوبوں میں ممتاز کر رکھا ہے۔ وہیں دوسری طرف اس خاک سے ان گنت ایسے علمی و روحانی ہیرے اور جواہر پیدا ہوئے جنہوں نے اس کے تقدس وعظمت کو دوبالا کر دیا ہے اور اس کی خوبصورتی میں چار چاند لگا دیا ہے۔ بلا شبہ یہ اہل سیمانچل پر اللہ جل مجدہ کا بے پایاں فضل وکرم اور جان کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر عنایت ہے کہ اس معزز ومکرم خطہ میں علم وفضل کے ایسے ایسے جبل شامخ اور وقت کے رازی وفارابی پیدا ہوئے جن کی علمی قابلیت اور فہم وفراست کا ایک جہاں قائل ہے، اور جن کی روشن ترین خدمات آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

علامہ شاہ محمد حفیظ الدین لطیفی رحمن پوری، علامہ شاہ محمد یوسف رشیدی ہریپوری، علامہ شاہ سکندر علی، علامہ غلام یٰسین، علامہ شاہ ابوالعلا کوج گڑھی، امام علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی، امام النحو حضرت علامہ مفتی بلال احمد نوری، علامہ مفتی غلام مجتبی اشرفی، علامہ مفتی عبد الجلیل، علامہ مفتی ایوب مظہر، علامہ مفتی نصیر الدین، علامہ عبد الحمید رضوی بستہ ڈانگی، علامہ غیاث الدین (شیر بنگال) علامہ مفتی ایوب رضوی، علامہ مفتی زین الحق اشرفی وعلامہ مفتی زین الدین اشرفی نعیمی (**رحمھم اللہ**) اور موجودین میں فقیہ اعظم ہند، مناظر اہل سنت حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن مضطر نوری، خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی حسن منظر قدیری، علامہ مفتی زبیر احمد (تلمیذ امام النحو)، علامہ قاضی شہید عالم رضوی، علامہ قاضی فضل احمد مصباحی، علامہ مفتی آل مصطفی مصباحی، علامہ منظر الاسلام ازہری، علامہ مفتی عزیر قادری رضوی، مفتی رفیق عالم مصباحی، مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی، مفتی منظور عالم وغیرھم خطہ سیمانچل کی وہ علمی وروحانی شخصیات ہیں جن کی قابلیت وخدا داد ذہانت اور فہم وفراست کا زمانہ قائل ہے، جن کی خدمات قابل رشک اور ناقابل فراموش ہیں۔

لیکن بڑی حیرت ہوتی ہے اور افسوس بھی کہ جن بزرگان دین اور دانشوران قوم نے

سیمانچل کو علم وادب کا گہوارہ بنایا، یہاں کے لوگوں کو جینے کا سلیقہ سکھایا، اور ملک عدم کی جانب رخصت ہونے سے قبل بے شمار علمی وروحانی تابندہ نقوش چھوڑے، بیش بہا وگراں قدر تصانیف اور فتاوے کا عظیم ذخیرہ چھوڑا، ان کے نام وکام جمود وبے حسی کی گرد اور ملبے تلے دب کر رہ گئے ۔خیر! خوشی کی بات یہ ہے کہ اب بحمدہٖ تعالی علاقے میں بیداری آئی ہے، اور علمائے کرام خصوصًا نوجوان طبقہ نے اس جانب توجہ مبذول کی ہے اور اپنے اسلاف واکابر کے تابندہ نقوش کو عصری اسالیب کی روشنی میں اجاگر کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے جو کہ خوش آئند اور قابل ستائش قدم ہے۔

آج سے چند سال قبل امیر القلم، ماہر رضویات حضرت **علامہ ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی** نے سیمانچل پر جو محنت وکوشش اور تلاش وجستجو کی ہے، اس کی قدر تفصیل یہ ہے:

۞......کتابیں:

(۱) کاملان پورنیہ، جلد اول، طبع اول ممبئی، ۲۰۱۱ء، صفحات: ۴۹۶

(۲) سفر خوشبو دیش کا، معروف بہ سفر نامہ پورنیہ، طبع اول ممبئی، ۲۰۱۱ء، صفحات: ۱۴۴

(۳) سیمانچل: آج اور کل، طبع اول بائسی پورنیہ، ۲۰۱۳ء، صفحات: ۳۲

(۴) شیخ الاسلام: حیات ومکتوبات، طبع اول کلکتہ، ۲۰۱۵ء، صفحات: ۳۶۸

(۵) کاملان پورنیہ، جلد دوم، طبع اول ممبئی، ۲۰۱۶ء، صفحات: ۵۱۲

(۶) حیات قطب پورنیہ، تذکرہ شاہ محمد یوسف رشیدی، زیر طبع، صفحات: ۲۵۰

(۷) حیات مظہر، تذکرہ مفتی محمد ایوب مظہر رضوی، زیر طبع، صفحات: ۲۰۰

(۸) دیوان رشیدی، شاعر شاہ محمد یوسف رشیدی، زیر طبع، صفحات: ۳۰۰

۞...شاہ محمد یوسف رشیدی کی کتابوں کی دریافت وترتیب وطباعت کی ایک جھلک:

(۱) فاتحہ مروجہ کی حقیقت، طبع اول بحیات مصنف ۱۹۳۶ء، تلاش وترتیب جدید وطبع دوم ۲۰۱۲ء، شاہ یوسف اکیڈمی، ہری پور، امور، پورنیہ

(۲) تاریخ پورنیہ، حصہ اول، طبع اول، بحیات مصنف ۱۹۳۶ء، وترتیب جدید وطبع دوم، شاہ یوسف اکیڈمی، ہریپور، امور، پورنیہ، ۲۰۱۷ء، صفحات: ۱۸۲

(۳) معجزۂ قدم رسول، دریافت وترتیب جدید، وطبع اول شاہ یوسف اکیڈمی، ہریپور، امور، پورنیہ، بہار، ۲۰۱۸ء، صحافت: ۴۸

(۴) آداب دسترخوان، طبع اول بحیات مصنف، وتلاش وترتیب جدید وطبع دوم، شاہ یوسف اکیڈمی، ہری پور، امور، پورنیہ، بہار، ۲۰۲۰ء، صفحات:۵۶، وطبع سوم، جمعیت اشاعت اہل سنت، پاکستان، ۲۰۲۱ء، صفحات:۵۶

۔۔۔مطبوعہ مضامین ومقالات:

(۱) برہان پورنیہ شاہ محمد حفیظ الدین لطیفی: ایک صدرنگ شخصیت، الف: ماہنامہ، جامع نور دہلی، جنوری ۲۰۰۹ء، ب: شاہ محمد حفیظ الدین، اور جہان علم ودانش، طبع خانقاہ لطیفیہ رحمان پور، کٹیہار میں شامل، ج: ماہنامہ ضیائے صابر ممبئی، مئی ۲۰۱۲ء، د: مقالات عرفان حفیظ، طبع خانقاہ لطیفیہ رحمان پور، کٹیہار میں شامل،

(۲) امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی، الف: مشمولہ، جہان ملک العلما، مرتبہ غلام جابر شمس، طبع ممبئی، ۲۰۰۹ء، ب: مشمولہ، تحقیقات امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی، مرتبہ غلام جابر شمس، طبع اول ممبئی، ۲۰۱۲ء، وطبع دوم، کراچی، پاکستان، ۲۰۱۸ء، ج: مشمولہ مع اضافات جدیدہ وکثیرہ، کاملان پورنیہ، جلد دوم، طبع اول ممبئی، ۲۰۱۶ء

(۳) مفتی محمد طیب رشیدی، مشمولہ، جہان ملک العلما، مرتبہ غلام جابر شمس، طبع اول ممبئی، ۲۰۰۹ء، ب: کاملان پورنیہ، جلد دوم، طبع اول ممبئی، ۲۰۱۶ء

(۴) اب دیکھا میں نے اپنا گھر، پورنیہ کی علمی سیر، الف: ماہنامہ جامع نور، دہلی، جنوری ۲۰۰۹ء، ب: ماہنامہ ضیائے صابر ممبئی، ۲۰۰۹ء، ج: کاملان پورنیہ، جلد اول، طبع اول ۲۰۱۱ء، د: سفر خوشبودیش کا، معروف بہ سفر نامہ پورنیہ، طبع اول ممبئی ۲۰۱۱ء میں شامل۔

(۵) مولانا کرامت حسین تمنآ: حیات وشاعری، الف، ماہنامہ سیارگان، ممبئی، فروری ۲۱۱ء، ب: کتاب کاملان پورنیہ، جلد اول، طبع اول، ممبئی ۲۰۱۱ء میں شامل۔

(۶) سیمانچل اور اس کے مسائل کے حل کی ممکنہ صورتوں پر فکر انگیز خاص انٹرویو، جس میں دینی وعصری، تعلیم، تجارتی ومعاشی مسائل پر بھرپور روشنی ڈالی گئی ہے اور بطور خاص وہاں مسلم اکثریت کی بنا پر مجلس اتحاد المسلمین حیدرآباد کے طرز پر مسلمانوں سے اپنا سیاسی پلیٹ فارم بنانے کی تجویز دی اور سفارش کی ہے۔ کیونکہ تعلیم، معیشت، سیاست

اور صحافت کسی بھی زندہ قوم کی باوقار لائف لیول کے لیے بنیادی ستون ہے۔ مشمولہ، ششماہی، وجدان، دیناج پور، دسمبر ۲۰۱۳ء تا مئی ۲۰۱۴ء، ص: ۳۶ تا ۳۹، زیر اہتمام انجمن فروغ علم وادب گنجریہ بازار، اسلام پور، ضلع اتر دیناج پور، بنگال۔

(۷) سیمانچل کے مدارس اہل سنت، الف: سال نامہ، روشنی، ویشالی، بہار کا مدارس بہار نمبر ۲۰۱۵ء، ب: سال نامہ فکر ملت، میرا روڈ ممبئی، ۲۰۱۵ء، ج: کاملان پورنیہ جلد دوم، طبع اول ممبئی ۲۰۱۶ء، ص: ۴۵۳ تا ۴۶۵۔

(۸) بنگال و بہار کا چند روزہ علمی دورہ، ۲۷/اگست تا ۸/ستمبر ۲۰۱۵ء، مشمولہ، کاملان پورنیہ، جلد دوم، طبع اول، ممبئی، ۲۰۱۶ء، ص: ۴۸۳ تا ۴۹۲۔

(۹) سیمانچل کے مسائل اور ان کا حل، مطبوعہ ششماہی وجدان، اتر دیناج پور، بنگال، اگست ۲۰۱۴ء تا جنوری ۲۰۱۵ء، انتخاب از سیمانچل: آج اور کل، طبع اول بائسی پورنیہ، ۲۰۱۳ء۔

(۱۰) شاہ غلام محمد یسین رشیدی، الف: ماہنامہ پیغام شریعت دہلی، اپریل، ۲۰۱۶ء، ب: ماہنامہ سنی دعوت اسلامی ممبئی، جون ۲۰۱۶ء، ج: کتاب شیخ الاسلام شاہ غلام یٰسین رشیدی: حیات ومکتوبات، طبع کلکتہ، ۲۰۱۶ء میں شامل۔

(۱۱) خانقاہ رشیدیہ، جونپور شریف: تعارف و پورنوی تناظر، ماہنامہ سنی دعوت اسلامی ممبئی، قسط اول، فروری، قسط دوم مارچ، قسط سوم، اپریل ۲۰۱۶ء۔

(۱۲) سیمانچل میں خشک سالی یا سیلاب کی تباہ کاریاں، الف: ماہنامہ کنزالایمان وجامع نور دہلی، ۲۰۱۷ء، ب: مشمولہ، کاملان پورنیہ جلد دوم، طبع اول ممبئی، ۲۰۱۶ء، ص: ۴۷۲ تا ۴۸۲۔

(۱۳) سیمانچل میں صحافت کا آغاز وارتقا، مشمولہ کاملان پورنیہ، جلد دوم، طبع اول ممبئی، ۲۰۱۶ء، ص: ۴۶۶ تا ۴۷۱۔

(۱۴) مفتی حسن منظر قدیری: اک شہرستان علم وفن، الف: کاملان پورنیہ جلد اول، طبع اول ممبئی، ۲۰۱۱ء، ب: امام احمد رضا: شخص وعکس، از مفتی حسن منظر قدیری، طبع اول، کلیان ۲۰۱۴ء، ج: فردوس خیال، از مفتی حسن منظر قدیری، طبع کلیان میں شامل۔

(۱۵) مفتی حسن منظر قدیری: اک شہرستان علم وفن، جدید تحریر و نیا مضمون، مشمولہ، کنزالدقائق

نمبر،مطبوعہ کلیان، ممبئی،۲۰۲۱ء میں شامل۔

(۱۶) فقیہ اہل سنت مفتی آل مصطفیٰ مصباحی: تعلقات وروابط،غیر مطبوعہ۔

یہ اوراس طرح کا علمی وتحقیقی کام کر کے امیر القلم ڈاکٹر غلام جابر شمس قبلہ نے ہم جیسے نونہالاں سیمانچل پر بڑا احسان کیا ہے، جو نا قابل فراموش ہے اور جو رہتی دنیا تک یاد کیا جائے گا اوراسی کے ساتھ ناشر مسلک رضا حضرت مولانا مسعود رضا بانی جامعہ رضویہ (کلیان) نے امام علم وفن نمبر شائع فرما کر نوجوان علما کے حوصلوں کو جلا بخشا ہے۔

یقیناً ان حضرات کی یہ کاوشیں ہمیشہ یادرکھی جائیں گی اور آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہونگی۔اوراب بحمدہ تعالی برادرمکرم، محقق عصر حضرت علامہ مفتی مبشر رضا ازہر مصباحی اور ان کے رفقا(جن میں راقم بھی شامل ہے) نے ''انکشاف سیمانچل'' کے تحت علمائے سیمانچل کے احوال وافکار کو منظر عام پر لانے کا عزم مصمم کیا ہے اور انتہائی فرحت و انبساط کی بات یہ ہے کہ اب تک تقریباً پچاس کے آس پاس علمائے کرام کی حیات وخدمات پر مشتمل مقالہ جات جمع ہو چکے ہیں۔اور محب محترم حضرت مولانا ساجد رضا مصباحی دیناجپوری کے توسط سے یہ عظیم خوش خبری ملی ہے کہ اتر دیناجپور سے بھی بہت سے اکابر علمائے کرام پر کام ہو رہا ہے۔**فالحمدللہ علی ذالک۔**

اسی سلسلے کی ایک کڑی زیر نظر تالیف ''**زینت الاتقیا احوال وآثار**'' بھی ہے جو کہ زینت الاتقیا،عمدۃ الاصفیا،استاذ الاساتذہ،خلیفہ سرکارکلاں حضرت علامہ مفتی زین الدین اشرفی نعیمی علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر مشتمل مختلف مضامین وپیغامات وتاثرات کا حسین و دل آویز مرقع ومجموعہ ہے۔

اس کا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ آج سے تقریباً پانچ چھ ماہ قبل ایک دن میری ملاقات حضور زینت الاتقیا کے فرزند حضرت مولانا انور رضا جامعی سے ہوئی،آپ نے مجھ بے مایاں اورکم علم سے فرمایا کہ آپ میرے والد بزرگوار کی عظیم شخصیت اور ان کی زندگی سے جڑے ہوئے تابندہ نقوش پر مشتمل کوئی رسالہ یا نمبر وغیرہ مرتب کریں۔گوکہ میں حضور زینت الاتقیا کا شاگرد نہیں،اورنا ہی مجھے ان کی حالات زندگی سے بہت زیادہ واقفیت ہے لیکن علاقائی

ہونے کے ناطے آپ سے میرا رشتہ ضرور ہے۔اسی لئے میں نے اس عظیم خدمت کو انجام دینے کی ہامی بھر لی اور عرض کیا کہ بس آپ تعاون فرمائیں تو ان کی حیات و خدمات پر مشتمل ضخیم نمبر نہ سہی لیکن ایک دل آویز مرقع منظر عام پر ضرور آئے گا۔ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بہر حال صلاح و مشورہ سے عناوین کی فہرست تیار کی گئی ،بعدہ ملک و بیرون ملک کے مختلف دانشوروں،قلمکاروں،خصوصاً ان کے تلامذہ و رفقا سے رابطہ کیا۔اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے پناہ فضل و احسان ہے کہ کئی مہینوں کی تگ و دو اور مسلسل جد و جہد کے بعد آج یہ مجموعہ تیار ہو گیا۔اگر چہ اس کاوش میں مجھے گونا گوں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن میں نے ہمیشہ ”ہمت مرداں مدد خدا“ والی فکر کو مد نظر رکھا اور بحمدہ تعالیٰ بہت حد تک کامیابی سے ہمکنار ہوا۔مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ حضور زینت الاتقیا کی ہشت پہلو شخصیت اس سے کما حقہ اجاگر نہیں ہو سکتی ،بہت سے پہلو ابھی بھی تشنہ لب ہیں جن پر کام کی ضرورت ہے لیکن یہ مجموعہ مستقبل میں کام کرنے والوں کے مشعل راہ بنے گا اور ہمیشہ اسے اس باب میں خشت اول کی حیثیت حاصل رہے گی۔

اس سلسلے میں جن کرم فرماؤں نے میری رہنمائی کی اور امداد فرمائی ان کا شکریہ ادا کئے بغیر اس کاوش کو منظر عام پر لانا گویا احسان فراموشی ہوگی۔سب سے پہلے شہزادہ زینت الاتقیا حضرت مولانا انور رضا کی بارگاہ میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ آپ نے مجھ احقر کو اس عظیم خدمت کے لئے منتخب فرمایا اور اس کاوش کی فہرست اور مواد کی فراہمی میں حسب ضرورت اور حتی الوسع مدد فرمائی۔حضرت مفتی محبوب عالم اور مولانا نوشاد عالم جامعی کی بھی بارگاہوں میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ حضرات نے بھی مواد کی دستیابی میں خاص تعاون فرمایا۔

امیر القلم،ماہر رضویات **حضرت علامہ ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی** کی بھی بارگاہ میں گلدستہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ آپ نے بالاستیعاب پوری کتاب پر نظر ثانی کی اور مفید مشوروں سے نوازا،نیز تقریظ جلیل لکھ کر کتاب کی افادیت میں چار چاند لگا دیا اور اپنے ان تمام اکابرین و مضمون نگار حضرات کا بھی دل کی گہراؤں سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنے گراں قدر اوقات میں سے تھوڑا تھوڑا وقت نکال کر اپنے پیغامات و تاثرات اور گراں قدر مضامین سے نوازا اور کتاب کو منظر عام پر لانے میں اہم کردار ادا کیا اور حضور زینت الاتقیا علیہ الرحمہ

کے تلمیذ رشید علامہ مفتی محبوب عالم رضوی شیخ الحدیث صادق العلوم ناسک کی بھی بارگاہ میں ہدیہ تشکر و امتنان پیش کرتا ہوں جنہوں نے اپنے والدین مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے اس کتاب کو منظر عام پر لانے کا بیڑا اٹھایا۔ اللہ تعالی ان تمام معاونین کو جزائے خیر عطا فرما کر دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے اور اس کاوش کو قبول خاص و عام بنائے آمین

نوٹ: کتاب میں کسی بھی طرح کی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی اطلاع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔

از: محمد ابرار احمد قادری مصباحی ساکن ٹی ٹی ہا،
پوسٹ دھمل ہاٹ، وایہ کشن گنج، ضلع پورنیہ بہار۔
۳۰ شعبان المعظم، ۱۴۴۲ھ، بمطابق ۱۳ اپریل، ۲۰۲۱۔

gmail:-abrarahmad626@gmail.com

mob:7219436756

تقریظ

مصنف کتب کثیرہ ووافرہ امیر القلم ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی ممبئی

چمن اور روش چمن کی دل فریبی، تمکنت، حسن اور بانکپن، جب سیر کرنے والا یا راہ گیر دیکھتا ہے، توحسن ولطافت کا دل فگار شخص کچھ دیر کے لیے رک جاتا ہے، ٹھہر جاتا ہے اور گل ونکہت گل کی سحر کاری میں ڈوب جاتا ہے اور اس سے بھی کہیں زیادہ وہ وہاں محظوظ ومسحور ہو جاتا ہے، جب وہ کسی صحرا و بیابان، پہاڑ یا چٹان کی چوٹی پر کسی لالہ وگل کو ہنستا ومسکراتا اور حسن لازوال بکھیرتا دیکھتا ہے، وہ تو پھر اپنا دل تھام کر بیٹھ جاتا ہے اور اس کی زبان بے ساختہ پکار اٹھتی ہے، سبحان اللہ! اللہ اکبر!! بس ٹھیک ٹھاک یہی مثال ہے۔ زین العلم والعلما زینت الاتقیا حضرت قبلہ مفتی محمد زین الدین نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ کی۔

یہ تمہید ہم نے اس لیے اٹھائی ہے کہ، چمن زاروں اور زعفران زاروں کا حسن ودلکشی، لبھاؤ پن، باکپن اور من موہ لینے والا جوبن، منت کش احسان ہوتا ہے مالی وباغبان کا۔ جب کہ وہ لالۂ صحرائی اور دشت وجبل کی سل وسطح پر اگنے اور کھلنے والا پھول، مظہر اتم ومشیر اکمل ہوتا ہے۔ قدرت وفطرت کی سچی صناعت اور بے داغ بداعت کا۔ قارئین باتمکین کی کی حس ہی نہیں، چھٹی حس جاگ سکے، تو جاگ اٹھے اور یہ جان جائے کہ اس تمہید کا کھرا، کڑا اور گہرا تاثر کیا ہے۔

جی ہے ہاں! زین العلم علما کی پیدائش کسی خانقاہ وخانوادہ یا کسی آبائی، موروثی اور پشتینی گھرانے میں نہ ہوئی، بلند بانگ علمی وادبی وروحانی مراکز سے دور، جی بے شک بہت دور، قدیم پورنیہ، جدید اتر دیناج پور کی ایک بے نام ونشان بستی کھوکھسا میں ہوئی۔ قدرت کی شان کریمی نے اس مشت خاک کو وہاں سے اٹھایا اور علمیت وروحانیت کے سر بلند ایوانوں کی بھرپور سیر کرا کر اشاعت علم اور اخلاق نبوی کی خوشبو بانٹنے کے لیے تمام ہندوستان کی فلک پیمائی ودشت پیمائی اس کا مقدر ومقسوم ٹھہرایا۔ رب کریم کا یہ کیسا انوکھا انتخاب اور نرالا انعام واکرام ہے کہ دور دیار کا ایک بے مقدار ذرہ علم وعمل کا جبل شامخ بن کر اپنے دور کے اکابر ہند اور عباقرۂ روزگار کا سرور قلب، راحت جان اور سرمۂ چشم بن گیا۔ لاریب یہ ہے، حصول علم، اشاعت علم اور بذات

خوداس علم پر عمل پیرا ہوکر زندگی گذارنے کا گرانقدر ہدیہ اور عطیہ عاطرہ۔

جی میں آتا ہے کہ یہاں ایک ضمنی جملہ لکھ دوں اور وہ یہ ہے کہ میں نے اوپر قدیم پورنیہ اور جدید دیناج پور لکھا ہے۔ وہ اس لیے کہ حضرت گرامی قدر ممدوح کی ولادت ۱۹۴۳ء کی ہے۔ اس وقت یہ سارا علاقہ قدیم پورنیہ کے توابع میں تھا۔ جبکہ جدید ضلع اتر دیناج پور سیاسی وجغرافیائی عمل تقسیم کے بعد ۱۹۵۶ء میں وجود پذیر ہوا ہے۔

اس خاکسار غلام جابر شمس کی یہ کم نصیبی رہی کہ اس کی گنہگار آنکھوں نے بہت سے ایسے خدادوست علما کی زیارت نہ کرسکی، جس کا ہمیں بے تحاشہ قلق ہے۔ لیکن ان کے بارے میں سنا بہت ہے۔ عقیدت واحترام کا تعلق سننے اور دیکھنے سے نہیں، یہ تو ایک دینی وایمانی اور قلبی تعلق ہے، جو ماورائے دیدوشنید ہوتا ہے۔ جس کی شہادت اس تحریر کی سطر سطر اور لفظ لفظ سے واضح ہے۔

خیر پچھلے سال سے ہی محب محترم فاضل جلیل حضرت مولانا مفتی حافظ وقاری ابرار احمد رضوی مصباحی زید فضلہ وکرمہ یہ خبر دے رہے تھے اور تبادلۂ خیال کررہے تھے کہ حضرت زینت الاتقیا قدس سرہ العزیز کی حیات وخدمات پر کوئی ضخیم نمبر یا مخصوص مجلہ منظر عام پر لانا ہے۔ وقتاً فوقتاً عناوین ومضامین کی بھی اطلاع دیتے رہے اور کئی دفعہ ناسک سے ممبئی اپنی آمد کا اظہار بھی کیا۔ آتے آتے اب وہ اور ان کے ہمراہ فرزند گرامی حضرت زینت الاتقیا حضرت مولانا انور رضا صاحب اشرفی جامعی زید مجدہ ۲۶/ مارچ ۲۰۲۲ء کے دوپہر کو تشریف لائے اور زیر ترتیب وطبع کتاب بعنوان ''زینت الاتقیا: احوال وآثار'' کا کمپوزڈ مسودہ یہ فرما کر دے گئے کہ آپ نظر ثانی بھی کریں اور کوئی تحریر بطور تقدیم کے ضرور لکھیں۔

گو کہ یہ خاکسار ان دنوں کسی اہم وتاریخی کام کی انجام دہی میں پل پل مصروف ہے۔ مگر چونکہ یہ خاکسار سیمانچل کی شخصیات اور موضوعات سے یک گنا دلچسپی رکھتا ہے۔ لہٰذا ''نا'' نہ کہہ سکا۔ آج ۶/ اپریل ۲۰۲۲ء بمطابق ۴/ رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ پورا مسودہ کچھ تو بالاستیعاب اور کچھ سرسری دیکھ کر فہرست سازی، مضامین کی درجہ بندی اور اپنے کاتب حافظ حیدر علی صاحب کو بٹھا کر سیٹنگ اور کسی حد تک تزئین وآرائش کا کام مکمل کر دیا۔ فالحمدللہ علی ذلک۔

تاثرات تابندہ وخیالات پاکیزہ

دعائیہ کلمات

شیخ الاسلام، رئیس المحققین حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی
جانشین مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند کچھوچھہ شریف، یوپی

مبسملاً و حامداً و مصلیاً و مسلماً

یہ جان کر خوشی ہوئی کہ جماعت اہل سنت کے معروف عالم باعمل، صوفی باصفا حضرت مولانا مفتی زین الدین نعیمی اشرفی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیات و خدمات پر مشتمل مجلہ شائع ہونے جا رہا ہے۔ حضرت مفتی زین الدین نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ کہنہ مشق مفتی، بافیض مدرس، حضرت سرکار کلاں سید محمد مختار اشرف نور اللہ مرقدہ کے مرید صادق اور خلیفہ ومجاز تھے، مزاج میں سادگی، طبیعت میں نفاست، بڑوں کی تعظیم، چھوٹوں پر شفقت اور سیرت و کردار میں تقوی وطہارت ان کے نمایاں اوصاف تھے۔ انھوں نے پوری زندگی درس وتدریس، فقہ وفتاوی اور دین متین کی تبلیغ واشاعت میں گزار دی۔ حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ تھے مگر خانوادہ کے جملہ فرزندان و وابستگان سے بے پناہ محبت رکھتے تھے، ظاہر و باطن ان کا یکساں تھا، اللہ تعالی نے انہیں بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ دعا ہے مولی تعالی ان کے درجات بلند فرمائے۔

مجلہ کے مرتب عزیز گرامی مولانا مفتی ابرار احمد قادری مصباحی زید علمہ اور جملہ قلمکاروں ومعاونین کو اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں اس کی برکتیں وسعادتیں عطا فرمائے آمین بجاہ اشرف المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فقط والسلام

دعاگو

ابوالحمزہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی غفرلہ
جانشین مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند قدس سرہ
۱۹ر رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۱ر اپریل ۲۰۲۲ء

زینت الاتقیا: بڑے تقوی شعار عالم دین تھے

محمود المشائخ حضرت سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی صاحب قبلہ

سجادہ نشین آستانۂ عالیہ سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

مولانا نوشاد عالم اشرفی جامعی کے ذریعہ یہ جان کر خوشی ہوئی کہ حضرت مفتی زین الدین صاحب اتر دیناجپوری علیہ الرحمۃ پر ان کے تلامذہ واحباب نمبر نکال رہے ہیں حضرت مفتی زین الدین صاحب علیہ الرحمہ ہماری جماعت کے ان علما میں سے ہیں جن کا حق ہے کہ ان پر نمبر نکالا جائے اور ان کی علمی خدمات سے لوگوں کو روشناس کیا جائے۔آپ بڑے تقوی شعار عالم دین تھے آپ نے کئی سال ہمارے جامع اشرف میں بھی درس دیا ہے بلکہ جامع اشرف کے شیخ الحدیث، صدر المدرسین ومفتی رہے ہیں۔آپ ہمارے جد کریم مخدوم المشائخ حضرت ابوالمسعود مفتی سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

آپ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ آپ سادات کچھوچھہ کے بچوں کا بھی احترام واکرام فرمایا کرتے تھے اپنے مرشد سے کتنی عقیدت ہوگی، سمجھا جاسکتا ہے آپ نے جامع اشرف میں تدریس وفتاویٰ نویسی کے ذریعے جو دینی خدمات انجام دی ہیں ہم اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اللہ کریم سے انکے لئے جنت میں بلند درجات کی دعا کرتے ہیں اور ان کی تمام اولاد ذکور واناث اور واحباب کو ان کی روش اور تعلیمات کو اپنانے کی تاکید ووصیت کرتے ہیں اور ان کے فرزند ارجمند مولانا انور رضا اشرفی جامعی جن کی تحریک پر یہ کام ہورہا ہے انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں مولا کریم انہیں حوادث زمانہ سے محفوظ و مامون رکھے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

دعاگو

سید محمود اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین، آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکارکلاں، کچھوچھہ مقدسہ

زینت الاتقیا: نخلستان معرفت کے شجر تناور تھے

معین المشائخ حضرت سید شاہ معین الدین عرف معین میاں صاحب قبلہ

سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ

استاذ گرامی آبروئے علم وعلما، پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت، عالم ربانی، مفتئ دوراں، نجم الفقہا، مصباح الاتقیا، دنیائے سنیت کی عبقری شخصیت، عامل شریعت، حامل طریقت، پیکر اخلاق و اخلاص، زینت **الاتقیا** حضرت علامہ مولانا مفتی زین الدین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ والرضوان درس وتدریس کے تاجدار، عالم باعمل اور اسلاف کی یادگار تھے۔

مجھے بھی آپ کی ذات گرامی سے اکتساب فیض کا موقع میسر ہوا میں بھی آپ کی درسگاہ کا خوشہ چیں ہوں آپ کی دعاؤں کا فیض سر پر سایہ فگن ہے نصف صدی پر محیط آپ کی درسگاہی خدمات سے ہزاروں علما وائمہ اور خطبا پیدا ہوئے آپ نے عدیم المثال درسگاہوں میں اپنی خداداد صلاحیتوں اور علمی قابلیتوں کا سکہ علما اور طلبہ کے دلوں میں بٹھایا آپ کی وضع قطع فقیرانہ تھی، آپ صوفیانہ اور درویشانہ صفت کے حامل تھے۔

آپ نے اپنی حیات پاک کی آخری سانس تک درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا آپ کی تدریس کا طریقہ انمول تھا تفہیم کا انداز بڑا پیارا تھا پابند شریعت کے کوہ محکم اور نخلستان معرفت کے شجر تناور تھے آپ کا شیوہ احقاق حق اور ابطال باطل تھا آپ کے اعمال حسنہ اور خصائل حمیدہ کے نقوش کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ آپ اپنی دینی خدمات اور علمی کارناموں کی وجہ سے بعد وفات بھی زندہ ہیں اور ان شاء اللہ زندہ رہیں گے جب بھی کوئی آپ کی تعلیمی خدمات کو خیال کرے گا آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہے گا۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

اللہ تبارک وتعالیٰ زینت الاتقیا کو غریق رحمت کرے۔ الحمدللہ عزیزم مولانا ابرار احمد قادری مصباحی اور شہزادۂ زینت الاتقیا مولانا انور رضا صاحب نے ایک مثبت کوشش کی کہ زینت الاتقیاء کی سوانح عمری اب طباعت واشاعت کے مرحلے میں ہے۔ رب قدیر ان کے حوصلوں کو بلند فرمائے اور زور قلم کو مزید اضافہ فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فقیر سید معین الدین اشرف اشرفی جیلانی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف یوپی

زینت الاتقیا: نمونہ اسلاف وصوفی باصفا

مناظر اہل سنت، فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن صاحب قبلہ مضطر رضوی، بانی جامعہ نوریہ رضویہ، شام پور بنگال

عزیز مکرم مولانا ابرار احمد صاحب زید علیکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

یہ جان کر مسرت بھرا اطمینان ہوا کہ نمونہ اسلاف، صوفی باصفا حضرت مولانا زین الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی پاکیزہ زندگی، علم وفضل اور دینی خدمات سے دنیا کو متعارف کرانے کا جو قرض کئی برسوں سے ہماری گردنوں پر تھا، اب اسے اتارنے کا بیڑا آپ عزیزان نے مل کر اٹھالیا ہے اور موصوف کی حیات وخدمات پر محیط ایک ضخیم مجلہ شائع کرنے جارہے ہیں۔

امام شعرانی نے فرمایا ہے: **ان المنة بعده لکل دور علی من تحته، فلو قدر ان اهل دور تعدوا من فوقهم الی الدور الذی قبله لانقطعت وصلتهم بالشارع ولم یهتدوا لایضاح مشکل ولا تفصیل مجمل۔**

[ہر طبقہ کے علما کا اپنے بعد والوں پر احسان ہے۔ جو طبقہ اپنے اگلے پیشواؤں کو چھوڑ کر ان سے پہلے والوں کی طرف تجاوز کرے گا، اس سے وہ سلسلہ جو شارع علیہ السلام تک ملا ہوا ہے، منقطع ہو جائے گا اور یہ کسی مشکل کی توضیح اور مجمل کی تفصیل نہ کر سکیں گے]

اللہ تعالی آپ حضرات کی اس پر خلوص مساعی کو قبول فرمائے اور اس کا صلہ دونوں جہاں میں عطا کرے۔ آمین

فقیر محمد مطیع الرحمن رضوی غفرلہ

میں نے زینت الاتقیا کے اندر کوئی کمی نہ دیکھی

حضرت علامہ مفتی ایوب نعیمی صاحب قبلہ، شیخ الحدیث وصدر شعبہ افتا
جامعہ نعیمیہ مراد آباد (یوپی)

اعز وارشد مفتی زین الدین صاحب علیہ الرحمہ نے جامعہ نعیمیہ میں کئی سال تک تدریسی خدمات انجام دئے ۔طلبہ خوشی کا اظہار کرتے ،تفہیم انتہا کی سادہ اور پیاری تھی ۔کبر و نخوت سے ہمیشہ بچتے ،میں نے کوئی کمی ان کے اندر نہ دیکھی ۔مولی تعالی ان کو اعلی مقام عطا فرمائے آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیم

فقیر محمد ایوب نعیمی غفرلہ
۴ مارچ ۲۰۲۱

❁❁❁

زینت الاتقیا کی شخصیت یقیناً اس قابل ہے کہ ان کی زندگی کے مبارک نقوش کو قلم بند کیا جائے

مفکر اسلام حضرت علامہ قمر الزماں خاں اعظمی ،ورلڈ اسلامک مشن لندن

مجھے یہ جان کر بے پایاں مسرت ہو رہی ہے کہ حضرت علامہ مفتی زین الدین علیہ الرحمہ کے صاحبزادے اور ان کے تلامذہ ان کی حیات اور کارناموں پر کوئی کتاب شائع کرنا چاہتے ہیں۔ یقیناً ان کی شخصیت اس قابل ہے کہ ان کی زندگی کے مبارک نقوش کو قلم بند کیا جائے۔
حضرت علامہ مفتی زین الدین صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ میں نے چند ماہ مدرسہ عزیز العلوم نانپارہ میں گزارے ہیں۔ میں نے ان کے انداز تدریس اور ان کے شب و روز کا مشاہدہ کیا۔
۱۹۶۲ ء میں حضرت علامہ مفتی رجب علی علیہ الرحمہ کے حکم پر میں نے مدرسہ

عزیز العلوم میں تدریس کے فرائض انجام دیے، افسوس کہ میں وہاں زیادہ دن قیام نہ کر سکا اگر کچھ خارجی موانع نہ ہوتے تو میں مولانا زین الدین علیہ الرحمہ کے ساتھ کام کرنے میں خوشی محسوس کرتا۔ ان کا انداز تدریس بہت عمدہ تھا، وہ اپنے طلبا کو ہر طرح سے مطمئن کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے، وہ درس نظامیہ کی ابتدائی کتابیں اس طرح پڑھا دیتے تھے کہ طلبا کو متوسطات کو سمجھنے کی بھر پور صلاحیت اور استعداد حاصل ہو جاتی اور اس کے بعد دیگر مراحل خود بخود آسان ہو جاتے ۔ان کے ایک شاگرد حضرت مولانا حافظ جمیل احمد ابو زہرہ رضوی مالیگاؤں سے جب برطانیہ آئے تو میں ان کی استعداد سے بہت متاثر ہوا۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ مولانا ابو زہرہ کی صلاحیتوں سے مجھے اندازہ ہوا کہ مولانا زین الدین صاحب اپنے طلبہ کے اندر یہ استعداد پیدا کر دیتے تھے کہ وہ تفسیر، حدیث اور فقہ کی کتابوں کو بخوبی سمجھ سکیں۔ مولانا ابو زہرہ کی بعض تصانیف اس کی شاہد ہیں۔

مولانا زین الدین صاحب انتہائی متقی، پرہیز گار، مخلص اور با اخلاق تھے۔ ان کے اندر وہ تمام خوبیاں تھیں جن کو آج ہم مدرسین اور علما میں تلاش کرتے ہیں، وہ پیکرِ صبر واستقلال تھے۔ انہوں نے اپنے آخری ایام مالیگاؤں میں گزارے۔ یقینا ان کے تلامذہ اور ان کے ساتھ کام کرنے والے مدرسین نیز دار العلوم حنفیہ کے منتظمین اس بات کے گواہ ہوں گے۔

خدا ان پر رحمتوں کا نزول فرمائے اور ان کے پسماندگان کو ان کے تدریسی کام کو آگے بڑھانے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خاکسار

محمد قمر الزماں خان اعظمی،

سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن مانچسٹر انگلینڈ

یکم جنوری ۲۰۲۱

زینت الاتقیا: بے مثال شخصیت

مفتی محمد زبیر صدیقی رضوی عربی کالج پورنیہ بہار

پیکر اخلاق عالم باعمل ماہر علوم وفنون، فقہ واصول فقہ پر خاص دسترس رکھنے والی شخصیت، مشکل مسائل کو آسانی سے سمجھا دینے والے استاذ الاساتذہ طالب علموں پر خاص طور پر شفقت فرمانے والے منکسر المزاج عاجزی وانکساری کے پیکر حوصلہ افزائی فرمانے والے صاف ستھرا کردار کے مالک پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، پیکر خلوص محبت حضرت علامہ مفتی زین الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ زندگی بھر درسگاہ سے منسلک رہے جن کی زندگی کا اکثر حصہ تعلیم دینے پر گزری زمانہ انہیں آج بھی یاد کر رہی ہے۔

ایسے لوگ دنیا سے چلے جاتے ہیں مگر اپنی یادیں چھوڑ جاتے ہیں برہان پور کا مشہور دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ اظہار العلوم میں جب آپ مسند نشیں تھے میں بھی اس وقت جامعہ کا خادم تھا مجھ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اسی وجہ سے اپنے صاحبزادے کو پڑھانے کے لئے میرے حوالہ کر دیے تھے۔ سب سے بڑی کرامت آپ کی یہ کہ آپ شریعت پر عامل تھے۔ میں نے آپ کی کبھی کوئی نماز قضا ہوتے نہیں دیکھی۔

سخت بیمار ہونے کے باوجود بچوں کا سبق ناغہ نہیں ہونے دیتے ایک مرتبہ بہت بخار تھا لیکن درسگاہ میں بیٹھ گئے۔ دو ہی گھنٹی ہوئی تھی کہ آپ بیہوش ہو گئے۔ ڈاکٹر کو بلوایا گیا دوا دی گئی، کچھ افاقہ ہوا کہ پھر درسگاہ میں بیٹھ گئے۔ میں نے بھی منع کیا۔ مگر فرمانے لگے مجھے پڑھانے میں سکون ملتا ہے، اس لیے آپ حضرات ضد نہ کریں، مجھے پڑھانے دیں۔ غرض آپ چاہتے تھے کہ بچوں کا سبق ناغہ نہ ہو اور بچوں کی زندگی برباد نہ ہو۔

اب ایسا سوچنے والا نہ رہا۔ جس سے طالب علموں کی زندگی روشن ہو۔ حضرت

نمونۂ اسلاف تھے۔ دین کی خدمت ان کا مقصد تھا۔ اعلی حضرت عظیم البرکت کا جب بھی تذکرہ ہوتا، تو پھر گھنٹوں ان کا ذکر فرماتے رہتے، اعلی حضرت سے ان کو بڑی محبت تھی۔ فرماتے تھے علمائے کرام اور مفتیان عظام پر اعلی حضرت نے بڑا کرم فرمایا کہ انہوں نے اپنے فتاوی کا عظیم مجموعہ بشکل فتاویٰ رضویہ عطا فرمایا فتاوی رضویہ آج جس دارالافتا میں موجود نہیں وہ دارالافتا مکمل نہیں۔ اللہ تعالی ان کے مرقد پر گہرباری کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

میری خواہش ہے کہ حضرت علیہ الرحمہ کے فتاوٰی کو ضرور شائع کیا جائے تا کہ ہم جیسے لوگ بھی مستفید ہوسکیں۔

۞۞۞

زینت الاتقیا اور تواضع وانکساری

شارح کتب کثیرہ، حضرت علامہ مفتی شبیر صاحب قبلہ،

آستانۂ عالیہ اشرفیہ رضویہ کھگڑا کشن گنج بہار

عموماً جب کوئی کسی بھی ادنیٰ مقام پر پہنچتا ہے، تو اس میں غرور وتکبر کی بو پیدا ہوجاتی ہے چنانچہ زبان زدعام ہے۔ع　　خدا جب حسن دیتا ہے تو نزاکت آ ہی جاتی ہے

اور جس میں پہلے سے غرور وتکبر ہو تو وہ کریلا نیم چڑھا کے مانند ہوجاتا ہے لیکن کچھ آدمی ایسے بھی ہیں جن کے اندر بلند ترین مقام پر پہنچنے کے باوجود کسی طرح کا غرور وتکبر نہیں ہوتا بلکہ تواضع وانکساری ان کی عادت بن جاتی ہے چنانچہ حضرت شیخ سعدی شیرازی کا ارشاد ہے۔

تواضع زگردن فرازاں نکوست　　گدا گر تواضع کند خوے اوست

یعنی تواضع وانکساری ان کی طرف سے خوبی مانی جاتی ہے جو بلند رتبہ میں ہو لیکن اگر فقیر وبھیک منگا انسان تواضع کرے تو یہ اس کی عادت وخصلت ہے حسن وکمال نہیں۔ تواضع کا درس دیتے ہوئے یہ شعر بھی بہتر نشاندہی کرتا ہے۔

تواضع کند ہوشمند گزیں　　نہند شاخ پرمیوہ سر برزمیں

یعنی تواضع وانکساری وہ اختیار کرتا ہے جس کے پاس ہوش وخرد کی دولت ہو زمین

کی طرف وہ شاخ جھکتی ہے جو پھلوں سے لدی ہو۔

مفتی زین الدین علیہ الرحمہ بھی ان ہی ہوش وخرد سے معمور اور اخلاق ومحبت سے بھرپور لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے بڑے بڑے اداروں کے اونچے منصبوں پر فائز ہونے کے باوجود عاجزی وانکساری کی ایک مثال قائم کردی۔

اپنے ہم عصر لوگوں کے علاوہ شاگردوں بلکہ عام انسانوں کیلئے بھی اپنے مسند سے کھڑے ہوجاتے اور اپنے ساتھ بٹھاتے، ملنے والے ان کی حسن واخلاق سے بے پناہ متاثر ہو جاتے تھے۔

آپ پیکر زہدوتقوی، صوفئ با صفا، نمونۂ حسن اخلاق وخوش مزاجی وکشادہ قلبی و یادگار اسلاف عالم باعمل تھے۔ یہی وجہ ہے انسانوں کے علاوہ اجنہ کے بچے بھی آپ سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے رات کے وقت مدرسے کے سارے بچے سو رہے تھے چاروں طرف خاموشی کا سماں تھا ایک کمرہ سے پڑھنے پڑھانے کی آواز آ رہی تھی اور دروازہ کے سوراخ پر نظر دوڑائی تو دیکھا کہ حضرت ممدوح کے سامنے کتاب کھلی ہوئی ہے اور آپ کسی کو درس دے رہے ہیں لیکن سامنے کوئی موجود نہیں صبح کے وقت رات کے واقعہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دئے جس سے سمجھ میں آ گیا کہ یہ بچے جنات کے تھے جن کو آپ درس دے رہے تھے۔

جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں جب میں زیر تعلیم تھا ایک شخص خواب میں دیکھا کہ کچھ بچے میرے پاس آئے اور یہ کہنے لگے کہ ایک بڑے بزرگ تشریف لائے ہوئے ہیں چلئے ہم تمام ان سے ملاقات کرکے دعائیں کرائیں ان کے ساتھ ہم چل دیے ابھی کچھ ہی دور چلے ہوں گے ان بچوں نے کہا کہ یہی وہ بزرگ ہیں جن کی ملاقات کے لیے ہم لوگ آئے ہوئے ہیں جب میں نے غور کیا تو دیکھا کہ وہ بزرگ ہمارے ممدوح زینت الاتقیا علامہ مفتی محمد زین الدین علیہ الرحمہ کی ذات گرامی ہے۔

۞۞۞

حضرت مفتی زین الدین: ایک کامیاب معلم

حضرت علامہ مفتی شفیق احمد شریفی صاحب قبلہ، الہ آباد

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: **العلماء ورثة الانبياء**
علمائے ظاہر اور علمائے باطن انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث اور جانشین ہیں۔

علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل، میری امت کے علماء عارفین بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں جس طرح ان انبیاء اور رسل نے اپنی امتوں کو تبلیغ فرمایا انہیں حرام وحلال فرض وواجب بیان فرمایا نیکی وبدی اور معروف ومنکر کی وضاحت فرمائی ان کا تزکیہ نفس اور تنقیہ قلب فرمایا اور دنیاوی اور اخروی فلاح وبھلائی کی طرف رہنمائی فرماتے رہے اسی طرح میری امت کے علما حلال وحرام فرض وواجب نیک وبد معروف ومنکر کی وضاحت فرمائیں گے نیکیوں کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔

احکام قرآن وفرمودات رحمٰن کا درس دیں گے منازل سلوک و وصول سے شناسا کریں گے حدیث مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور سیرت مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعلیم دیں گے، اولیا مسند وارشاد وتکمیل پر بیٹھ کر تزکیہ قلب اور تنقیہ باطن کی تلقین کریں گے اور علم کے ساتھ عمل صالح کی تلقین کریں گے حق سے برگشتہ مخلوق کو راہ راست پر لائیں گے قلبی توجہات اور روحانی تصرفات سے مسترشدین کے دلوں کو انوار الہی کی آماجگاہ بنائیں گے ہر عالم اپنے علاقہ اور حلقہ اثر میں دین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو پھیلاتا ہے اور اس فیض کو عامۃ الناس تک پہنچاتا ہے لہذا اس کی فضیلت عام امتی اور محض عابد وزاہد سے بہت زیادہ ہے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا **فضل العالم على العابد كفضلى على ادناكم** (مشکوۃ) علم کی فضیلت

عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر خطیب مشرق پاسبان ملت علامہ نظامی علیہ الرحمہ دارالعلوم غریب نواز الہ آباد کیلئے شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ سے ایک استاد کی خواہش ظاہر فرمائی تو شارح بخاری نے میرا انتخاب فرما کر الہ آباد بھیج دیا دارالعلوم غریب نواز میں مسند صدارت پر مفتی زین الدین صاحب تھے راقم السطور کو تقریبا تین سال تک ان کی معیت میں رہ کر کام انجام دینے کا موقع ملا موصوف نہایت شفقت فرماتے اساتذہ کے ساتھ ملنے کا انداز بڑا انوکھا تھا طرز گفتگو نہایت نرم اور تادیب میں بھی شفقت جھلکتی کہ مخاطب کو گراں نہیں گزرتا تفسیر وحدیث وفقہ واُصولِ فقہ، علم کلام اور دیگر علوم نقلیہ میں مہارت تامہ حاصل تھی ۔طلبہ کی اصلاح کا خصوصی خیال رکھتے ،نماز کی پابندی کرتے ۔

صلوۃ وسلام میں خود شرکت فرماتے اور اسی موقع پر طلبہ کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلاتے حدیث شریف پڑھانے کا رنگ نرالا تھا مسلک احناف پر گفتگو فرماتے تو دلائل وبراہین کا انبار لگا دیتے ۔طلبہ نہایت مطمئن ہو کر آپ کی درسگاہ سے اٹھتے ،فقہ کی مطولات پر گہری نظر تھی ۔جزئیات پر عبور حاصل تھا عوام سے ملنے کا انداز ایسا تھا کہ ہر آنے والا شخص ان کا ہو کر رہ جاتا ۔وہ عوام کو اپنی ذاتی منفعت کے لیے کبھی استعمال نہیں کرتے بلکہ دارالعلوم غریب نواز سے مضبوط طریقے پر جوڑ دیتے جس سے زیادہ مستحکم ہوتا چلا جاتا ۔

مفتی زین الدین ایک باوقار سنجیدہ عالم دین کا نام ہے نہایت پاکباز لطیف مزاج دیندار متقی پرہیزگار اور نفاست پسند تھے میانہ قد گورا رنگ سرخی لئے ہوئے نورانی داڑھی شراب عشق سے مخمور آنکھیں شفقت آمیز رویہ اور بہت سی ایسی باتیں جن سے شرافت وبزرگی اور وقار ٹپکتا آپ کی گفتگو میں قیامت کا بانکپن تھا آپ سے ملنے والا یہ تاثر لے کر جاتا کہ مفتی صاحب مجھ پر مہربان ہیں ہر آنے والے کو یہ محسوس ہوتا کہ آپ کے چہرے پر جمال تقوی اور جلال علم کا نور برس رہا ہے۔

آسمان ان کے لحد پر شبنم افشانی کرے۔

۞۞۞

زینت الاتقیا: یادگار سلف

ڈاکٹر ساحل سہسرامی

یادگار سلف حضرت علامہ مفتی محمد زین الدین اشرفی نعیمی علیہ الرحمہ کی شخصیت سے مجھے عزیز گرامی مولانا ابرار احمد مصباحی زید مجدہ نے متعارف کرایا میں ایک گمنام اور ایک گوشہ میں رہنے والا دین کا ادنیٰ خادم اور طالب علم ٹھہرا، جلسہ وجلوس کانفرنس اور سیمینار وغیرہ میں شرکت برائے نام کبھی کبھار ہو جاتی ہے۔ اس لیے حضرت ممدوح علیہ الرحمہ کی اعلی شخصیت سے ناواقفیت کوئی تعجب خیز نہیں البتہ میرے لیے باعث تاسف ضرور ہے کہ ایسی مقتدر صالح اور ذی علم شخصیت کی بارگاہ فیض عام سے استفادہ نہ کرسکا اللہ تعالی حضرت والا کی خدمات دینیہ جلیلہ کو قبول فرمائے اوران کے درجات اپنی بارگاہ قدس میں بلند فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ و بارک وسلم

حضرت علامہ مفتی محمد زین الدین اشرفی علیہ الرحمہ کا تعلق اتر دیناجپور کی مردم خیز سرزمین سے ہے۔ قدیم پورنیہ اوراس کے علاقہ کو اپنی اسلامی اقدار کی پاسداری اور ایک خاص طرز معیشت کی بدولت اگر مشرق کا شیراز کہا جائے تو کچھ بے جا نہ ہوگا۔ صدیوں سے اس خطے میں ارباب فن اصحاب دین صاحبان اقتدار وثروت موجود رہے ہیں۔ سیلاب کی تباہ کاری اس کی معاشی نمو کو زک ضرور پہنچاتی ہے۔ لیکن زمین پر اسے پھر زرخیز بنادیتی ہے نوابین تعلقہ دار زمیندار گھرانوں کی نسلیں آج بھی موجود ہیں ایمان کی باد بہاری نے اس خطہ کو خوب نوازا ہے اس لیے اس شعبے ایمان کی اچھی خاصی تعداد یہاں موجود ہے نسلوں کی وجاہت بھی اس علاقے میں خوب دمکتی دکھائی دیتی ہے دین اور علم دین سے شغف اس خطے کی خاص شناخت ہے۔

ہندوستان کا شاید ہی کوئی ادارہ ہو جہاں اس خطے کے اساتذہ اور طلبہ موجود نہ ہوں ایمان وسنیت کی اس جلوہ طرازی میں خانقاہوں اور اصحاب دل کا اہم کردار رہا ہے ان میں سلسلہ عالیہ قادریہ رشیدیہ اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ علائیہ کا خاص فیضان شامل ہے۔

چودھویں صدی کے نصف اخیر میں سلسلۂ قادریہ رضویہ کا فیضان کرم بھی ٹوٹ کر برسا اور ایسا برسا کہ اوروں کے لیے باعث رشک بن گیا۔اس خطے میں عہد قدیم سے علم اور دین کی سرپرستی کا دستور رہا ہے جس طرح ہندوستان کے دوسرے مسلم اکثریت والے علاقوں میں بھی یہ طرز عام تھا۔نواب کھڑا کشن گنج ایک علم دوست اور علما نواز رئیس تھا جس کے زیر سایہ بہت سے نامور علماء علم وفن کی بساط بچھائی۔

ہمارے وطن عزیز شہسرام کے دو نامور بزرگ عالم دین طوطئ ہند مولانا قادر بخش شہسرامی اور مولانا حکیم رکن الدین دانا شہسرامی اس خطے میں عرصہ دراز تک علم وفن کی سوغات تقسیم کرتے رہے اسی خطہ شیراز سے تعلق رکھتے ہیں یادگار سلف مفتی محمد زین الدین نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ۔حضرت کی حیات مبارکہ کی جو جھلک مولانا ابرار احمد صاحب نے پیش کی ہے اس کے تناظر میں حضرت زینت الاتقیا کی حیات مبارکہ واقعی دین کی زینت و آرائش معلوم ہوتی ہے سادگی اور قناعت جفاکشی احساس ذمہ داری دین وعلم سے شغف اقدار کی پاسداری نسبتوں کا احترام طلبہ کی قدر افزائی اور صالح تربیت اور خود صالحیت کے لوازمات سے آراستہ اور پیراستہ ایک گل شخصیت تھی۔

حضرت مفتی صاحب نے مشربی وسعت قلبی کے ساتھ جیسی زندگی گزاریں،شریعت کا دامن ہر قدم پر جس مضبوطی کے ساتھ آپ نے تھامے رکھا وہ نئی نسل کے لئے دلیل راہ ہے۔ایسی شخصیتیں جہاں رہتی ہیں فیض بار رہتی ہیں اور لوگ اپنے ظرف کے اعتبار سے ان سے فیض یاب ہوتے ہیں مولائی غافر وقدیر ان کی تربت پر رحمتوں کی بارش فرمائے اور اخلاف میں ان کے نقوش زندگی نمایاں کرے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

زینت الاتقیا: مستند عالم ومفتی

علامہ مفتی شہاب الدین شیخ الحدیث وصدر مفتی جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ

اسلام کی تاریخ شاہد ہے کہ ہر قرن اور ہر عہد میں ایسی شخصیتیں علوم اسلامیہ کی درسگاہوں کی زینت بنی ہیں جو انتہائی سادگی کے ساتھ علوم شرعیہ کی ترویج و اشاعت اپنی حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ صرف کر دیا ہے۔ دل کی اتھاہ گہرائی، صدق و دیانت کے ساتھ درسگاہ کی تمام ذمہ داریوں کو ادا کرنا اور تدریس کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا کچھ آسان کام نہیں ہے کہ ہر کس وناکس کو یہ نعمت حاصل ہوجائے، اس کے لئے طرح طرح کی آزمائش کی کسوٹی پر چڑھنا پڑتا ہے۔ اُٹھنے والے نت نئے معاملات اور پیش آنے والے حادثات کا پوری دلیری کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ طوفان حوادث سے گزرنا پڑتا ہے، انتظامیہ سے لے کر عوام تک کے خودساختہ افکار وخیالات ونظریات سے ٹکر لینی پڑتی ہے۔

ان تمام تگ ودو میں تقویٰ کے پیراہن کو تارتار ہونے سے بچاتے ہوئے تعلیم وتعلم کے سلسلہ کو برقرار رکھنا موجودہ صدی میں جوئے شیر لانے کی مانند ہے۔ اس صدی میں ان اوصاف کی حامل ملّت اسلامیہ کی جن عظیم شخصیت کا سکہ چہاردانگ عالم میں چل رہا ہے ان مقدس شخصیتوں کی سیرت وکردار کا مطالعہ کرنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان تمام بزرگوں میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی اور اسلام کی حفاظت کا پاکیزہ جذبہ کارفرما رہا ہے جس نے اُنہیں خیر وبرکت کا گنجینہ اور رشد وہدایت کا منارہ بنادیا ہے۔ ان ذوات مقدسہ میں سے جو تحفظ اسلام واتباع سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترین نمونہ ہیں موجودہ صدی کے مستند عالم ومفتی، پیکرِ اخلاص والفت، سادگی کے مجسمہ، مردتقویٰ شعار، کتاب وسنت کے پیروکار، شیخ الحدیث والفقہ حضرت مفتی زین الدین علیہ الرحمہ ہیں۔

مفتی زین الدین علیہ الرحمہ سادگی، منکسرالمزاجی اور ملنساری کی بدولت چھوٹے بڑے عالم وجاہل ہر طبقہ کے لوگوں میں مقبول تھے۔ مفتی صاحب ان چنندہ اشخاص میں سے

تھے جو اپنے اکابر علما و مشائخ کی تعظیم و تکریم کرتے ہوئے ان کی ہدایت پر عمل پیرا ہونے اور ان کی روش پر چلنے کی مکمل کوشش کرتے ہیں اور اپنے کارناموں اور قربانیوں کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ مفتی صاحب نے اپنی زندگی کے بیشتر حصے کو تدریسی خدمات انجام دینے کے ساتھ اللہ تعالی کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اور اپنے انفرادی انداز میں ملک وقوم کی نا قابل فراموش خدمات انجام دیں۔

حضرت کو درسگاہی علوم میں ملکہ حاصل تھا۔ ممبئی اور اس کے اطراف میں متعدد دینی و تعلیمی اداروں کے قیام کی بنیاد پر ہمیشہ یاد کئے جائیں گے۔ مسلمان لڑکیوں کو تعلیمی طور پر آگے بڑھانے کیلئے انتھک محنت کی تا کہ ان کی تعلیمی پسماندگی ختم ہو جائے۔ انہوں نے مختلف دینی مدارس میں مختلف جہتوں سے اہم خدمات انجام دیں اور اپنی دینی اور علمی خدمات کے گہرے نقوش چھوڑے جس کے آثار آج بھی محسوس کیے جارہے ہیں۔ مخدوم المشائخ حضرت سید مختار اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے دامن کرم سے وابستہ رہتے ہوئے ملک کے مشہور ادارے میں دینی و ملی خدمات انجام دیں۔ علما اور طلبا کے ساتھ شروع ہی سے ہمدردانہ اور بہی خواہانہ تعلق تھا۔ سلاسل حقہ کے تمام مشائخ خصوصاً سلسلہ اشرفیہ کے مشائخ سے مخلصانہ و محبانہ تعلق تھا جس کا اظہار ہر ملاقات کے موقع پر بہت اہتمام سے فرمایا کرتے تھے آج وہ تاریخ کا حصہ ہے۔ حضرت ایک جید عالم دین، متقی و پرہیزگار، ایک بے مثال منتظم، شیریں بیاں واعظ اور اس سے بڑھ کر الخلق کلھم عیال اللہ کے پاس دار تھے۔

زینت الاتقیا: اخلاق حسنہ کا پیکر

منظر الاسلام ازہری

غالباً ۱۹۹۵ء کی بات ہے جب ہم بنارس میں زیر تعلیم تھے، مولانا عارف رضا اشرفی کے ساتھ کچھوچھہ شریف عرس مخدومی میں ہماری حاضری ہوئی تھی۔ مولانا عارف رضا اشرفی مجھ سے دو سال سینیر تھے اور زین العلما مفتی زین الدین قدس سرہ کے قریبی شاگردوں میں تھے۔ زین العلما حضرت مفتی زین الدین قدس سرہ کی رہایش گاہ حضرت مخدوم اشرف کی درگاہ کے قریب ہی واقع جامع اشرف کے احاطہ میں اساتذہ کے لیے مختص ایک فلیٹ میں تھی۔ مولانا عارف رضا نے کچھوچھہ شریف حاضری سے پہلے ہی ہمارے ساتھ یہ طے کرلیا تھا کہ ہمارا قیام حضرت زین العلماء کی رہاءش گاہ پر ہی رہے گا۔

طے شدہ پروگرام کے مطابق ہم لوگ حضرت زین العلما کی رہائش گاہ پر پہونچ گیے۔ کچھ دیر بعد ایک نحیف وناتواں شخصیت دور سے نظر آئے، چہرہ پر سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار دیکھ کر چھٹی حس نے یہ فیصلہ سنا دیا تھا کہ دور سے نظر آنے والے شخص بظاہر نحیف وناتواں ضرور ہیں مگر ظاہری خدوخال سے اسوہ رسول کا مظہر اور علم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی وارث معلوم ہوتے ہیں۔ فوراً ہی مولانا عارف رضا نے کہا کہ یہ دیکھیے! حضرت زین العلماء تشریف لا چکے ہیں۔ ہم نے سلام پیش کیا اور دست بوسی کی شرف حاصل کر کے ایک طرف کھڑے ہوگیے۔ آپ نے خیریت دریافت کی اور بیٹھنے کا کہا۔ پھر مولانا عارف رضا اشرفی سے دیر تک محو گفتگو رہے۔ میں ایک اجنبی طالب علم کی حیثیت سے ضرور حاضر ہوا تھا مگر کسی بھی لمحے مجھے اجنبیت کا احساس ہونے نہیں دیا۔ مجھ سے بھی مخاطب ہوتے رہے اور میری تعلیم سے متعلق مختلف سوال کرتے ہے۔

دوسرے دن ہم نے دیکھا کہ طلبہ بڑی بڑی کتابیں اٹھایے ان کی درسگاہ میں حاضر تھے۔ میرے یہ پوچھنے پر کہ عرس کا زمانہ ہے عام طور پر خانقاہی مدارس میں چھٹی ہوا کرتی ہے مگر حضرت کی درسگاہ تو معمول کے مطابق چل رہی ہے، مولانا عارف رضا اشرفی نے بتایا کہ تعلیم و تعلم حضرت کی اہم خصوصیت ہے۔ خانقاہی مدارس میں عرسوں کے موقع پر اکثر چھٹیاں رہتی ہیں

اور جامع اشرف میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے مگر حضرت کی درسگاہ میں شاذ ونادر ہی چھٹی ہوتی ہے۔ مزید کہا کہ باذوق طالب علم کو حضرت بڑی توجہ اور محنت کے ساتھ پڑھاتے ہیں۔ پھر حضرت کی علمی برتری، فقہی نکتہ سنجیاں اور مختلف علوم وفنون میں مہارت کا دیر تک تذکرہ کرتے رہے۔ ان تمام اوصاف میں میرے لیے دلچسپی کی بات یہ تھی کہ اس قدو کاٹھ کا عالم کس قدر اخلاق حسنہ کا پیکر، علم نواز اور طلبہ دوست ہے۔

قابل مبارک باد ہیں حضرت زین العلما کے احباب و متعلقین اور ان کے تلامذہ جنہوں نے ان کی حیات کے مختلف گوشوں پر نمبر شایع کرکے ایک بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ اللہ تعالی ان کی اس کاوش کو قبول فرمایے اور حضرت زین العلماء کو اعلی علیین میں جگہ عطا فرمائے آمین

۞۞۞

زینت الاتقیا: ایک با اثر شخصیت

مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی صدر المدرسین دار العلوم عربیہ
اہل سنت منظر اسلام، التفات گنج، امبیڈکر نگر

زندگی میں کچھ ایسی شخصیتوں سے وابستگی ہوتی ہے، جن کی ملاقات، صحبت اور سنگت تاعمر گہرے نقوش چھوڑ جاتے ہیں۔ وہ شخصیت ہمارے لئے متاثر کن ہوجاتی ہے اور ہمارے معمولاتِ حیات میں ان کے آثار پنہاں ہوتے ہیں۔ زینت الاتقیا حضرت علامہ مفتی زین الدین اشرفی نعیمی علیہ الرحمہ میری حیات کے مؤثر شخصیات میں شامل ہیں۔ ان سے ہماری اولین ملاقات بیسویں صدی کے آخری عشرہ میں غالباً سال 1991ء میں سرزمین مالیگاؤں ،مہاراشٹر میں ہوئی تھی۔ گورا رنگ، اکہرا بدن، آنکھیں روشن وتابناک، اس پر عینک کی چمک مستزاد، نور برستا چہرہ، تقوی وپرہیزگاری کے آثار پیشانی سے ہویدا اور عالمانہ رعب ودبدبہ اس طرح ٹپکا پڑتا تھا کہ دیکھنے والا دیکھتے ہی مرعوب ہوجائے، عاجزی وانکساری کا عظیم مرقع، ہر خرد وکلاں کے لیے فیض کا منبع، نہ ظاہری حالت گندگیوں سے آلودہ، نہ باطن میں ریا کا ملمع، خوب صورت، پاک سیرت، پاک طینت، نہایت جامع وجاذبِ قلب ونظر شخصیت۔

با اثر شخصیات کو لوگ رول ماڈل بناتے ہیں اور ان کے قول وعمل کو دیکھتے ہیں۔

حضرت زینت الاتقیا علیہ الرحمہ کے قول وعمل کو ہم نے برسوں دیکھا ہے۔ جو وہ کہتے تھے، کرتے تھے۔ جو بولتے تھے اس پر عمل کرتے تھے۔ ان کی بولی میں درد تھا، ان کی نصیحت میں پکار تھی، ان کے وعظ میں اپنائیت تھی، خصوصاً طلبہ سے جب محو کلام ہوتے ،انہیں زندگی کا نصب العین بتاتے ،مقصد حیات سمجھاتے ،علم وعمل کے امتزاج اوران کے درمیان کی نسبت سمجھاتے۔ ان کا ایک جملہ مجھے خوب یاد ہے۔فرماتے تھے''علم ،عمل کے لیے ہی حاصل کیا جاتا ہے''۔

زینت الاتقیا علیہ الرحمہ کے اعمال خالص اللہ عزوجل کے لئے ہوتے تھے۔ان میں کسی طرح کی ریا و نمود کی آمیزش نہ ہوتی تھی۔ وہ مسلمانوں کے خیر خواہ تھے، ان سے بے غرض دوستی اور خیر خواہی کرتے تھے۔ان سے ایمانی اخوت اور محض اللہ کریم کے لیے باہمی تعلقات رکھتے تھے۔ان کے تعلقات کی بنیاد ایمان اور للّٰہیت پر تھی۔

انسان کی شخصیت کو نکھارنے اور اسے متاثر کن بنانے میں تواضع وانکساری کا اہم کردار ہوتا ہے۔زینت الاتقیا حضرت مفتی زین الدین اشرفی نعیمی علیہ الرحمہ کی سب سے بڑی متاثر کن صفت ان کی انکساری اور خاکساری تھی۔انہیں اپنے علم وعمل اور تقویٰ و پرہیزگاری کا غرور نہیں تھا۔وہ اصاغر کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے جیسا برتاؤ اکابر کے ساتھ عام انسان نہیں کر پاتے۔ان سے جب کوئی سوال کیا جاتا تو وہ بڑے پیار سے سمجھاتے۔اصلاح وتربیت کا کام اس طرح انجام دیتے جیسے ان کا کوئی اپنا ہلاکت میں گرا جاتا ہے اور وہ انہیں بچانے میں انتہائی خواہش مند ہیں۔ان کی باتیں اتنی باوزن ہوتیں کہ سیدھے دل پر اثر کرتیں۔وہ اپنی صفت تواضع وانکساری کی وجہ سے مجلس علما میں نمایاں نظر آتے۔نشست وبرخواست کی ہیئت، انداز تخاطب وتکلم اور علوم ومعارف کے گنج گراں مایہ کی پیش بندی کا سلیقہ اتنا نمایاں ہوتا کہ وہ میر مجلس ہوتے اور شمع انجمن دِکھتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سچ فرمایا ہے:''جس نے اللہ کے لئے تواضع و انکساری کی روش اختیار کی ہے۔اللہ تعالی نے اسے بلندی عطا کی ہے۔''

۞۞۞

زینت الاتقیا نے ہزاروں شاگرد پیدا کئے

مفتی توفیق احسن برکاتی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

عموماً یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ خطابت وصحافت، تصنیف و تحقیق اور پیری مریدی کے شعبوں سے وابستہ اہل علم عوام وخواص کی بزم میں اپنی شہرت و ناموری کی قندیل روشن رکھتے ہیں اور دنیا بھر کی نگاہیں انھیں تلاش کرتی ہیں، عوام مسلمین ان سے رشتہ التفات چاہتے ہیں اور اہل علم وادب ان کی ملاقات ومجالست کے متمنی ہوتے ہیں۔ لیکن درس گاہوں میں بیٹھ کر علم وادب کے تشنہ لبوں کو علمی وفکری آسودگی فراہم کرنے والوں اور جہالت و ناخواندگی کے دلدل میں پھنسے ہوؤں کو باہر نکالنے والوں کا باہر کی دنیا میں یا تو تذکرہ ہی نہیں ہوتا یا صرف خواص کی مجلسوں میں ان کا نام لیا جاتا ہے اور بس ـــ۔ انھیں خراج تحسین کہاں پیش کیا جاتا ہے ہمیں نہیں معلوم۔

یاد رکھیں! دانش گاہوں میں مسندِ تدریس آراستہ کرنا اور دارالافتا میں بیٹھ کر مسائل شرعیہ کی تحقیق و تفتیش کرنا اور فتویٰ نویسی بہت بڑا اہم دینی کارنامہ ہے اور یہی کام بنیادی ہوتا ہے، دینی درس گاہیں علم وادب اور اخلاق وکردار کا ایسا کارخانہ ہیں جہاں ادبی سکے ڈھالے جاتے ہیں اور شخصیت سازی ہوتی ہے، انہیں دانش گاہوں سے خطیب وصحافی، مصنف ومحقق، مدرس ومنصوبہ ساز، منتظم وماہر تعلیم، مفتی ومناظر، باحث وتجزیہ کار افراد جنم لیتے ہیں اور ہر شعبۂ علم فروغ پاتا ہے۔

ایسا استاذ ومربی جو اپنی اخلاقی جودت کی بنیاد پر نام ونمود سے دوری بنائے رکھتا ہو، علم پر عمل جس کا وطیرہ ہو، سنت نبوی کا اتباع جس کی طبیعت میں راسخ ہو چکا ہو، شریعت کی پابندی اور خاموش طبعی جس کی شناخت بن جائے تو شاگردوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اس کے تعارف، سوانح، علمی افادات اور احوال وافکار پر خامہ فرسائی کو یقینی بنائیں اور استاذ جلیل کی علمی وتدریسی خدمات کو تاریخ وتذکرہ کے اوراق میں محفوظ کر دیں تاکہ ان کے شخصی احوال سے دنیا آگاہ بھی ہو اور استفادہ بھی کرے۔

زینت الاتقیاء حضرت مولانا مفتی زین الدین نعیمی علیہ الرحمہ کی تدریسی خدمات نصف صدی کو محیط ہیں، مدرسہ عزیز العلوم نان پارہ بہرائچ سے لے کر جامعہ صوفیہ، کچھوچھہ تک انھوں نے 9 / دانش گاہوں اور تربیت گاہوں کے درودیوار کو اپنی علمی وتدریسی عظمتوں کا گواہ بنایا، مساجد میں امامت وخطابت فرمائی، دارالافتا میں فتویٰ نویسی کی، ہزاروں شاگرد پیدا کیے، یہ دین حق کے فروغ واستحکام کے وہ بنیادی کام ہیں جن پر فخر کیا جاسکتا ہے، یہی چیزیں ان شاء اللہ دارین میں ان کی سعادتوں اور سرفرازیوں کا سبب بنیں گی۔

قابل مبارک باد ہیں ان کے خلف رشید فاضل گرامی مولانا انور رضا اشرفی جامعی اور محب گرامی قدر مفتی محمد ابرار احمد مصباحی صاحب وغیرہم جن کی کوششوں سے زینت الاتقیا احوال وآثار نمبر منظر عام پر آ رہا ہے، اللہ عزوجل ہمیں جلیل الشان علما واساتذہ کے علمی فیضان سے مالا مال فرمائے، آمین

زینت الاتقیا مشفق و تعمیر ساز ہستی

مولانا مسعود رضا بانی و مہتمم جامعہ رضویہ کلیان

میری شخصی خدو خال کو سنوارنے، ژولیدہ افکار کو سجانے، بلند ہمتی پیدا کرنے، قوم وملت کے تئیں بہت کچھ کر جانے کا جذبہ ابھارنے اور نسل نو کو تعلیمی، تربیتی، اخلاقی، بلند آفاقی اور ہمہ جہت شخصیت بنانے کی خاطر بیش قیمتی نصیحت، زریں مشورے اور اعلی رہنما اصول پیش کرنے والی تقدس مآب ہستیوں اور آفاق ساز شخصیتوں میں جہان فقہ وافتا کی ایک نہایت معتبر ذات زینت الفقہا سید الاتقیا حضرت علامہ مولانا مفتی زین الدین اشرفی نعیمی علیہ الرحمہ والرضوان کی بھی ہے۔حضرت کی کوثر وتسنیم سے دھلی ہوئی زبان سے نکلے ہوئے پاکیزہ جملے، حوصلہ افزا کلمات، روح افزا دعائیں اور قدم قدم پر پیش کردہ حیات ساز نصیحتیں آج بھی میرے لیے کسی مرشد کے دیئے گئے ہدایات سے کم نہیں۔

تقریبا 1995 کی بات ہے کہ جب غوث الوری اکیڈمی کلیان ممبئی کے زیر اہتمام پہلا یک روزہ اجلاس منعقد ہوا تو حضرت نے اس جلسے کی صدارت فرمائی اور جلسے کو کام یاب کرنے میں کلیدی کردار ادا فرمایا اور ہماری اس ادنی سی کاوش کو خوب سراہتے ہوئے مزید دینی، ملی اور سماجی خدمات انجام دینے کی ہمت دی اور بے شمار دعائے خیر سے نوازا۔

1999ء کو جب مدرسہ اسلامیہ یتیم خانہ والدھونی امبرناتھ روڈ کلیان کا سنگ بنیاد رکھنا تھا تو ہم نے حضرت مفتی صاحب قبلہ سے رابطہ کیا۔حضرت گوناگوں تدریسی، تقریری اور تحریری مصروفیات کے باوجود اس تاریخی تقریب میں شامل ہوئے۔ گیارہ سو روپے کے نذرانے دے کر مجھ فقیر کے ساتھ مدرسے کے تمام ذمے داران کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اس دینی قلعے کو تعمیر وتعلیم کے لحاظ سے مضبوطی واستحکام دینے کی تلقین ونصیحت بھی فرمائی۔

ہمارے مدرسے سے حضرت کو والہانہ عقیدت تھی۔ بارہا بحیثیت ممتحن اور بعض دفعہ بغرض ملاقات حضرت تشریف لاتے اور بچوں کے اندر تعلیمی بیداری، شخصیت سازی، معاشرتی

ترقی اور ملی فلاح و بہبود کے اہداف و اصول بتاتے اور ان کو قوم کا مخلص و بے لوث قائد و رہنما بننے کی ترغیب دیتے۔ میں بصمیم قلب حضرت مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے صاحب زادے عالم نبیل حضرت مولانا انور رضا اشرفی جامعی صاحب قبلہ کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں کہ حضرت کی دینی خدمات اور اعلیٰ شخصیت سے نسل نو کو واقف کرانے کے لیے حضرت کے عرس کے موقع پر نمبر نکالنے کا عزم مصمم کر رہے ہیں۔

ساتھ ہی محرر بے بدل عزیزم مفتی ابرار احمد قادری مصباحی صاحب قبلہ کی بارگاہ میں گلدستۂ خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ مصروفیات کے بوجھ تلے دبنے کے باوجود اس عظیم کام کو پائیہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ہمہ تن سرگرم عمل ہیں۔ اللہ دونوں حضرات اور اس کار خیر میں جو بھی دامے درمے قدمے سخنے حصہ لے رہے ہیں سب کو جزائے خیر سے نوازے اور مفتی زین الدین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے مرقد پر نور و رحمت کی موسلا دھار بارش برسائے آمین یارب العلمین۔

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

زینت الاتقیا: نابغۂ روزگار ہستی

علامہ خرم محمود سرسالوی (پاکستان)

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یوں تو اس عالم آب و گل میں ہر روز ہزاروں انسان پیدا بھی ہوتے ہیں اور راہی ملک بقا بھی ہوتے ہیں، لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا اس دنیا میں آنا اور پھر چلے جانا دونوں غیر معمولی ہوتے ہیں۔

ایسی ہی ایک ہستی نے اتر دیناج پور بنگال کے چھوٹے سے گاؤں ''کھوکسا'' میں جنم لیا، جس کا نام زین الدین رکھا گیا۔ اس بچے کی روشن پیشانی سے ہی مستقبل کی سرفرازیاں ہویدا تھیں۔

چناں چہ آپ علیہ الرحمہ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے ہی میں حاصل کی اور جب سن شعور کو پہنچے تو مزید علم دین کے حصول کے لیے اپنے والدین کی اجازت سے شد الرحال کیا اور ہندوستان کی مشہور درسگاہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخلہ لیا اور بالآخر وہیں سے فارغ التحصیل ہوئے اور اپنے محترم استاد مفتی حبیب اللہ نعیمی علیہ الرحمہ کی زیر نگرانی فتویٰ نویسی کی تربیت حاصل کی، چناں چہ اولاً نقل فتاویٰ پر مامور رہے، پھر باقاعدہ فتاویٰ بھی تحریر فرماتے رہے۔

بعد ازاں ہندوستان کے کئی مدارس و جامعات میں درس و تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے، اور اس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کے شعبہ کو بھی رونق بخشی اور تصنیفی خدمات سر انجام دیں۔

آپ علیہ الرحمہ اوصاف و کمالات حمیدہ کی جامع شخصیت تھے۔ آپ علیہ الرحمہ کا ہر کام شریعت کے مطابق اور ہر صفت و عادت سنت نبوی کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔

یہی وجہ ہے کہ آپ عوام و خواص میں ''علم باعمل، صوفی باصفا، زینت الاتقیا، حضرت علامہ مولانا مفتی زین الدین اشرفی نعیمی اتر دیناج پوری'' کے معزز القاب و نام سے جانے جاتے ہیں۔

اس امر کی شدید ضرورت تھی کہ ایسی نابغہ روزگار ہستی کی زندگی کے تمام پہلوؤں سے

بحث کی جائے اوران کے شب وروز کے تمام گوشوں پر روشنی ڈالی جائے تا کہ آپ کے متوسلین، متعلقین اورمحبین کے لیے عملی زندگی میں آپ کی سوانح حیات مشعل راہ کا کام دے سکے۔

میں اپنے دیرینہ دوست معروف محقق ونقاد مفتی ابرار احمد قادری صاحب کو لائق صد مبارک باد سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور عمدہ کوشش کی۔

ان شاء اللہ تعالیٰ اس کتاب میں آپ کو"علامہ مفتی زین الدین اشرفی نعیمی اتر دیناج پوری علیہ الرحمہ" کی زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارے میں سیر حاصل بحث ملے گی۔

اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ کریم اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے طفیل حضرت مرتب کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اسے مقبول عام عطا کرے۔ اور مرتب کے زور قلم میں روز افزوں ترقیاں عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

سوانحی خاکہ

حضرت علامہ مولینا محمد نوشاد عالم صاحب اشرفی جامعی،

استاذ جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ

یادوں کے نقوش

حضرت مفتی محبوب عالم صاحب قبلہ رضوی،

پرنسپل جامعہ اہل سنت، ناسک

زینت الاتقیا کا سوانحی خاکہ

حضرت مولانا نوشاد عالم اشرفی جامعی کشن گنجوی
استاذ جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ

میرے جلیل القدر وعظیم المرتبت استاذ، عالمِ باعمل، صوفی باصفا، زینت الاتقیاء حضرت علامہ مفتی زین الدین اشرفی نعیمی اتر دیناج پوری علیہ الرحمہ ان علمائے ربانیین سے تھے۔ جو صحیح معنوں میں ”**العلماء ورثة الانبياء**“ کے مصداق تھے۔ آپ ہی جیسے علمائے اسلام کی ایمانی قوت اور باطنی وروحانی طاقت کا ذکر ارشاد نبوی ”**فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد**“ میں کیا گیا ہے۔ اور ”**موت العالم موت العالم**“ میں آپ ہی جیسے عالم کی موت کو پوری دنیا کی موت قرار دیا گیا ہے۔

اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ حضرت کی سیرت وشخصیت پر مضمون لکھنا بھی ایک سعادت ہے۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ حضرت کے فرزند وجانشین مخدوم زادہ، محب گرامی حضرت مولانا انور رضا اشرفی جامعی نے اس سعادت میں مجھے بھی شامل فرمایا ہے۔

استاذ گرامی حضرت زینت الاتقیاء کی زندگی کا ہر باب درخشندہ وتابندہ ہے۔ آپ علم اور عمل دونوں لحاظ سے اپنے عہد کی ایک ممتاز شخصیت تھے۔ عاجزی وانکساری، احترامِ سادات، اوراد ووظائف کی پابندی اور کثرت سے نوافل کی ادائیگی میں علما کی جماعت میں فقید المثال نظر آتے تھے۔ حسن اخلاق، عاجزی وانکساری، رقت قلبی، خیر خواہی، مہمان نوازی، سخاوت اور داد ودہش آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔ آپ جیسی شخصیتیں روز روز جنم نہیں لیتیں، بلکہ ایسی شخصیتیں روئے زمین کے طول وعرض میں خال خال ہی پائی جاتی ہیں۔ آپ کی عملی زندگی کے تعلق سے اس حقیر کا تاثر یہ ہے کہ جن علمائے کرام کی صحبت وفیضان سے مستفید اور فیض یاب ہوا، تقوی وطہارت میں آپ کو سب پر فائق وبرتر پایا۔ میری ان گنہگار آنکھوں نے آپ جیسا متقی عالم دین نہیں دیکھا۔ مجھے فخر ہے کہ آپ کے شاگردوں میں ہوں، جامع اشرف

کچھوچھہ شریف میں آپ سے تین سال تعلیم حاصل کی اور آپ کی خصوصی تربیت میں رہا اور اس تین سال کے عرصہ میں چھ بار گھر سے مدرسہ اور مدرسہ سے گھر آنے جانے کا سفر آپ کی رفاقت ومعیت اور سرپرستی میں ہوا۔

تعارف: اس اجمال کو تفصیل میں بدلنے اور واقعات ومشاہدات سے مبرہن ومدلل کرنے سے پہلے آپ کا ایک مختصر تعارف پیش کرتا ہوں تا کہ قارئین خاندانی احوال وکوائف اور علاقہ کی تہذیب وثقافت سے بھی روشناس ہوں۔

بہار کے شہر کشن گنج سے جنوبی مشرق کی جانب تقریباً پندرہ کیلومیٹر کے فاصلہ پر اتر دیناج پور (بنگال) کا ایک چھوٹا سا گاؤں "کھوکسا" واقع ہے۔ آپ اس گاؤں کے ایک دین دار گھرانے میں ۴؍رجب المرجب سن ۱۳۶۲ھ مطابق ۷؍جولائی ۱۹۴۳ء میں پیدا ہوئے۔ آج کی چکا چوند دنیا میں بھی کھوکسا گاؤں کا شمار کنجر دیہات میں ہوتا ہے۔ کانکی اور آسورہ گڈھ جو کشن گنج سے پورنیہ کی سمت جانے والے مین روڈ پر واقع ہے، جہاں بس سے اتر کر کھوکسا جایا جاتا ہے، آج بھی وہاں سے کھوکسا کے لئے کوئی سواری نہیں چلتی ہے۔

پھر آج سے ستر پچھتر سال پہلے کیا حال رہا ہوگا، بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔ یہاں کے مسلمان نہ تو اتنا باشعور تھے کہ وہ اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے سوچتے اور نہ ان کے پاس اتنے اسباب ووسائل تھے کہ وہ اس جانب متوجہ ہوتے۔ وہ کسی طرح اپنے بچوں کا ناظرہ قرآن مکمل کراتے اور اس کے بعد انہیں روزی روٹی کی فراہمی کے لئے کھیتی باڑی یا مزدوری سے لگا دیتے۔ مگر حضرت مفتی صاحب جو بچپن ہی سے ذہین وفطین اور نورانی شکل وصورت اور حلیم وبردبار طبیعت کے مالک تھے اپنی رضا ورغبت سے اپنے گاؤں اور اطراف وجوانب کی اس روایت کو توڑ کر پوری دلچسپی اور مکمل انہماک کے ساتھ حصول تعلیم میں مصروف ہو گئے اور سن شعور کو پہنچتے ہی والدین سے اجازت لے کر عالم دین بننے کی غرض سے اپنے وطن مالوف سے دور یوپی کے لئے نکل پڑے۔

حصول تعلیم، فراغت اور اساتذہ

آپ نے بہار اور یوپی کے کن کن مدارس میں تعلیم حاصل کی اس کی پوری تفصیل

تو میں نہیں بتا سکتا۔ البتہ یہ بات مصدق وموثق ہے کہ یوپی کے مشہور شہر مرادآباد میں مفسر قرآن حضور صدر الافاضل ،فخر الاماثل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کے قائم کردہ ادارہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں جماعت خامسہ میں ۱۱ سال کی عمر میں ۲۰ جون ۱۹۵۴ء میں آپ کا داخلہ ہوا، لال مسجد مرادآباد میں آپ کا قیام رہا اور جنوری ۱۹۵۶ء تک آپ جامعہ نعیمیہ میں پڑھتے رہے۔ پھر کسی وجہ سے آپ نے جامعہ نعیمیہ کو خیر باد کہہ دیا۔ جامعہ نعیمیہ چھوڑنے کی کیا وجہ رہی یہ بات معلوم نہ ہوسکی۔ ممکن ہے کہ آپ نے کسی دوسرے مدرسہ کا رخ کرلیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ سال بھر کے لئے کسی وجہ سے تعلیم موقوف کردی ہو۔ لیکن باوثوق ذرائع سے یہ خبر ہم تک پہنچی کہ کچھ دنوں بعد آپ دوبارہ جامعہ نعیمیہ حاضر ہوئے اور فضیلت تک تعلیم حاصل کی۔ اور تاریخ فراغت ۱۶؍فروری ۱۹۵۹ سنہ مطابق ۷؍شعبان المعظم ۱۳۷۸ سنہ ہجری ہے۔ آپ کے اساتذہ میں عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ اور حضرت شیخ مفتی طریق اللہ وغیرھم ہیں۔

فتوٰی نویسی کی تربیت

آپ نے فتوٰی نوسی کی تربیت اپنے عظیم المرتبت استاد عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ علیہ الرحمہ کے پاس حاصل کی۔ اولاً رجسٹر پر نقل فتاویٰ کے کام پر مامور تھے پھر بعد میں حضرت ہی کی نگرانی میں فتاوی بھی تحریر فرماتے تھے۔ حبیب الفتاوی، جلد اول، ص: ۱۹ مطبوعہ لاہور (پاکستان) میں فرزند مفتی حبیب اللہ حضرت مولانا شاہد رضا نعیمی اشرفی (لندن) اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں: اس باب میں حضرت عمدۃ المحققین کی ایک ممتاز خوبی یہ ہے کہ آپ نے اپنے دارالافتاء میں بیٹھ کر صرف فتوی ہی نہیں دیئے بلکہ آنے والے وقت کے لئے ایسے مفتیوں کو تیار فرمایا جو آج خود مرجع بن کر مسند افتا کو زینت بخش رہے ہیں اور قوم وملت کو ہدایت کی روشنی عطا کررہے ہیں۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل اسمائے گرامی کا تذکرہ ضروری ہے۔

(1) حضرت مولانا مفتی عبدالجلیل صاحب نعیمی رضوی رحمۃ اللہ علیہ (1934ء 1989ء) بانی مدرسہ اسلامیہ نوریہ، پچھی، ضلع مدھوبنی، بہار۔

(2) حضرت مولانا مفتی عبدالجلیل صاحب نعیمی اشرفی، شیخ الحدیث جامعہ صوفیہ، درگاہ کچھوچھہ شریف

(3) حضرت مولانا مفتی ایوب خان صاحب نعیمی رضوی، صدر مدرس و مفتی جامعہ نعیمیہ مرادآباد

(4) حضرت مولانا مفتی محمد زین الدین صاحب نعیمی اشرفی

مندرجہ بالا حضرات کے علاوہ بھی بہت سے حضرات نے جامعہ نعیمیہ کے دارالافتاء میں حضرت عمدۃ المحققین علیہ الرحمہ کی نگرانی میں فتوی نویسی اور رجسٹر پر نقل فتاوی کا کام انجام دیا ہے الخ۔(حوالہ حبیب الفتاویٰ جلد اوّل صفحہ نمبر ۱۹ مطبوعہ لاہور پاکستان)

جن مدارس میں درس دیا:

آپ نے درج ذیل مدارس میں تدریس کا فریضہ انجام دیا۔

(1) مدرسہ عزیز العلوم نان پارہ بہرائچ شریف

(2) جامعہ نعیمیہ مرادآباد

(3) جامعہ حنفیہ سنیہ مالیگاؤں

(4) دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز ممبرا

(5) جامعہ اہل سنت صادق العلوم شاہی مسجد ناسک

(6) مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم، برہان پور

(7) دارالعلوم غریب نواز الہ آباد، حبیب الفتاوی جلد اول مطبوعہ لاہور پاکستان میں فرزند مفتی، حبیب اللہ حضرت مولانا شاہد رضا نعیمی اشرفی (لندن برطانیہ) کے اپنے مضمون میں حضرت مفتی حبیب اللہ صاحب علیہ الرحمہ کے مشہور و ممتاز تلامذہ کی فہرست میں پندرہویں نمبر پر آپ کا نام ان الفاظ کے ساتھ لکھا ہے ”حضرت مولانا مفتی محمد زین الدین صاحب اشرفی، سابق شیخ الحدیث دارالعلوم غریب نواز الہ آباد)

(8) جامع اشرف کچھوچھہ شریف(1996 تا1999)

(9) جامعہ صوفیہ کچھوچھہ شریف (غالباً 2005 تا2006)۔

پہلا اور آخری مدرسہ:

آپ کے اول دور کے لائق و فائق، ذی صلاحیت و ذی استعداد شاگردوں میں میرے مشفق و کریم استاذ حضرت مولانا زاہد حسین رشیدی چکلہ بائسی بھی ہیں جو اخلاق و

عادات اور طبیعت ومزاج میں حضرت زینت الاتقیاء کا عکس جمیل ہیں، حضرت سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں اور بہت محبت فرماتے ہیں، انہوں نے حضرت سے شرح تہذیب، شرح جامی، مشکوہ شریف، ھدایہ، سراجی اورادب کی بعض کتابیں پڑھی ہیں۔اور سبحان اللہ درسی صلاحیت ایسی کہ مدتوں سے بہار بورڈ سے امداد یافتہ مدرسہ میں رہ کر بھی ثالثہ تک کے بچوں کو ایسا زبردست درس دیتے ہیں کہ مدرسہ کے قریب سے گزرنے والا آدمی کچھ دیر کے لئے رک کر آپ کی درسی تقریر سننے پر مجبور ہوجاتا ہے، ان کے پاس پڑھے ہوئے طالب علم کے لئے آگے کی راہ بڑی آسانی کے ساتھ ہموار ہوجاتی ہے گویا زینت الاتقیاء اور آپ کے دیگر اساتذہ نے آپ کو صرف رسمی طور پر نہیں پڑھایا ہے بلکہ اسباق ذہن وفکر میں نقش کالحجر کردئے ہیں، یقیناً یہ ان پر ان کے بزرگ اساتذہ کا فیضان ہے۔

میں نے یہ جاننے کے لئے کہ زینت الاتقیاء نے سب سے پہلے کس مدرسہ میں درس دیا استاذ گرامی حضرت مولانا زاہد حسین رشیدی سے رابطہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ استاذ گرامی حضرت مفتی زین الدین صاحب قبلہ فراغت کے بعد سب سے پہلے حضرت مفتی رجب علی نانپاروی علیہ الرحمہ کے مدرسہ عزیز العلوم نانپارہ بہرائچ میں تدریس کے لئے منتخب ہوئے جہاں آپ نے فارسی کی پہلی سے تدریس کا آغاز فرمایا۔(شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حضرت کی ابتدا کے ساتھ اس مدرسہ کا بھی ابتدائی دور تھا کیونکہ اس مدرسہ کی بنیاد 1958 میں رکھی گئی ہے اور لگ بھگ یہی زمانہ حضرت کی فراغت کا ہے) وہاں آپ نے تدریس کے ساتھ فتوی نویسی کا فریضہ بھی انجام دیا۔

انہوں نے بتایا کہ اپنے مادر علمی جامعہ نعیمیہ میں بھی درس دیا اور جامعہ نعیمیہ کے بعد ایک بار پھر مدرسہ عزیز العلوم نان پارہ تشریف لے گئے۔حضرت مولانا زاہد حسین رشیدی فرماتے ہیں کہ مفتی نان پارہ حضرت مفتی رجب علی صاحب آپ کی بڑی قدر کرتے اور آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے، انہوں نے آپ کو صوفی صاحب کا خطاب دے رکھا تھا۔ ہمیشہ صوفی صاحب کہہ کر ہی مخاطب کرتے تھے۔ان کی خواہش اور طلب ہی پر آپ جامعہ نعیمیہ سے دوبارہ نان پارہ منتقل ہوئے تھے۔(ٹیلیفون کی گفتگو) اور آخری مدرسہ جس میں آپ نے درس

دیا ہے وہ کچھوچھہ مقدسہ کا جامعہ صوفیہ ہے۔ جہاں آپ غالباً 2005 تا 2006 تک رہے۔

اوصاف کریمانہ: آپ کی ذات اچھے اوصاف وخصائل اور محامد وشمائل کا مجموعہ تھی۔ ہر کام شریعت کے مطابق اور ہر صفت وعادت سنت مصطفوی کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ نماز وقت پر اور باجماعت ادا فرماتے تھے، جامع اشرف میں دیکھا کہ نماز پنجگانہ کی امامت بھی خود ہی کرتے تھے، اذان کے ساتھ ہی مسجد پہنچ جانا آپ کا معمول تھا، جمعہ کے دن جمعہ میں تقریر تو کرتے ہی تھے۔

اس کے علاوہ دوسرے دنوں میں بھی گاہے بگاہے سنت ادا کرنے کے بعد مسجد میں گھوم گھوم کر نمازیوں کو رکوع اور سجدہ کا صحیح طریقہ بتایا کرتے تھے۔ جسم میں ذرا بھی کاہلی اور سستی نہیں تھی جب کہ عمر کی ساٹھ پینسٹھ منزلیں طے کر چکے تھے، چائے بھی خود ہی بنا لیتے، کپڑے خود دھوتے، جھاڑو خود لگاتے، اپنی درسگاہ اور اپنا کمرہ نہایت صاف ستھرا رکھتے، کبھی کسی طالب علم کو اپنے کسی ذاتی کام کا حکم نہیں دیتے تھے۔ اگر کوئی اصرار کرتا تو اس کی سعادتمندی کو دیکھ کر اس کی بات رکھ لیا کرتے۔ ورنہ اپنے کام خود کرنے کے عادی تھے۔ بازار کے چھوٹے موٹے کام جیسے چینی، چائے پتی اور بسکٹ وغیرہ اپنے فرزند مولانا انور یا ظفر سے یا پھر حضرت مولانا ومفتی عارف رضا اشرفی صاحب سابق استاد جامع اشرف سے منگا لیا کرتے تھے جو آپ کے شاگرد خاص تھے اور جنہیں حضرت مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کا قرب خاص حاصل تھا، وہ مفتی صاحب قبلہ کی خصوصی تربیت میں تھے اور حضرت مفتی صاحب کی درسگاہ میں ہی ان کا قیام رہتا تھا۔

میری یادداشت کے مطابق حضرت مفتی صاحب اگر کہیں تشریف لے جاتے تو مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی میں امامت کی ذمہ داری بھی انہیں کے سپرد کر کے جاتے تھے۔ مجھ پر بھی مولانا عارف صاحب کی بڑی شفقتیں اور عنایتیں رہی ہیں۔ مجھے جامع اشرف انہوں نے ہی لایا تھا۔ مولیٰ کریم ان کی عمر، علم وعمل اور اقبال میں بلندی عطا فرمائے۔ آمین۔

ان باتوں کے ساتھ حضرت مفتی صاحب قبلہ بڑے خوش پوش بھی تھے۔ پریس کردہ سفید کرتا پاجامہ، کالی صدری اور ہلکی کشیدہ کاری سے مرصع ٹوپی پہن کر درسگاہ میں تشریف فرما ہوتے تو نظریں آپ کے چہرہ زیبا پر مرتکز ہو جاتیں اور آپ داخلی وخارجی، اندرونی وبیرونی

اورصوری ومعنوی حسن وجمال کے اختلاط وامتزاج کاایک بہترین مرقع اورعظیم شاہکارمعلوم ہوتے۔کبھی کبھی ٹوپی کے بجائے عمامہ میں بھی ہوا کرتا تھا۔لنگی پہن کر نہ توکبھی درسگاہ میں بیٹھتے،نہ مسجد جاتے،نہ بازارجاتے،نہ کسی پروگرام میں شرکت کرتے۔ہمیشہ پاجامہ ہی میں نظرآتے تھے،لنگی کااستعمال مدرسہ میں بقدرضرورت ہی کرتے تھے۔

تدریسی خصائص:

آپ کے تدریسی خصائص کا بیان وہ حضرات زیادہ بہتر طور پر کرسکتے ہیں جنہوں نے آپ کی جوانی میں آپ سے علم حاصل کیااورمتوسط ومنتہی کتابیں پڑھیں۔میں نے آپ سے آپ کی ضعیفی میں باضابطہ طور پر درسگاہ میں تین کتابیں پڑھی ہیں جن میں سب سے بڑی کتاب مؤطاامام محمد ہے جومدارس اسلامیہ میں جماعت رابعہ(جسے مولوی دوم بھی کہاجاتا ہے) میں چلتی ہے جس میں بچوں کی عمراورعلمی معیار کے مطابق ہی گفتگو ہوتی ہے،زیادہ طول طویل اورقیل وقال کے ساتھ گفتگونہیں ہوتی۔

ہاں البتہ آپ کواونچی جماعت کی کتابیں پڑھاتے ہوئے سنا ہے۔جامع اشرف میں جس کمرہ میں رہتا تھاوہ آپ کی درسگاہ سے متصل تھا۔وہاں تک آپ کی آوازخوب پہنچتی تھی چونکہ آپ کے لہجہ میں فطری طور پرایک مخصوص تغنی اورکشش تھی اس لئے بہت سے طلبہ ہمارے کمرے میں آکرآپ کادرس سنتے تھے۔خاص طور پر بخاری شریف کادرس جوصبح کی پہلی دوگھنٹیوں میں ہوتا تھا۔آپ کے تدریسی خصائص میں سے بعض یہ تھے:

(1) عبارت خوانی طلبہ سے ضرورکراتے اورکسی ایک طالب علم پراکتفانہیں کرتے بلکہ مختلف طلبہ سے پڑھواتے تھے۔

(2) ترجمہ سلیس اورفصیح کرتے اوراس میں یہ بات ملحوظ ہوتی کہ ترجمہ کوعبارت پرمنطبق کرناطلبہ پردشوارنہ ہو۔

(3) درس ہمیشہ طلبہ کی ذہانت واستعداداورجماعت کے مطابق ہی دیا کرتے تھے۔ہدایۃ النحواورکافیہ پڑھنے والوں کوشرح جامی یانورالایضاح اورقدوری پڑھنے والوں کوھدایہ

اولین وآخرین کی باتیں بتانے کے ہرگز قائل نہ تھے۔

(4) کتاب چھوٹی ہو یا بڑی نفس مسئلہ کو سمجھانے پر زور دیتے تھے۔اضافی باتوں میں وہی باتیں بیان کرتے جن کو طالب علم کا ذہن بآسانی قبول کر سکے۔غیر ضروری قیل وقال اور تشریح وتوضیح سے احتراز فرماتے تھے۔

(5) آسان الفاظ اور سادہ لب ولہجہ میں درس دیتے تھے۔غریب ونامانوس اور سخت الفاظ اور گنجلک تراکیب کا استعمال ہرگز ہرگز نہیں کرتے تھے۔

(6) حدیث شریف کے درس میں ہر حدیث سے پہلے درود شریف پڑھتے تھے۔اور ایسا گاہے بگاہے نہ ہوتا بلکہ یہ آپ کے روز کا معمول تھا۔آپ اس کا سخت اہتمام فرماتے تھے۔

(7) کون طالب علم غور سے سن رہا ہے اور کون غور سے نہیں سن رہا ہے اور یونہی جی جی کر رہا ہے اس کی خوب پرکھ رکھتے تھے۔جیسے ہی کسی کے بارے میں محسوس کرتے کہ اس کی توجہ حاضر نہیں ہے اس کی طرف رخ کر کے کوئی ایسی بات بولتے جس کے جواب میں ''نہیں'' کہنا چاہیئے اور وہ حسب سابق ''جی'' یا ''ہاں'' کہہ دیتا۔ پھر تو اپنے خاص انداز میں مسکرا مسکرا کر اس کی خوب چٹکی لیتے اور دوسرے طلبہ قہقہے لگاتے (ایسا کئی بار میرے ساتھ ہو چکا ہے) جب طالب علم سخت ندامت اور شرمندگی سے اپنا سر جھکا لیتا تو اب آپ درس کو غور سے سننے اور سمجھنے کی تاکید فرماتے اور یونہی بغیر سنے اور سمجھے ہاں ہاں اور جی جی کرنے سے منع کرتے۔

(8) جب دوران درس کسی طالب علم سے کوئی سوال کرتے اور کوئی دوسرا طالب علم جواب دینا شروع کر دیتا تو بڑے مخصوص انداز میں فرماتے: ''**من سئل فعلیه الجواب**'' (جس سے پوچھا گیا ہے وہی جواب دے) عربی کا یہ جملہ آپ کی زبان سے اتنا اچھا لگتا کہ طلبہ اس کے سننے کے مشتاق ومنتظر رہتے۔

(9) عبارت خوانی میں سادات کے بچوں کو سب پر مقدم رکھتے۔اگر سید طالب علم اپنی عدم توجہی یا محنت نہ کرنے کے سبب پڑھنے میں کمزور ہوتا تب بھی عبارت خوانی کی

ابتداء انہی سے کرواتے، اس پر کسی کو فوقیت نہ دیتے بلکہ ان کو طلبہ کی صف میں بیٹھنے کے بجائے اپنے پاس قالین میں بیٹھنے پر اصرار کرتے۔ ہمارے ساتھ ثانیہ کی جماعت میں کچھوچھہ شریف کے ایک سیدزادہ اوراسی طرح رابعہ کی جماعت میں کچھوچھہ شریف ہی کے ایک دوسرے سیدزادہ پڑھتے تھے (جودونوں اس وقت پیرطریقت ہیں) دونوں کے ساتھ آپ کا یہی برتاؤ تھا جومیں نے بیان کیااس کی وجہ صرف اورصرف احترام سادات اوراہل بیت کے ساتھ آپ کی غایت درجہ محبت تھی۔آپ سادات کا ایسااحترام اورایسی قدر کرتے کہ فی زمانہ اس کی مثال نہیں ملتی سادات کے بچہ بچہ کواپنے سر کا تاج سمجھتے تھے۔پھراس کے بعداگر جماعت میں کوئی چھوٹا طالب علم ہوتا تو دوسرے طلبہ سے پہلے اس کوموقع دیتے تھے۔

ظاہر ہے کہ اس سے آپ کا مقصود چھوٹے کی دل جوئی اورہمت بڑھانا اور بڑے طلبہ کومتنبہ کرنا تھا کہ چھوٹے کا خیال رکھواوراس کے ساتھ شفقت سے پیش آؤاوراسے کبھی بھی کسی معاملہ میں ہرگز پریشان نہ کیا کرو۔ یہ بات اپنے ذہن کی تختی میں نوٹ کرلوکہ یہ چھوٹا طالب علم ہمارامحبوب نظر ہے۔میں اپنی جماعت میں سب سے چھوٹا تھاتو ہمیشہ سیدزادہ کے بعدمجھ سے ہی ابتداء کراتے تھے۔اگر مجھ سے پہلے کوئی دوسراشروع کردیتاتو آپ فرماتے ارے بابا سنوسنو! چولھے میں پہلے چھوٹی لکڑیاں رکھی جاتی ہیں یابڑی ؟ پہلے چھوٹی لکڑی رکھی جاتی ہے نا؟ وہ کہتا جی! تو آپ فرماتے توپہلے چھوٹے کو پڑھ لینے دے نہ بابا! پھر جوطالب علم زیادہ اچھا پڑھتا، باذوق ہوتا اورمطالعہ کرکے آتا وہ آپ کی توجہ کا زیادہ مستحق ہوتا۔

(10) اگردرس میں قیامت کی ہولناکیوں اورعذاب الٰہی کا بیان آتا تو شدت خوف سے آپ کا چہرہ متغیراورآوازمرتعش ہوجاتی اورآپ لمبی لمبی سانسیں لینے لگتے اورتسبیح تہلیل اورتکبیر کےکلمات زبان پرجاری ہوجاتے۔

عاجزی وانکساری: بندہ کے اندرعاجزی وانکساری ایک ایساوصف ہے جوشریعت

کو مطلوب اور اللہ کو محبوب ہے۔ایک حدیث شریف میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: من تواضع للہ رفعہ اللہ" جو اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ اس کا مرتبہ بلند فرماتا ہے۔اور خود اللہ نے اپنے حبیب کو" قل انما انا بشر مثلکم" کے ذریعہ اس کی تعلیم دی ہے۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ کے نمایاں اوصاف میں عاجزی وانکساری بھی ہے۔ایسی عاجزی کہ جس کی نظیر نہیں دیکھی جاتی آپ کے اندر کبر وغرور کا کوئی شائبہ نہ تھا۔

آپ جامع اشرف کے شیخ الحدیث،صدر المدرسین اور صدر مفتی تھے مگر جب کوئی فتوی تحریر فرماتے تو بعض دیگر اساتذہ کی نظروں سے گزارنے اور ان سے تصدیق وتائید لینے کے بعد ہی ارسال کرتے تھے۔ اور اپنے ماتحت اساتذہ سے تصدیق وتائید لینے میں کوئی عار محسوس نہ کرتے اور بڑی بات یہ کہ محض رسماً یا ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایسا نہ کرتے بلکہ حق وصواب کی دریافت کے لئے کرتے۔

جامع اشرف کے شیخ الادب حضرت مولانا قمر الدین اشرفی کا بیان ہے کہ ایک بار ایک فتوی مجھے دکھایا میں نے مطالعہ کرنے کے بعد بغیر دستخط کئے واپس کر دیا جب انہوں نے دیکھا کہ دستخط نہیں کیا تو مجھ سے دستخط کرنے کے لئے کہا میں نے کچھ وجہیں بتا کر دستخط کرنے سے انکار کر دیا تو انہوں نے کہا کہ یہ فتوی میں نے حضور شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں صاحب قبلہ کو بھی دکھایا ہے۔انہوں نے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔میں نے کہا کچھ بھی ہو میں اس پر دستخط نہیں کر سکتا۔اب مفتی صاحب اس فتوی کو لے کر پھر شیخ الاسلام کی بارگاہ میں پہنچے اور کہا حضور یہ وہی فتوی ہے جو میں کچھ دن پہلے آپ کی خدمت میں لایا تھا اور آپ نے ایک سرسری نظر بھی ڈالی تھی۔اب مسئلہ یہ ہے کہ جامع اشرف کے ایک مدرس کو اس پر کچھ اشکال ہے اور وہ دستخط نہیں کر رہے ہیں۔شیخ الاسلام نے فرمایا اچھا تو ایسا کیجئے اس کو آپ میرے پاس رکھ دیجیے اور ایک دو دن بعد آیئے۔

مفتی صاحب نے فتوی وہیں رکھ دیا اور جب ایک دو دن بعد شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور شیخ الاسلام نے فرمایا ہاں میں نے اسے بغور پڑھ لیا ہے پھر اس پر تبصرہ

فرما کر ازسرنو تحریر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ واضح رہے کہ حضرت مولانا قمر الدین اشرفی صاحب نے ہمیں یہ تو نہیں بتایا کہ وہ فتوی کس مسئلہ سے متعلق تھا اور انہیں اس پر کیا اشکال تھا مگر ان کے بیان اور حضرت مفتی صاحب کی عظیم شخصیت اور فتوی نویسی کی طویل مدت اور حضور شیخ الاسلام کی علمی جلالت اور فکری بصیرت سے جو بات مفہوم ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ فتوی فی نفسہ صحیح تھا البتہ بعض جملے اس طور پر ذکر کئے گئے تھے کہ فتنہ پیدا کرنے والے ان کا مفہوم اس کے برعکس بھی نکال سکتے تھے، جو حضرت مفتی صاحب قبلہ کہنا چاہتے تھے۔ اسی وجہ سے حضرت مولانا قمر الدین صاحب دستخط نہیں کررہے تھے۔ مگر حضرت مفتی صاحب قبلہ کے سامنے مسئلہ یہ تھا کہ جب حضور شیخ الاسلام نے اس پر کسی شبہ کا اظہار نہیں کیا اور اسے جوں کا توں برقرار رکھا تو اب ان سے اذن لئے بغیر اس تحریر میں کوئی تبدیلی کیسے کی جاسکتی تھی۔ اس واقعہ سے جہاں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت فتوی لکھ کر بھیجنے میں جلدی نہیں کرتے تھے بلکہ فتوی نویسی میں کمال احتیاط کو مدنظر رکھتے ہوئے دوسرے علماء کی نظروں سے گزارتے اور ان سے تصدیق وتائید لینا ضروری سمجھتے تھے وہیں آپ کی کسرنفسی اور ہمہ دانی کے زعم سے احتراز واجتناب، اصول پسندی اور علما کی قدردانی کا بھی پتہ چلتا ہے۔

طبیعت کے انکسار کی ایک اور مثال: ایک بار عرس مخدومی کی بھیڑ بھاڑ میں جلوس غوثیہ یا موئے مبارک کی زیارت کے موقع پر ایک زائر کے قدم پر آپ کا قدم پڑ گیا وہ بہت برہم ہوا اور آپ پر برسنے لگا آپ معذرت کرتے رہے مگر اس کے لہجہ میں کوئی نرمی نہ آئی۔ وہیں قریب میں جامع اشرف کا ایک نوجوان، صحت مند طالب علم بھی موجود تھا اس سے یہ دیکھا نہ گیا وہ قریب آیا اور حضرت مفتی صاحب کی طرف سے دفاع کرنا چاہا ابھی منہ کھولا ہی تھا کہ حضرت مفتی صاحب نے اسے منع کردیا اور فرمایا کہ نہیں نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر اس سے معافی کی درخواست کرنے لگے اس طالب علم نے عرض کیا کہ حضرت آپ یہ کیا کررہے ہیں۔

یہ آپ پر زیادتی کررہے ہیں اور آپ معافی مانگ رہے ہیں؟ اس شدت کی بھیڑ میں اگر آپ کا قدم اس کے قدم پر پڑ گیا تو اس میں آپ کی کیا خطا کہ وہ آپ سے بدکلامی کررہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ زائر ہیں اور مخدوم پاک کے مہمان ہیں اگر زیادتی یا بدکلامی بھی

کریں تو ہمیں برداشت کر لینی چاہیے اور جوابی کارروائی کر کے ان کی دل شکنی سے گریز کرنا چاہیے پھر یہاں غلطی تو میری ہی ہے بیٹے! اگر میں احتیاط کرتا تو شاید یہ چوک نہ ہوتی۔

قارئین! مذکورہ واقعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ کس قدر منکسر المزاج، نرم طبیعت، عاجزی وانکساری والے، بد خلقی کرنے والے کے ساتھ خوش خلقی کا برتاؤ کرنے والے اور حق گو وحق جو تھے۔ آپ کی عاجزی وخاکساری کی ایک مثال آپ کے ایک مضمون ''سرکارکلاں ایک ولی کامل'' کے آخری پیراگراف کے یہ جملے ہیں جس میں آپ سرکارکلاں کی روحانیت سے مخاطب ہیں۔

آپ لکھتے ہیں: التجاء۔ حضور کی بارگاہ میں گزارش ہے کہ اپنی کم علمی پر شرمندہ ہوں کہ جیسا لکھنا چاہیے تھا میں نہ لکھ سکا اور جو بھی لکھا اگر اس میں کہیں پر کسی طرح کی کچھ بھی لغزش ہوئی ہو تو اسے معاف فرمائیں اور اسے قبول فرمائیں۔ گر قبول افتد زہے عز وشرف۔ (ماہنامہ غوث العالم کا سرکلاں نمبر)

ایک اور واقعہ: تعلیمی سال کے آغاز پر ماہ شوال کی کسی تاریخ کو ہم لوگ مفتی صاحب کے ہمراہ وطن مالوف سے کچھوچھہ شریف آرہے تھے۔ اکبر پور اتر کر جیپ سے مدرسہ آنا تھا حضرت نے ایک جیپ والے سے بات کی اور سامان لدنے لگے جیپ کے ڈرائیور کے مزاج میں تیزی تھی کسی طالب علم سے کسی بات پر کچھ آنا کانی ہوگئی اور بحث وتکرار شروع ہوگئی اسی میں حضرت مفتی صاحب کے فرزند ظفر نے بھی کچھ کہہ دیا اس پر ڈرائیور نے غصہ میں آکر اسے ایک طمانچہ رسید کر دیا مفتی صاحب کی موجودگی میں مفتی صاحب کے فرزند کو ڈرائیور کا تھپڑ مارنا بھلا کسی طالب علم کو کہاں برداشت ہوتا ہم سارے طلبہ جن کی تعداد آٹھ دس تھی جن میں دو چار بڑے بڑے لڑکے تھے سب اس پر جھپٹ پڑے اور اس کا گریبان پکڑ لئے ڈرائیور یہ دیکھ کر حواس باختہ ہو گیا۔

قریب تھا کہ طلبہ پیٹ پیٹ کر اس کا برا حال کر دیتے حضرت مفتی صاحب جلال میں آگئے اور طلبہ کو ڈانٹنے لگے فرمایا خبردار اگر کسی نے بھی اس پر ہاتھ چلایا تو ہم اسے ہرگز نہیں بخشیں گے طلبہ نے حضرت کا جلال دیکھ کر اپنے قدم پیچھے کھینچ لئے اور بجائے اس کے کہ اسے کچھ کہتے طلبہ کے اس سلوک پر اس سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے لگے فرمانے لگے یہ بچے نادان ہیں ان کی نادانی اور نوعمری کی بنیاد پر ان سے اتنی بڑی غلطی سرزد ہوگئی میں ان سب کی طرف سے

آپ سے معافی کا خواستگار ہوں۔ڈرائیور نے جب حضرت کی یہ اعلی ظرفی دیکھی تو کہا حضرت شرمندہ تو میں ہوں کہ غصہ برداشت نہ کرسکا اور بچے کو طمانچہ رسید کر دیا۔آپ طلبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ کیا؟ تم لوگوں نے سنا نہیں کہ یہ کچھوچھہ کے رہنے والے ہیں اور بقول ان کے سادات گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔سیدوں کا احترام کیا جاتا ہے اگر ان کی طرف سے کسی قسم کی زیادتی ہو جائے تو اسے برداشت کیا جاتا ہے،ان کو ترکی بہ ترکی جواب نہیں دیا جاتا۔اس واقعہ سے آپ کے احترام سادات اور آپ کی عاجزی وخاکساری دونوں پر روشنی پڑتی ہے۔

بیعت وارادت: آپ مخدوم المشائخ تاجدار اہلسنت، عارف باللہ علامہ مفتی ابوالمسعود سید مختار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین کچھوچھہ شریف کے مرید وخلیفہ تھے، اپنے مرشد سے بڑی عقیدت رکھتے اور بہت محبت فرماتے تھے، ان کے علم وفضل،تقوی وطہارت ، کشف و کرامت اور ولایت کے قائل تھے۔آپ نے اپنے مرشد پر ایک مضمون قلمبند فرمایا ہے جس کا عنوان ہے''سرکار کلاں ایک ولی کامل''اس کے ابتدائی سطور میں آپ تحریر فرماتے ہیں :

حضور سیدنا مخدوم المشائخ حضرت علامہ ومولانا مفتی الحاج سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی المعروف بہ سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے عالم وصاحب کشف وکرامات اور شریعت مطہرہ کے اصول وفروع پر حاوی صاحب تصرفات کثیرہ تھے۔اپنے سے بڑوں کے مؤدب اور چھوٹوں پر شفیق ومہربان تھے۔علمائے کرام کے کسی الجھے ہوئے مسئلہ کو منٹوں میں حل فرمادیتے۔ آپ ولی کامل اور مرشد برحق تھے۔(ماہنامہ غوث العالم کا سرکار کلاں نمبر)۔

اسی مضمون میں آپ نے اپنی خلافت کا واقعہ اس طرح قلمبند فرمایا ہے: اسی سلسلے کا ایک دوسرا واقعہ میری خلافت کا ہے کہ جب میں مالیگاؤں میں تدریسی خدمت انجام دے رہا تھا تو ان میں کچھ ہوشمند لڑکیاں بھی مجھ سے تعلیم حاصل کرتی تھیں جن میں بعض لڑکیاں اپنے والدین سمیت مجھ سے مرید ہونے پر بضد ہوگئیں۔میں نے کہا کہ میں اس قابل نہیں کہ مرید کروں اگر آپ لوگوں کو منظور ہو تو، میں اپنے پیر ومرشد حضور سیدنا سرکار کلاں کے نام مرید کرلوں اور جب حضرت تشریف لائیں تو میں آپ سب کو حضرت کی خدمت میں پیش کردوں۔حضرت آپ سب کو سلسلہ اشرفیہ میں داخل بھی فرمالیں گے اور شجرہ بھی دے دیں گے۔وہ لوگ رضامند ہوگئے۔چنانچہ جب حضرت خانقاہ اشرفیہ خوش آمد پورہ تشریف لائے تو میں نے ان سب کو آپ کی

خدمت مبارکہ میں پیش کر دیا۔حضرت نے مرید فرما کر سب کو شجرہ مبارکہ عنایت کیا اور فرمایا: ہاں ہاں، میں تو انتظار ہی کر رہا تھا تو تم بھی خلافت نامہ لے لو۔ چنانچہ حضرت نے مجھے خلافت نامہ عنایت فرمایا۔سبحان اللہ، سبحان اللہ یہ حضرت کا کشف ہی تو تھا۔سچ کہا ہے کسی نے۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

انتقال پرملال اور چہلم:

11 رشعبان ۱۴۳۲ھ ہجری مطابق ۱۴ جولائی ۲۰۱۱ء بروز جمعرات آپ نے اس دنیا کو خیر باد کہا۔نماز جنازہ حضرت مفتی معین الدین صاحب مالو پارہ علیہ الرحمہ نے پڑھایا۔

10 شعبان کو مدرسہ میں تعطیل ہوتے ہی میں جامعہ اشرف سے گھر کے لئے نکلا دوسرے دن ٹرین مہانندا اکسپریس جمال پور کے آس پاس پہنچی تو والدہ نے فون سے اطلاع دی کہ آج تمہارے "کھوکسا" کے حضرت کا وصال ہو گیا ہے۔ سنتے ہی رقت طاری ہوگئی۔ میں نے کہا ٹرین لیٹ چل رہی ہے جنازہ میں شرکت نہیں ہو پائے گی البتہ والد صاحب کو بھیج دیں والدہ نے کہا کہ وہ سنتے ہی روانہ ہو چکے ہیں جب پانچ بجے شام گھر پہنچا تو چکلہ سے گیا ہوا قافلہ تدفین سے واپس ہو چکا تھا۔حضرت کے فاتحہ چہلم کے موقع پر 8 شوال کو دولت کدہ پر حاضر ہوا، جلسہ گاہ میں جانے سے قبل قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہوا تو کافی کوشش کرنے پر بھی آنسوؤں کو روک نہ سکا۔حضرت کی شفقت و محبت، خیر خواہی اور نصیحتوں کی ایسی یاد آئی کہ مرقد پر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔

فاتحہ چہلم میں علما کی ایک جم غفیر تھی جو حضرت کی روح کو خراج عقیدت اور دعائے مغفرت کے لئے حاضر ہوئی تھی، چند منتخب نام یہ ہیں:

1۔ شارح کتب درسیہ حضرت مفتی شبیر پورنوی صاحب بانی و سربراہ دارالعلوم چشتیہ کھگڑہ کشن گنج بہار۔
2۔ خطیب سیمانچل حضرت مفتی زبیر پورنوی صاحب مہتمم مدنی عربی کالج پورنیہ۔
3۔ حضرت مولانا ایوب صاحب مرحوم منورہ۔
4۔ حضرت مولانا راشد القادری اشرفی صاحب منورہ۔
5۔ مولانا شاہد رضا اشرفی صاحب دارالعلوم محی الاسلام انٹاپ ہل ممبئی۔

6۔ مولانا محبوب عالم صاحب رضوی ٹی ٹیہا۔(مدرس صادق العلوم ناسک)
7۔ مولانا عارف رضا اشرفی صاحب سابق استاد جامع اشرف کچھوچھہ شریف
8۔ مفتی عبدالخبیر اشرفی صاحب سابق استاد مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف۔
9۔ مولانا ہارون اشرفی پیلی بھیتی صاحب استاد جامع اشرف کچھوچھہ شریف
10۔ علامہ مفتی نذرالباری اشرفی صاحب ناظم تعلیمات جامع اشرف کچھوچھہ شریف۔
11۔ مولانا صبغت اللہ رشیدی صاحب بائسی۔
12۔ شاعر اسلام جناب سجاد مرزاد پوری صاحب مرزاد پور کانکی۔
13۔ مولانا محب القادری نعیمی صاحب سور جاپور۔
14- حضرت مولانا مزمل حسین رضوی نعیمی ڈائٹن دالکولہ
15 مولانا معروف رضا قادری نعیمی، محمد پور (کشن گنج بہار)
16 مولانا مجتبیٰ ارشد رشیدی صاحب، بہادر گنج

مذکورہ بالا علما میں کئی حضرات کے خطابات ہوئے حضرت مفتی شبیر صاحب کا خطاب اس لحاظ سے بہت عمدہ رہا کہ ان کی پوری تقریر حضرت کی سیرت وشخصیت پر تھی۔آخر میں آپ نے اپنے وقت سے دس منٹ اس علاقہ کے نو فارغ عالم خطیب جدید مولانا صابر رضا محب القادری کو دیا اس کے بعد صلوٰۃ وسالام پر جلسہ اختتام کو پہنچا۔حضرت مفتی شبیر صاحب نے علما کی موجودگی میں حضرت زینت الاتقیا کے فرزند محب گرامی مولانا انور رضا اشرفی جامعی صاحب کو جبہ وعمامہ پہنا کر آپ کا جانشین مقرر کیا اور علما کی شرکت کا خیال کرتے ہوئے ان کے مشورہ سے عرس کی تاریخ بجائے 11 شعبان کے ۷ شوال المکرم متعین کی گئی۔

آخر میں دعا ہے کہ مولا کریم حضرت کی تدریسی خدمات کو قبول فرما کر جنت میں اعلی مقام عطا فرمائے اور ہمیں ان کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔آمین۔

یادوں کے نقوش: جو میں نے دیکھا

حضرت علامہ ومولانا مفتی محبوب عالم رضوی
پرنسپل جامعہ اہلسنت صادق العلوم، ناسک مہاراشٹر

الحمدللہ مجھے بے پناہ روحانی قلبی مسرت ہورہی ہے کہ میں اور میرے کرم فرما جانشینِ حضور زینت الاتقیا حضرت مولانا صوفی محمد انور رضا صاحب اشرفی مدظلہ العالی، زینت الاتقیا علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات نمبر نکالنے کے تعلق سے جو کوشش کررہے تھے محب گرامی عالی وقار ذوالمجد والکرم حضرت علامہ مفتی محمد ابرار صاحب قبلہ مصباحی زید مجدہ السامی خطیب وامام سنی اکبری مسجد اوجھرمگ نے حوصلہ بخشا اور یہ فرمایا کہ کچھ مواد دیجئے اس کام کے لئے ضرور کوشش کروں گا انشاءاللہ المولیٰ تعالیٰ ایک دن جانشین حضور زینت الاتقیا کے ہمراہ ناسک تشریف لائے میرے پاس جو معلومات تھی میں نے حاضر کیا، اسی طرح جانشین حضور زینت الاتقیاء نے بھی معلومات فراہم کی اور یہ کام شروع ہوگیا۔ محترم موصوف اور حضرت مولانا انور رضا صاحب نے کئی مہینوں صاحبان قرطاس وقلم جو حضور زینت الاتقیا کے تعلق سے معلومات رکھتے تھے بلاواسطہ یا بالواسطہ فیض یافتہ تھے۔ ان حضرات سے رابطہ کرکے مختلف مضامین کو جمع کیا اور کمپوزنگ کرانے کے بعد نظر ثانی کے لئے مجھے دیا۔ دیکھ کر خوشی ہوئی۔ دُعا ہے ربِّ قدیر بطفیل بشیر ونذیر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم موصوف کے اس جذبۂ صادق کو قبول فرماکر فیضان حضور زینت الاتقیا علیہ الرحمہ سے مالامال فرمائے آمین۔

دنیائے تصوف کے امام حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ''نامِ نیک رفتگاں ضائع مکن''، اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے مردِ صالح خدارسیدہ بزرگ عالم دین حضور زینت الاتقیا علیہ الرحمہ کے تعلق سے ناچیز نے اپنی چھ سالہ مدت تعلیم وتربیت کے دوران اور جلوت وخلوت سفر وحضر میں ساتھ رہ کر جو کچھ دیکھا وہی باتیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔ زینت الاتقیا کا رنگ گورا تھا میانہ قد اور اونچی ناک ہلکی خوبصورت ریش تھی، سفید لباس کرتا پاجامہ، صدری، سفید کلر کی چورن والی ٹوپی، جمعہ میں عمامہ شریف کا اہتمام کرتے، آپ نے دو شادیاں کیں پہلی شریک حیات مسماۃ لطیف النساء بنت منشی عبدالکریم صاحب، قمر سال۔

اولاد: ماسٹر محمد سہیل الرضا صاحب، مولانا انور رضا صاحب، مولانا ظفر رضا، رضیہ شبنم، رابعہ شہباز۔

دوسری شریک حیات مسماۃ گل بہار خاتون

اولاد: محمد راحت، محمد مخدوم، محمد نور العین، عظمت جہاں۔
جائے پیدائش: کھوکسا عمرہ، کشن گنج، سے تقریباً ۱۵ رکلومیٹر دکھن کانکی اور کانکی سے پورب اور دکھن مجلس پور سے قریب یہ گاؤں ہے۔
ابتدائی تعلیم: مدرسہ رحمانیہ جھٹکیا ہاٹ بعدۂ جامعہ نعیمیہ دیوان بازار، مراد آباد۔
مالی فراوانی نہ ہونے کی وجہ سے حضرت نے ناچیز سے گفتگو کے دوران تعلیمی دشواری اور تنگی معاش کا تذکرہ اس طرح بھی فرمایا کہ سوکھی روٹی کھا کر اور کبھی کبھار وہ بھی نہیں ملتی، گاؤں سے جھٹکیا پیدل چل کر اس طرح میں نے علم حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ کو نوازنا تھا جیسا کہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، "من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین" اس لئے تنگی معاش کی پریشانی اور دیگر تکالیف حصولِ علم کے لئے مانع نہیں ہوئی۔
۷ رشعبان المعظم ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۶ رفروری ۱۹۵۹ء جامعہ نعیمیہ دیوان بازار، مراد آباد یوپی سے فضیلت کی سند حاصل کی اور ذمہ دار علمائے دین ومفتیان شرع متین کی نگرانی میں مشق افتاء نویسی کیا۔ فراغت کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل اداروں دار العلوم منظر اسلام، دار العلوم غریب نواز الٰہ آباد، دار العلوم عزیز العلوم نانپارہ، دار العلوم حنفیہ سنیہ اسلام پورہ مالیگاؤں، دار العلوم اشرفیہ اظہار العلوم لوہار منڈی برہانپور ایم پی، جامع اشرف کچھوچھہ شریف، دار العلوم اہل سنت صادق العلوم ناسک، دار العلوم عظمت مصطفیٰ عائشہ نگر قبرستان مالیگاؤں، دار العلوم اشرفیہ غریب نواز ممبئی کالونی ممبرا، جامعہ نظامیہ حیدر آباد، جامعہ صوفیہ کچھوچھہ شریف، میں کہیں صدر المدرسین، کہیں شیخ الحدیث اور کہیں ادارہ کے معتمد استاد کی حیثیت سے پڑھایا۔ ناچیز راقم الحروف کو دار العلوم حنفیہ سنیہ اسلام پورہ مالیگاؤں، دار العلوم اشرفیہ اظہار العلوم برہانپور، جامعہ اہل سنت صادق العلوم میں تعلیم وتربیت حاصل کرنے اور خدمت کا شرف حاصل رہا۔ چھ سالہ مدت تعلیم کے دوران سفر وحضر جلوت وخلوت میں جو میں نے دیکھا مشاہدہ کیا انہیں مشاہدات کو قلمبند کر رہا ہوں۔ حضور زینت الاتقیا بلاشبہ باعمل عالم دین اور ماہر مفتی تھے، عاجزی انکساری، تقویٰ و پرہیز گاری، اخلاق حسنہ، خصائل حمیدہ کے پیکرِ مجسم تھے، اصاغر نواز و اکابر شناس تھے، دینی ودنیاوی امور رفتار وگفتار، قول وفعل میں شریعت وسنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے پیروکار تھے۔ فرائض کے علاوہ تہجد اشراق، چاشت، اوابین کے پابند تھے۔ شب میں مخصوص سورتوں کی تلاوت اور اوراد ووظائف کو ان کے اوقات میں بجالانا آپ کا معمول تھا، باموکل عامل تھے عوام و خواص کی حاجات دعا اور تعویذات کے ذریعہ بلا مطالبہ فی سبیل اللہ پوری کرتے اگر کوئی نذر ونیاز پیش

کرتا قبول فرماتے۔ کسی کا کام پورا ہونے پر اس کا چرچا کرنے اور خودنمائی سے پرہیز کرتے تھے۔ سامنے جوبھی نظر آتا چھوٹا ہو یا بڑا اسلام کرنے میں پہل کرتے تھے۔ پیرومرشد، سادات کرام، ان کی آل اور اکابرین کی بے حد عزت اور ان کا اکرام کرتے، پیرومرشد یا اکابرین میں سے کسی کے بارے میں اطلاع ہوتی کہ ریلوے اسٹیشن سے گذرنے والے ہیں تو ناچیز کو ساتھ میں لے کر ہار پھول، چائے بسکٹ لے کر اسٹیشن پہونچ کر پیش کرتے۔ سادات کے ادب کا حال یہ تھا کہ ایک مرتبہ بنگال باگڈوب گاؤں میں حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ تشریف لائے آپ کو اطلاع ملی فوراً بلا سواری کھیتوں کی آڑ سے دو کلومیٹر پیدل چل کر قدمبوسی کے لئے حاضر ہو گئے۔ اسی ادب اور خلوص وللّٰہیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ پر خصوصی فضل و کرم فرمایا عوام وخواص، علما، سادات و اکابرین کی نگاہوں میں مقبول بنادیا۔ یہ مقبولیت ہی تھی کہ جامعہ صوفیہ کچھوچھہ مقدسہ میں پڑھانے کے زمانہ میں جب آپ علیل ہو گئے تو رخصت لے کر وطن تشریف لائے اور دوبارہ نہیں جاسکے۔ آلِ رسول حضور سید جیلانی میاں بانی وسربراہ اعلیٰ جامعہ صوفیہ آپ کے گاوں کھوکسا بنگال تشریف لائے مزاج پرسی کر کے، نذرانہ، تنخواہ پیش فرمایا۔ اتنی عظیم ہستی کی آمد آپ کی مقبولیت کی نشانی ہے۔

حضور زینت الاتقیا سرکارِ کلاں حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی سید مختار اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کے چہیتے مرید اور خلیفہ تھے۔ تاجدارِ اہلسنت حضور مفتیٔ اعظم ہند سے بڑی عقیدت ومحبت تھی اسی وجہ سے اپنی اہلیہ کو حضور مفتی اعظم ہند سے مرید کرایا۔ خلافت واجازت کے باوجود پیری مریدی کو اپنا مشغلہ نہیں بنایا۔ اگر کسی کا اصرار حد سے زیادہ ہوتا تو اس کو مرید کرنے میں حضور سرکارِ کلاں علیہ الرحمہ کی طرف منسوب کر کے ان کی غلامی میں داخل فرماتے۔ بمشکل بوٹا سنگمنیر کے کچھ عقیدت مندوں کی خواہش اور آپ کے شاگرد مولانا چمن علی صاحب کے اصرار پر بوٹا تشریف لے گئے جناب امجد اور اسلم وغیرہ اور ناسک میں حاجی عارف تمبولی پولس کو آپ نے اپنا مرید بنایا۔ الحمدللہ ایک مرید کو اپنے پیر سے جیسی محبت ہونی چاہیئے ان حضرات میں وہ محبت نظر آتی ہیں۔

مدتوں کی تمنا زیارت حرمین شریفین

عمر کے اخیر دور میں محبوب کونین مالک دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ کرم نے اپنے مزار پرانوار کی زیارت اور حج کی سعادت سے مالا مال فرمایا، کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

جسے چاہا در پہ بلالیا جسے چاہا اپنا بنالیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

محترم جناب موسیٰ صاحب پولس انسپکٹر ممبئی نے جو ڈاکٹر شکیل صاحب رضوی (ناسک) کے ساڑھو ہیں اس کارِ خیر میں بڑا اہم رول اور ایثار کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو ایمان کامل عمل صالح اور رزق حلال کی دولت سے مالا مال فرمائے آمین۔

حضرت کے ذریعے سے موصوف سے رقم کے لئے رابطہ کرنے گائیڈ لائن کے مطابق حاصل کر کے ٹوروالے کے پاس جمع کرنے کا کام ناچیز نے کیا۔ حضور زینت الاتقیا کا ناچیز پر احسان عظیم ہے کہ جب بھی ناسک تشریف لاتے پولس ہیڈکوارٹر مسجد میں قیام فرماتے، ناچیز کو شاگرد کی نظر سے نہیں بلکہ اپنا فرزند اور اہل خانہ کو بیٹی فرزند اور بچیوں کو نواسہ نواسیوں کی طرح مانتے تھے۔ یہاں قیام کرنے میں سکون اور فرحت محسوس کرتے تھے، جبکہ کئی دولتمند حضرات اپنے بنگلوں، فلیٹوں میں قیام کے خواہشمند رہتے تھے۔ کبھی کبھار ایڈوکیٹ عقیل احمد صاحب کے والد ماجد کے اصرار پر ایک دو شب فردوس کالونی سڑکو میں گذارتے۔ مختلف اداروں میں کم وبیش ۵۰ رسال آپ نے پڑھایا ہزاروں کی تعداد میں آپ کے شاگرد مفتی، عالم، مدرس، مقرر، امام بن کر دین متین کی خدمت اور مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ترویج واشاعت کررہے ہیں۔ حضور زینت الاتقیا علیہ الرحمہ کو پڑھنے پڑھانے کا شغف حد درجہ تھا کئی مدرس کا کام تن تنہا انجام دیتے تھے۔ چھٹی کے بعد، عشا کے بعد بھی طلبہ کو پڑھاتے، مطالعہ کے بعد ہی بڑی کتابیں پڑھاتے تھے۔ طلبہ سے بے پناہ محبت فرماتے آج بھی بہت سے شاگرد یہ کہتے ہیں حضور زینت الاتقیا مجھے زیادہ چاہتے تھے۔ آپ نے اپنی نجی کوئی پراپرٹی کسی بھی شہر میں دکان، مکان، زمین وغیرہ کی شکل میں نہیں خریدا، ہاں پراپرٹی بنائی لیکن وہ آخرت کی۔ شہر مالیگاؤں میں خواتین کا بہترین ادارہ الجامعۃ الزہراء جو آج تک محترم جناب رمضان صاحب کاملی کی نظامت اور فعال اراکین کی نگرانی میں چل رہا ہے۔ حضور زینت الاتقیا سے پڑھ کر بہت سی خواتین بہترین عالمہ، فاضلہ، قاریہ بنیں جو آج الحمدللہ مالیگاؤں اور دیگر شہروں میں اپنے شوہروں کے ساتھ رہ کر تعلیم دے رہی ہیں۔ حضرت نے اپنے گاؤں میں مدرسہ حنفیہ معینیہ اور ٹی ٹی ہا، پدم ڈہرہ، بھاگلپور عیدگاہ میں مدرسہ رضویہ اشرفیہ قائم فرمایا ان کے علاوہ اور بھی کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ علم وعمل سراپا خلوص ومحبت تقویٰ وطہارت کے بے تاج بادشاہ کی روح مبارک ۱۱ شعبان المعظم کو قفص عنصری سے پرواز کر کے آشیانۂ قدس کو پہونچ گئی۔

کرامت: بوقت جنازہ ہر طرف موسلا دھار بارش ہورہی تھی مگر نماز جنازہ اور تدفین کی جگہ میں بارش نہیں تھی کثیر تعداد میں علما، عوام وخواص نے نماز ادا کی اور جسد خاکی کو آسودۂ خاک کیا۔

❁ ❁ ❁

زینت الاتقیا: فقہ وفتاویٰ کے آئینے میں

حضرت مفتی محمد مبشر رضا ازہر رضوی، نوری دار الافتا، بھیونڈی

زینت الاتقیا: بحیثیت مفتیٔ ملت

حضرت مولانا مفتی معروف رضا قادری رضوی، محمد پور، کشن گنج

زینت الاتقیا: ایک عظیم علمی شخصیت

حضرت علامہ مولانا محمد قمر الدین اشرفی، استاذ جامعہ اشرف کچھوچھہ مقدسہ

زینت الاتقیا مفتی زین الدین اشرفی فقہ وفتاویٰ کے آئینے میں

محقق عصر حضرت علامہ مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی

مبسملاًو حامداًو مصلیاًو مسلماً

اسلامی علوم وفنون میں ''فقہ وفتویٰ'' سب سے زیادہ دقیق اور مشکل ترین فن ہے جس کے لیے اعلیٰ ذہانت وفطانت، کثیر علمی صلاحیت ولیاقت اور مختلف علوم وفنون پر مہارت وبصیرت کے ساتھ ساتھ حالات وتقاضے سے معرفت بھی ضروری ہے۔ فتاوی قاضی خان میں ہے ''من لم یکن عارفاً باھل زمانہ فھو جاھل،،۔ اس کی دقت ونزاکت کو بیان کرتے ہوئے ماضی قریب کے عظیم وجلیل فقیہ ومفتی حضرت شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی رقم طراز ہیں:

''فتویٰ دینا، ساری دینی خدمات میں سب سے اہم، سب سے مشکل اور سب سے پیچیدہ کام ہے اور ایسا کام جس کی کوئی انتہا نہیں، فقہائے کرام نے اگرچہ ہم پر احسان فرماتے ہوئے لاکھوں جزئیات کی تصریح فرمادی پھر بھی حوادث محدود نہیں، آئے دن سیکڑوں واقعات ایسے ہوتے رہتے ہیں کہ جن کے بارے میں کوئی جزئیہ کسی کتاب میں نہیں ملتا، یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ ایک فقیہ اپنی بالغ نظری، نکتہ سنجی، دقیقہ بینی کی بدولت تائید ایزدی سے صحیح حکم اخذ کر لیتا ہے مگر یہ کام کتنا مشکل ہے اسے بتایا نہیں جا سکتا، جس کے سر پڑتی ہے وہی جانتا ہے''۔
(انوار مفتی اعظم، ص: ۲۵۲)

مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ فتویٰ نویسی کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے یوں تحریر فرماتے ہیں:

''ردِّ وہابیہ اور افتا یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے۔ ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے، میں بھی ایک طبیب حاذق کے مطب میں سات برس بیٹھا ہوں۔ مجھے وہ وقت، وہ دن، وہ جگہ، وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہے، میں نے ایک بار ایک نہایت پیچیدہ حکم بڑی کوشش و

جانفشانی سے نکالا اور اس کی تائید مع تنقیح آٹھ ورق میں جمع کیں۔ مگر جب حضرت والد ماجد قدس سرہ کے حضور میں پیش کیا تو انہوں نے ایک جملہ ایسا فرمایا کہ اس سے یہ سب ورق رد ہو گئے وہی جملے اب تک دل میں پڑے ہوئے ہیں اور قلب میں اب تک ان کا اثر باقی ہے۔''

(الملفوظ ح:۱،ص: ۴۷ مطبوعہ رضا اکیڈمی)

محض چند کتب پڑھنے لینے سے کوئی فقیہ ومفتی تو کیا وہ فقہ کے دروازے میں بھی داخل نہیں ہوتا۔ چناں چہ امام احمد رضا قدس سرہ اس سلسلے میں یوں فرماتے ہیں :

''حاکم شرعی، سلطان اسلام، یا قاضی مولی من قبلہ ہے، یا امور فقہ میں فقیہ بصیر، افقہ بلد، نہ آج کل کے عام مولوی، آج کل درسی کتابیں پڑھنے پڑھانے سے آدمی فقہ کے دروازہ میں بھی داخل نہیں ہوتا، نہ کہ واعظ جسے سوائے طلاقت لسانی کوئی لیاقت جہاں درکار نہیں''۔

[فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰،ص:۹۹]

مفتی کسے کہتے ہیں: مفتی ایسے اسلامی دانشور کو کہتے ہیں کہ جب اس کے سامنے شریعت سے متعلق مسائل پیش کیے جاتے ہیں تو وہ ان کے جواب دیتا ہے اور شرعی فیصلہ صادر کرتا ہے۔

فتویٰ کے اقسام: فتویٰ کی دو قسمیں ہیں (۱) حقیقی فتویٰ (۲) عرفی فتویٰ

حقیقی فتویٰ: حقیقی فتویٰ یہ ہے کہ مفتی مجتہد ادلۂ تفصیلیہ کی معرفت کے بعد فتویٰ دے۔

عرفی فتویٰ: عرفی فتویٰ یہ ہے کہ مفتی ناقل ادلۂ تفصیلیہ کی معرفت کے بغیر اصحاب مذہب کے اقوال اور ارشادات کو نقل کر کے مسئلہ بتائے۔ امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ شامی کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

''الفتوی حقیقة وعرفية:فالحقيقية هو الافتاء عن معرفة الدليل التفصيلي واولئک الذين يقال لهم اصحاب الفتویٰ ويقال بهذا ''افتیٰ الفقيه ابو جعفر والفقيه ابو الليث واضرابهما رحمهم الله تعالیٰ'' والعرفية: اخبار العالم باقوال الامام جاهلا عنها تقليدا له من دون تلک المعرفة کمايقال فتاویٰ ابن نجيم والغزی والطوری والفتاویٰ الخيرية وهلم تنزلا زمانا ورتبة الٰی الفتاویٰ الرضوية جعلها الله تعالیٰ مرضية مُرضية۔ اٰمين''۔ (فتاویٰ رضویہ مترجم، ج:۱،ص:۱۰۹)

ترجمہ: ''فتویٰ کی دو قسمیں ہیں: عرفی اور حقیقی۔ حقیقی یہ ہے کہ دلیل تفصیلی کی معرفت کے بعد

فتویٰ دیا جائے، یہی وہ لوگ ہیں جن کو اصحاب فتویٰ کہا جاتا ہے۔ اسی قسم کے فتویٰ میں کہا جاتا ہے کہ فتویٰ دیا ہے۔ فقیہ ابو جعفر، فقیہ ابو اللیث اور ان کے امثال نے، اور عرفی فتویٰ یہ ہے کہ عالم لوگوں کو امام کے اقوال بتا دے، وہ دلیل کو نہ جانتا ہو، محض تقلید کے طور پر ایسا کرے۔ جیسے کہا جاتا ہے: فتاویٰ ابن نجیم، فتاویٰ غزّی، فتاویٰ طوری اور فتاویٰ خیریہ وغیرہ اور بعد کے زمانہ میں فتاویٰ رضویہ ہے، اللہ تعالیٰ اس کو پسندیدہ اور راضی کرنے والا بنا دے۔ آمین!''

(الفتاویٰ الرضویۃ مترجم، ج:۱۔ص:۱۰۹)

مفتی کی قسمیں: مفتی کی دو قسمیں ہیں: (۱) مفتی مجتہد (۲) مفتی ناقل

مفتی مجتہد: جو فقیہ اپنے اجتہاد سے مسائل بتائے، وہ مفتی مجتہد ہے اسے مفتی مجتہد کہتے ہیں۔

مفتی ناقل: جو فقیہ سائل کو استفتا کرنے پر مذہب کا قول مختار زبانی یا تحریری بتائے وہ مفتی ناقل ہے کہ اس کا کام محض نقل ہے نہ کہ اجتہاد۔

صدر الشریعہ مفتی حکیم امجد علی اعظمی فتاویٰ عالم گیری کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں:

''فتوی دینا حقیقتاً مجتہد کا کام ہے کہ سائل کے سوال کا جواب کتاب وسنت واجماع وقیاس سے وہی دے سکتا ہے، افتا کا دوسرا مرتبہ نقل ہے یعنی صاحب مذہب سے جو بات ثابت ہے سائل کے جواب میں اسے بیان کر دینا اس کا کام ہے اور یہ حقیقتاً فتوی دینا نہ ہوا بلکہ مستفتی کے لیے مفتی (مجتہد) کا قول نقل کر دینا ہوا کہ وہ اس پر عمل کرے''۔

(بہار شریعت، ح:۱۲، ص:۶۹)

خاتم المحققین حضرت علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ رد المحتار علی الدر المختار میں تحریر فرماتے ہیں:

''المفتی هو المجتهد فاما غير المجتهد ممن يحفظ اقوال المجتهد فليس بمفت والواجب عليه اذا سئل ان يذكر قول المجتهد كالامام علىٰ وجه الحكاية فعرف ان ما يكون فی زماننا من فتوىٰ الموجودين ليس بفتوىٰ بل هو نقل كلام المفتی لياخذ به المستفتی''

(رد المحتار علی الدر المختار، ج: ۱، ص: ۴۷)

ترجمہ: مفتی تو مجتہد ہوتا ہے پس جو شخص مجتہد نہ ہو صرف کسی مجتہد کے اقوال کو یاد رکھتا ہو وہ مفتی نہیں ہوتا ایسے شخص پر لازم ہے کہ جب اس سے کچھ پوچھا جائے تو کسی مجتہد جیسے امام اعظم کا قول بطور حکایت بیان کر دے، اس وضاحت سے معلوم ہو گیا کہ ہمارے زمانے کے اصحاب فقہ کے فتاویٰ درحقیقت فتویٰ نہیں ہوتے بلکہ وہ کسی حقیقی مفتی کے اقوال کی نقل ہوتی ہے تاکہ مستفتی اس کی روشنی میں حکم شریعت اخذ کر سکے۔

فقہائے کرام کی ان تصریحات کی روشنی سے پتا چلتا ہے کہ آج کے دور میں جن حضرات کو مفتی کہا جاتا ہے وہ مفتی مجتہد نہیں بلکہ مفتی ناقل ہیں جو متون و شروح اور فتاویٰ کی روشنی میں اپنے مذہب کے مختار و راجح قول نقل فرماتے ہیں مگر یہ نقل بھی آسان کام نہیں ہے کہ ہر کس و ناکس نقل کر لے بلکہ اس کے لیے بھی کچھ اہم شرائط اور غیر معمولی صلاحیت و لیاقت درکار ہیں جو حسب ذیل ہیں:

(۱) مفتی کو اپنے مذہب کی کتب معتمدہ معتبرہ پر کامل دسترس ہونا از حد ضروری ہے تاکہ لوگوں کے استفتارات پر مذہب کی معتبر و مستند کتب فقہ سے مسائل شرعیہ نقل کر کے سائلوں کو بتا سکے اور کتب غیر مشہورہ اور کتب ضعیفہ سے مکمل طور پر احتراز کرے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

''مفتی ناقل کے لیے یہ امر ضروری ہے کہ قول مجتہد کو مشہور و متداول و معتبر کتابوں سے اخذ کرے غیر مشہور کتب سے نقل نہ کرے''۔ [بہار شریعت دوم، ص ۹۱۵]

(۲) مفتی کو متقی و پرہیزگار، زہد و تقوی شعار اور احکام شرعیہ کا پابند ہونا لازم ہے نیز مفتی کو فسق و فجور سے دور و نفور اور ہر اس امر سے اجتناب ضروری ہے جو اخلاق و مروت کے خلاف ہو کیوں کہ فتوی ایک امر دینی ہے اور امور دیانات میں فاسق کی بات معتبر نہیں۔

تنویر الابصار کے حوالے سے صدر الشریعہ قلم بند فرماتے ہیں:

''فاسق مفتی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اکثر متاخرین کی رائے یہ ہے کہ نہیں ہو سکتا کیوں کہ فتویٰ امور دین سے ہے اور فاسق کی بات دیانات میں نامعتبر، فاسق سے فتویٰ پوچھنا ناجائز اور اس کے جواب پر اعتماد نہ کرے کہ علم شریعت ایک نور ہے جو تقویٰ کرنے والوں پر فائض

ہوتا ہے جو فسق وفجور میں مبتلا ہوتا ہے اس سے محروم رہتا ہے۔ [بہار شریعت دوم، ایضا]

(۳) مفتی کو دور رس اور بیدار مغز ہونا ضروری ہے۔ اسے غفلت برتنا صحیح نہیں۔

صدر الشریعہ مفتی حکیم امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

مفتی کو بیدار مغز ہوشیار ہونا چاہیے۔ غفلت برتنا اس کے لیے درست نہیں کیوں کہ اس زمانے میں اکثر حیلہ سازی اور ترکیبوں سے واقعات کی صورت بدل کر فتویٰ حاصل کر لیتے ہیں اور لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ فلاں مفتی نے مجھے فتویٰ دے دیا ہے محض فتوی ہاتھ میں ہونا ہی اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں بلکہ مخالف پر اس کی وجہ سے غالب آجاتے ہیں اس کو کون دیکھے کہ واقعہ کیا تھا اور اس نے سوال میں کیا ظاہر کیا''۔ [بہار شریعت دوم، ص ۹۱۵]

(۴) مفتی کو خوش اخلاق، نرم اور حق گو ہونا ضروری ہے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''مفتی کے لیے یہ ضروری ہے کہ برد بار، خوش خلق، ہنس مکھ ہو۔ نرمی کے ساتھ بات کرے، غلطی ہو جائے تو واپس لے اپنی غلطی سے رجوع کرنے میں کبھی دریغ نہ کرے یہ نہ سمجھے کہ مجھے لوگ کیا کہیں گے کہ غلط فتویٰ دے کر رجوع نہ کرنا حیا سے ہو یا تکبر سے بہر حال حرام ہے''۔ [بہار شریعت دوم، ص ۹۱۸]

(۵) مفتی کے لیے ایک اہم اور لازمی امر یہ بھی ہے کہ وہ اپنے اہل زمانہ کے عرف واحوال سے اچھی طرح باخبر ہو، تاکہ ان حوادث وواقعات کے احکام بیان کرنے میں خطا نہ کرے جن کی بنیاد عرف پر ہے، کیوں کہ اگر ایک مفتی اپنے زمانے والوں کے عرف وعادت سے کماحقہ واقف نہ ہوگا تو بسا اوقات احکام عرفیہ میں غلطی کا شکار ہو سکتا ہے۔ چناں چہ ہمارے فقہا بیان فرماتے ہیں:

''من لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل''۔

یوں تو ہر زمانے میں اصحابِ فقہ وبصیرت اور مفتیان ذوی الاحترام فتویٰ نویسی کے عظیم وجلیل منصب پر مسند نشیں ہوئے اور ان حضرات نے اپنی فقہی صلاحیت ولیاقت کو بروئے کار لاکر زبان وبیان، تحریر وتقریر اور تصنیف وتالیف کے ذریعے برادران اسلام کو شرعی احکام

ومسائل، حلال وحرام اور جائز وناجائز امور سے واقف کرایا جن کے تابندہ نقوش آج بھی فقیہان زمانہ کے لیے مشعل راہ ہیں۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مذکورہ بالاشرائط کی روشنی میں اگر ماضی قریب کے فقہائے عظام ومفتیان کرام کی معزز شخصیات کو پرکھا جائے تو ان میں ماہر دراسات اسلامیہ،جامع معقولات ومنقولات،زینت الاتقیا حضرت علامہ ومولانا مفتی زین الدین اشرفی نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات بابرکات مذکورہ شرائط کی کسوٹی پر کھری اترتی نظر آتی ہے،علم وفضل،زہد وتقویٰ،امتثال اوامر واجتناب نواہی،فسق وفجور سے دور ونفور،بیدار مغزی وہوشمندی اور ذہانت وفطانت جیسے اوصاف حمیدہ میں آپ ممتاز نظر آتے ہیں ،آپ کی پرکشش شخصیت مذکورہ اوصاف جمیلہ وخصائل نبیلہ کے علاوہ کثیر خوبیوں کی حامل تھی،آپ نے کئی دہائیوں تک مختلف مدارس وجامعات میں منتہی کتب کا درس دیا اور طلبہ کی ایک بڑی ٹیم تیار کی،درس وتدریس کے ساتھ فتویٰ نویسی کے میدان میں بھی آپ نے گراں قدر خدمات انجام دیں جو آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

آپ نے جن عظیم المرتبت وجلیل القدر شخصیات سے فتوی نویسی کی تربیت حاصل کی ان میں سرفہرست عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ اشرفی کا اسم گرامی شمار کیا جاتا ہے،آپ نے ابواب فقہ کے کئی ابواب سے متعلق مختصر ومطول ہر قسم کے فتاویٰ تحریر فرمائے ہیں،آپ کے فتاویٰ فقہ حنفی کی کتب معتمدہ ومعتبرہ کے حوالوں سے مزین،فقہی جزئیات وکلیات سے مرصع اور احکام شرعیہ کی نفیس توضیح وتشریح سے پُر ہے جو یقیناً فقہ وفتاوی کے شائقین کے لیے ایک نادر تحفہ اور فتاوی کی دنیا میں میں ایک مناسب اضافہ ہے،ذیل میں بلاتبصرہ آپ کے ذخیرۂ فتاویٰ میں سے چند نمونے قارئین کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں جو بلاشبہہ آپ کی فقہی ممارست،جزئیات پر دسترس،اور فتوی نویسی کی باریک بینی پر بین ثبوت ہیں۔

مفقود الخبر کی بیوی کا حکم

مفقود الخبر یعنی لاپتہ شخص اور اس کی بیوی کے درمیان اس وقت تفریق کی جائے گی جب کہ ظن غالب ہو کہ اب وہ مر گیا ہوگا اور اس کی مدت مذہب حنفی میں ۷۰ رسال۔البتہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں اس مسئلے میں آسانی ہے،ان کے یہاں جس روز عورت قاضی

شرع کے یہاں درخواست کرے گی کہ میرا شوہر اتنے عرصے سے لا پتہ ہے تو اسی روز سے چار سال انتظار کرنے کا حکم ہے، ضرورت ملجئہ کی صورت میں امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب پر فتوی دیا جاتا ہے، چوں کہ یہ کام قاضی شرع کا ہے اور اس وقت یہاں اسلامی حکومت نہیں ہے جس کے سبب اسلامی حکومت کا مقرر کردہ قاضی اور جہاں ایسا قاضی نہ ہو وہاں کے سب سے بڑے عالم اور مفتی کو یہ امور مفوض ہوتے ہیں لہٰذا آپ اس کام کے لیے حضور مفتی اعظم ہند محلہ سوداگران بریلی شریف کی طرف رجوع کیجیے وہاں سے جو فیصلہ صادر کیا جائے آپ اس پر عمل کریں، واللہ تعالیٰ اعلم [فتاویٰ زینیہ، ۱۴۱]

حضرت زینت الاتقیا سے مفقود الخبر شوہر کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے مختصر سے فتوی میں مفقود الخبر شوہر کے جملہ احکام واضح طور پر بیان فرمائے جو بلاشبہہ آپ کے وسعت مطالعہ اور جزئیات پر عبور کی دلیل ہے۔

خصی کی قربانی کا حکم:

خصی کی قربانی جائز ہے اور بہتر ہے، تنویر الابصار میں ہے: ''**ویضحی بالجماء والخصی والثولاء**'' جائز ہے قربانی اس جانور کی جس کا پیدائشی سینگ نہ ہو اور جائز ہے قربانی خصی اور ثولاء جیسے مجنون کی، ہدایہ آخرین میں ہے: ''**ویجوز ان یضحی بالخصی لان لحمها اطیب**''، یعنی خصی کی قربانی جائز ہے، اس لیے کہ اس کا گوشت عمدہ ہوتا ہے، مشکوۃ شریف میں ہے: ''**ضحی بکبشین املحین موجوئین**''، یعنی سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو موٹے تازے بدیے کی قربانی کی۔ [فتاویٰ زینیہ]۔

اقامت بیٹھ کر سننا چاہیے یا کھڑے ہو کر

اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے، کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ امام اگر اپنی جگہ پر موجود ہو تو امام اور مقتدیوں کے لیے اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے اور حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح کہی جائے تو سب کھڑے ہو جائیں، مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، فتاویٰ عالمگیری، فتاوی سراجیہ اور مختار اور فقہ کی عام کتابوں میں ہے، **واللفظ لصاحب مراقی**

الفلاح: ومن الادب القیام قیام القوم والامام ان کان حاضرا بقی بالمحراب حین قیل حی علی الفلاح اور اگر امام اپنی جگہ یعنی امامت کے مصلیٰ پر موجود نہیں تو اگر امام سامنے سے آئے تو جب نظر آئے مقتدی کھڑے ہوجائیں اور اگر وہ پیچھے سے آئے تو جس صف میں پہنچے اس صف کے لوگ کھڑے ہوجائیں، طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے: **کل ماجاوز صفا قام ذلک الصف ان دخل من قدام قاموا حین راوا،** فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں ہے: جس وقت تکبیر پڑھنے والا حی علی الفلاح پر پہنچے اس وقت مقتدیوں کو کھڑا ہونا چاہیے، کھڑے ہوکر تکبیر سننا اور نماز کا انتظار کرنا مکروہ ہے، ان مقتدیوں کے لیے بھی جو مسجد میں پہلے سے موجود ہیں اور اس کے لیے بھی جو تکبیر کے وقت آئے، اسی طحطاوی اور ردالمحتار میں ہے: **واذا اخذ الموذن فی الاقامة ودخل رجل المسجد فانه یقعد ولاینتظر قائما فانه مکروه،** یعنی جب موذن نے اقامت شروع کیا اور اب کوئی آیا تو کھڑے نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے، کھڑے ہوکر نماز شروع ہونے کا انتظار نہ کرے، اس لیے کہ یہ مکروہ ہے، اسی طحطاوی میں ہے: **ویفهم منه کراهة القیام ابتداء الاقامة والناس عنه غافلون** یعنی فقہائے کرام کی اس عبارت سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اقامت شروع ہوتے ہی لوگوں کا کھڑا ہوجانا مکروہ ہے اور لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں''۔ [فتاویٰ زینیہ، ۱۵۰]

مردوں کے صف میں کھڑے بچے کو پیچھے ہٹانا کیسا

اگر بچہ ایک ہو تو درمیان صف میں ایک طرف اس کا کھڑا ہونا بیچ میں کشادگی چھوڑے بغیر جائز ہے، درمختار میں ہے: **فلو واحدا دخل الصف** یعنی ایک بچہ ہو تو صف میں داخل کرلیا جائے، مراقی الفلاح میں ہے: **وان لم یکن جمع من الصبیان یقوم الصبی بین الرجال** یعنی اگر دو چار بچے نہ ہو تو ایک بچہ مردوں کے درمیان صف میں کھڑا ہو، بعض بے علم جو یہ ظلم کرتے ہیں کہ لڑکا پہلے ہی سے داخل نماز ہے اب یہ آئے تو اسے نیت بندھا ہوا اٹھا کر کنارے کر دیتے ہیں اور خود اس کی جگہ کھڑے ہوجاتے ہیں یہ محض جہالت ہے، اس طرح یہ خیال کہ لڑکا برابر یا دو بڑوں کے بیچ میں کھڑا ہو تو نماز نہ ہوگی یہ بھی محض غلط اور خطا ہے، تنویرالابصار میں ہے: **وفی ذات الصبیح الامرد لایفسدها علی المذهب** یعنی امرد خوبصورت بچہ اگر

برابری میں کھڑا ہوجائے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر دو چار بچے یا زائد ہو تو ان کی الگ صف بنادی جائے اور ان کو ہدایت کردی جائے کہ تم ہمیشہ پچھلی صف میں کھڑے ہوا کرو، ایک تخمینہ لگالیا جائے کہ عام طور پر بالغ نمازیوں کی کتنی صفیں ہوا کرتی ہے مثال کے طور پر بالغ نمازیوں کی دو صفیں بھر جاتی ہیں تو بچوں کو ہدایت کردی جائے کہ تم تیسری صف میں کھڑے ہوا کرو، تم سے اگلی صف میں اگر جگہ خالی رہے تو رہنے دو، سوال میں جن بچوں کے بارے میں دریافت کیا گیا ہے، یہ بچے سمجھدار ہیں، ایسے بچوں کو مسجد میں آنے سے ہرگز منع نہ کیا جائے ورنہ ظلم ہوگا۔

[فتاویٰ زینیہ، ۱۴۹]

جمعہ کی اذان ثانی اندرون مسجد دی جائے یا بیرون مسجد

اذان ثانی بیرون مسجد دی جائے۔ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے، کتاب طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے: **ویکرہ ان یوذن فی المسجد کما فی القھستانی عن النظم فان لم یکن ثمة مکان مرتفع للاذان یوذن فی فناء المسجد کما فی الفتح** "یعنی اور مکروہ ہے یہ کہ اذان دی جائے مسجد میں جیسا کہ قہستانی میں ہے نظم سے تو مسجد میں اگر اذان دینے کے لیے خاص جگہ نہ ہو تو فنائے مسجد میں اذان دی جائے۔ فتاویٰ خلاصہ میں ہے: "**لایوذن فی المسجد**" یعنی مسجد میں اذان نہ دی جائے، فتح القدیر میں ہے: "**لایوذن فی المسجد**" غنیّہ شرح منیہ میں ہے: "**الاذان انمایکون فی المیذنة او خارج المسجد و الاقامة فی داخله**" یعنی اذان نہیں ہوتی مگر منارہ یا مسجد سے باہر اور تکبیر مسجد کے اندر۔

ابوداؤد شریف جلد اول صفحہ ۱۵۶ میں ہے: "**عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنه کان یوذن بین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذاجلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد و ابی بکر و عمر**" یعنی جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف فرما ہوتے تو حضور علیہ السلام کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان دی جاتی اور ایسا ہی خلیفہ اول ابوبکر صدیق اور خلیفہ دوم فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ خلافت تک ہوتی رہی، مولانا عبدالحی لکھنوی صاحب عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ کے صفحہ ۱۹۲ پر تحریر فرماتے ہیں "**قوله بین یدیه ای مستقبل الامام فی المسجد کان او خارجه**

والمسنون هو الثانی ففی ابی داؤد بسنده''یعنی''بین یدیہ'' کے معنی صرف اس قدر ہے کہ خطبہ کی اذان امام کے سامنے ہو عام ازیں کہ مسجد کے اندر ہو یا باہر لیکن مسجد کے باہر اذان شروع زمانہ اقدس میں جب امام منبر پر بیٹھ جاتے تو سامنے دروازے پر دی جاتی۔

ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ اقدس تک مسجد کے دروازہ پر ہوتی رہی لیکن جب عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلافت کا زمانہ آیا اور لوگ بہت آنے لگے تو عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیسری اذان (اذان ثانی) کا حکم دیا اور یہ اذان مسجد سے باہر مقام زوراء پر دی جاتی، غلط رسم پر جانے سے شریعت کا کوئی مسئلہ بدل نہیں سکتا، ۳۶۰ بت کعبہ میں نصب تھے، بت پرستی جائز نہیں ہوئی۔ [فتاویٰ زینیہ،۱۸۸]

بدمذہبوں کی اقتدا میں نماز کا حکم

نماز صرف مذہب اہل سنت وجماعت کے ماننے والے امام کے پیچھے ہوگی، امام اگر فاسق نہیں بلا کراہت اس کے پیچھے نماز ہوگی اور اگر وہ فاسق ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی جس کا اعادہ کرنا واجب ہے، وہابی، دیوبندی، مودودی، قادیانی، چکڑالوی یہ تمام فرقہ اپنے عقائد کفریہ کے سبب کافر اور مرتد ہے لہٰذا کسی طرح ان کے پیچھے نماز جائز نہیں، تفصیل کے لیے تمہید ایمان، حسام الحرمین، المصباح الجدید دیکھیے''۔ [فتاویٰ زینیہ،۴۶]

شادی شدہ غیر طلاق یافتہ کا نکاح پڑھانے والے کا حکم

شوہر نے طلاق نہیں دی اور اس کی زندگی معلوم ہے تو اس کی منکوحہ سے نکاح ناجائز وحرام ہے، جس نے نکاح پڑھایا، جو لوگ وکیل وگواہ بنے اور جن لوگوں نے جان بوجھ کر اس نکاح میں شرکت کی سب گنہگار مستحق عذاب قہار ہوئے، سب پر توبہ فرض ہے اور اگر شوہر والی عورت کا نکاح غیر شوہر سے حلال وجائز جان بوجھ کر پڑھا، وکیل وگواہ بنے تو یہ کفر ہے اور تجدید ایمان فرض ہے اور اگر یہ لوگ شادی شدہ ہیں تو تجدید نکاح بھی فرض ہے اور جو لوگ اس نکاح کو حلال وجائز اعتقاد کرے تو سب کے لیے یہی حکم ہے کہ شوہر والی عورت کے نکاح کی حرمت نص قطعی سے ثابت، لقولہ تعالیٰ: والمحصنٰت من النساء الا ماملک ایمانکم، شرح فقہ اکبر میں ہے: ان استحلال المعصیۃ صغیرۃ کانت اوکبیرۃ کفر اذا ثبت کونھا معصیۃ بدلالۃ قطعیۃ یعنی گناہ

صغیرہ یا کبیرہ کو جائز جاننا کفر ہے جبکہ اس کا گناہ ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہو، اسی شرح فقہ اکبر میں ہے: وان اعتقد الحرام حلالا اوعلی القلب یکفر یعنی گناہ صغیرہ وکبیرہ کو جائز جاننا کفر ہے جبکہ اس کا گناہ ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ [فتاویٰ زینیہ،۸۶]۔

مروجہ قوالی کا شرعی حکم:

موجودہ مروجہ عام قوالی ناجائز اور حرام ہے، طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے: **واما الرفص والتصفیق وضرب الاوتار والضج والبوق الذی یفعله بعض من یدعی التصوف فانه حرام** یعنی وہ قوالی جس میں رقص وسرور اور چیخ وپکار ہوتی ہے تالیاں بجائی جاتی ہیں، ہارمونیم وغیرہ بجائے جاتے ہیں، بگل بجائے جاتے ہیں جو بعض تصوف کے جھوٹے دعوے دار کرتے ہیں یہ بالاجماع حرام ہے، وہ قوالی جس میں قوالی کے شرائط پائے جائیں وہ جائز اور درست ہے۔ [فتاویٰ زینیہ ۱۸۵]

لاوڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا کا حکم

لاؤڈ اسپیکر سے امام کی اپنی نماز ہوجاتی ہے اور ان مقتدیوں کی نماز ہوجاتی ہے جو امام کی آواز یا مکبر کی آواز پر تکبیرات انتقالیہ کریں، رہے وہ مقتدی کہ جن تک نہ امام کی آواز پہنچتی اور نہ مکبر کی بلکہ صرف اس آواز کے سہارے رکوع وسجود کرتے ہیں جو لاوڈ اسپیکر کے ذریعہ آرہی ہے تو ایسوں کی نماز مختلف فیہ ہے، اب تک میرے نزدیک یہی حکم ہے کہ نماز نہیں ہوتی، **ولعل الله یحدث بعد ذلک امرا** [فتاوی زینیہ،۱۶]

فرض نماز کے سلام کے بعد زور سے ذکر کرنا کیسا

ہر فرض نماز کے بعد ذکر بالجہر مختصر جائز ہے، بعد فرض ظہر ومغرب وعشا صرف ایک بار اور زیادہ سے زیادہ تین بار ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' یا اس کی مقدار کوئی استغفار وغیرہ اتنی بلند آواز سے کہ نمازی کی نماز میں یا سونے والے کی نیند میں خلل نہ آنے پائے اور اتنی بلند آواز سے پڑھنا کہ نمازی کی نماز یا سونے والوں کی نیند یا قاریوں کی تلاوت میں خلل آئے تو منع ہے، تکبیر تشریق پر اس کا قیاس صحیح نہیں، تکبیر تشریق واجب ہے اور یہ مستحب، درمختار میں ہے: ''قال

الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجدوغیرھماالاان یشوش جھرھم علی نائم او مصل او قارئ"

[فتاویٰ زینیه، ۱۱]

ہمارے زمانے کے بدمذہبوں کے ساتھ راہ ورسم رکھنے کا حکم

وہابی، دیوبندی، نیچری اور قادیانی یہ سب مرتد اور کافر ہیں، ان کے گھر آنا جانا ان کے ساتھ کھانا، پینا، اٹھنا بیٹھنا ناجائز اور حرام ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: واماینسینک الشیطن فلاتقعدبعد الذکریٰ مع القوم الظٰلمیں اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ [کنزالایمان]، حدیث شریف میں ہے: لاتجالسوھم ولاتواکلوھم ولا تشاربوھم ولاتناکحوھم وان مرضوافلاتعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم ولاتصلوا علیھم ولاتصلوامعھم، بدمذہبوں کے ساتھ بیٹھا نہ کرو اور نہ ان کے ساتھ کھاؤ اور نہ ان کے ساتھ پیو اور نہ ان کے یہاں بیاہ شادی کرو اور اگر وہ بیمار ہوجائیں تو ان کی تیمارداری کو نہ جاؤ اور جب مرجائیں تو ان کے جنازہ پر نہ جاؤ اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔ [فتاویٰ زینیه ۴]

فون یاٹی وی کی خبروں پر چاند کا ثبوت ہوگا یا نہیں؟

ریڈیو، تار، ٹیلی فون، ٹلی ویزن کی خبروں پر روزہ رکھنا یا تراویح کی نماز پڑھنا ناجائز اور حرام ہے، ریڈیو وغیرہ کی خبریں شرعا معتبر اس لیے نہیں کہ شہادت شرعیہ ادا کرنے کا طریقہ ان میں نہیں، رویت ہلال کے بارے میں ضابطہ اور شرعی قانون یہ ہے کہ شہادت شرعیہ بہم ہو، ہدایہ، درمختار، طحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرہ میں ہے "یلزم اھل المشرق برؤیة اھل المغرب اذا ثبت عندھم رؤیته اولئک بطریق موجب" شامی میں ہے: بطریق موجب کان یحتمل اثنان الشھادة اویشھد علی حکم القاضی اویستفیض الخبر بخلاف مااخبراھل البلدة کذااذاراته لانه حکایة" فقہائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ ایک شہر میں رویت ہلال ثابت ہوگئی اور قاضی نے شہادت لے کر دوسرے قاضی کو لکھ دیا تو دوسرے شہر والوں کے لیے صرف اس خط کی خبر پر عید کی نماز ادا کرنا جائز نہیں، جب تک اس خط کے بارے میں دو مرد شہادت نہ دیدیں یہ خط قاضی صاحب نے ہم دونوں کے سامنے

لکھا ہے،شامی میں ہے:"**لایقضی القاضی بذلک عند المنازعة لان الخط مما یزدرو یفتعل**"اشباہ میں ہے:"**لایعتمدعلی الخط و لایعمل به**"ہدایہ میں ہے:"**الخط یشبه الخط فلاتعتبر**"

غورفرمایئے کس قدرواضح اورروشن تصریحیں موجودہیں کہ خط پراعتمادنہیں نہ اس پرعمل،اس کے ذریعے یقین حاصل ہونہ اس کی بناپرحکم وگواہی حلال کہ خط خط کے مشابہ ہوتا ہے اورمہرمہر کے مانند بن سکتی ہے اورفقہائے کرام صاف صاف ارشادفرماتے ہیں کہ خط کاصرف اپنی ذات میں قابل تزویرہوناہی اس کی بے اعتباری کوکافی ہے۔اگرچہ واقعی میں یہ خط قاضی صاحب ہی کاٹھیک اوردرست ہو،جب خط کی خبرکایہ حکم تو ریڈیو،ٹیلی فون،ٹیلی ویزن اورتارکی خبروں کابھی یہی حکم ہے،یعنی تار،ٹیلی فون وغیرہ کی خبروں پرنمازعیدنہیں ہوسکتی اس لیے کے اس میں شاہدمشہورکوئی بھی نہیں ہوتااورنہ وہاں شہادت ہے،ٹیلی فون یاریڈیوسے صرف ایک آوازسنائی دیتی ہے،اورعلمافرماتے ہیں کہ آڑسے جوآوازسنائی دے اس پراحکام شرع کی بنیادنہیں ہوسکتی کہ آوازآوازسے مشابہ ہوتی ہے،فتاوی عالمگیری میں ہے:**لوسمع من وراء الحجاب لاباس به ان یشهد لاحتمال ان یکون غیره اذالنغمة یشبه النغمة۔**

[فتاویٰ زینیه، ٦]

یہ چندفتاوے ہیں جوحضرت زینت الاتقیا کی فتوی نویسی پرعبور،فقہی بصیرت، جزئیات پردسترس،بالغ نظری،زبان وبیان سے واقفیت،فقہ وفتاوی پرقدرت اور وسعت مطالعہ پرمنہ بولتااوربین ثبوت ہیں۔قابل مبارک بادہیں شہزادۂ گرامی قدرحضرت مولاناانور رضاجامعی اشرفی دام ظلہ اورگرامی مرتبت مولانامفتی ابراراحمدقادری زیدہ حبہ جنہوں نے"نام نیک رفتگاں ضائع مکن"کے پیش نظرممدوح گرامی کی سوانح حیات اورمجموعہ فتاوی کومنظرعام پرلانے کاعزم مصمم کیا۔حضرت کے جملہ تلامذہ وفیض یافتگان کی جانب سے یہ دونوں حضرات ڈھیروں مبارکبادیوں کے مستحق ہیں جن کے ذریعے یہ اہم کام انجام کوپہنچ رہاہے۔

دعاہے کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ سب کی کوششوں اورکاوشوں کاکوقبول فرماکرجزائے خیرسے سرفرازفرمائے،حضرت کی خدمات دینیہ کوشرف قبول بخشے اوردرجات عالیہ کوروزافزوں ترقی عطافرمائے،آمین یارب العالمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زینت الاتقیا بحیثیت مفتیٔ ملت:

مولانا مفتی معروف رضا قادری نعیمی رضوی

یہ امر مسلم ہے کہ اس جہانِ عمل میں کچھ افراد اپنی زندگی کا محور و مقصود ترویج دین متین ہی جانتے ہیں۔ اور تعلیم سے روشناس ہونے کے بعد اپنے مذہب و مسلک کے مزاج و مقدر کی تعمیر و تشکیل میں اپنا حصہ اور ہر ممکن قربانیوں کی شمولیت سے گریز نہیں کرتے، اور سچ یہ ہے کہ ان کے خون اور ان کے زخم ماند نہیں پڑتے اور فصیل وقت پہ تازہ لہو کے چھینٹوں کی توسط سے دنیا کو وہ ذوق عمل کی ترغیب دیتے ہیں کہ وہ اوروں کے لیے تقریب و تبریک کی شکل سے متشکل ہوتا ہے اور جاں نثاری و دلفگاری میں نمایاں و کامیاب ہوجاتا ہے اور لکل جہات اس کی تکمیل کو حرز جاں تصور کرتا ہے۔ جو فنا فی الدین کی اعلیٰ تصویر مصور ہے۔

جس سبب انہیں رضائے مولیٰ و رسول میسر ہے، جو وجہ تسخیر و محبت اور التفات میں اکسیر ہے۔ حالانکہ تسخیر و محبت کی شخصیات ہر جگہ دستیاب ہیں اور جن کے کارہائے نمایاں بشکل تیر بہدف متصور ہیں۔ اور اہداف کی تحصیل و تکمیل سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ باوجود اس کے بعض پر اس کی تاثیر کم پڑ جاتی مگر انہی ذدوات قدسیات میں حضور زینت الاتقیا صوفی باصفا استاد العلما رئیس المدرسین، عمدۃ المحدثین حضرت علامہ الحاج مفتی زین الدین صاحب اشرفی نعیمی علیہ الرحمہ سابق مفتی جامعہ نعیمیہ دیوان بازار مرادآباد کی ذات بابرکت ہے جو تاثیر و تعمیر میں نمایاں کامیابی سے ہمکنار ہو کر معتقدین کی جہاں آباد کیے ہوئے ہیں اور اپنی خداداد صلاحیت ولیاقت کے تناظر میں اپنی پیرانہ سالی میں بھی انتہائی دلفگاری وتقویٰ شعاری کا ثبوت پیش کرتے ہوئے رضائے مولیٰ کو کوشاں رہے ہیں۔

ویسے تو اس جہان میں بہت سارے افراد ہیں جو بفضل المولیٰ صاحب کثیر الصفات گردانے جاتے ہیں۔ انہیں مردانِ قلندر میں ایک صاحب مکارم الاخلاق، حضور زینت الاتقیا حضرت علامہ ومولانا مفتی زین الدین نعیمی قادری اشرفی علیہ الرحمہ کی ذات نایاب ہے۔ جس کی جسمانی کیفیت لحیم شحیم تو نہیں مگر بارعب لشکر شکن تھی۔ آنکھیں تو دھنسی ہوئی مگر رہے جھونپڑوں

میں خواب دیکھیں محلوں (ایوان علم وفضل) کا کی واضح مثال تھی۔قدوقامت تو خوب بلند نہیں !البتہ علمی وفقہی قدوقامت اتنا بلند گویا آسمان سے باتیں کرتی تھی، ہونٹوں میں مسکراہٹ ایسی کہ شبنم اپنی آبشارگی میں لجاتی تھی، پیشانی کی جگمگاہٹ روشن ضمیری وروشن خیالی کی شہادت پیش کرتی تھی، علمی سیروسیاحت ایسی گویا علم وفن میں امامت تھی، جمال وخوب خصالی ایسی جس سے پھولیں شرماتی تھیں، اورجلال کی کیفیت ایسی کہ غیروں کوتاب سخن میں ڈراتی تھی۔

حالانکہ حضور زینت الاتقیا کے خاندانی پس منظر کو ملاحظہ کرنے کے بعد یہ امر متحقق وآشکارا ہوجاتا ہے کہ محض آپ ہی انتہائی نرم دل نہیں تھے بلکہ آپ کا مکمل خاندان اپنے نرم دلی وخوش خصالی میں ایک الگ شناخت کا حامل ہے۔معاشی طور لائق تفاخر نہیں البتہ شریف النفس ہونے میں درجۂ کمال پر فائز ہیں۔اورحضور موصوف خاندانی موہبت کے امین ہیں۔اورمتانت وسنجیدگی میں اپنے معاصرین علما میں ممتاز وبے مثال تھے۔جو وجہ تفاخر ومباہات ہے اورجس کی صد فیصد نمائش آپ کے شہزادگان وبرادران میں نظر آتی ہے اور یہ تو طے شدہ امر ہے کہ یہ بیش بہا توفیق یقینا کسی کارخیر کی غمازی کررہی ہے۔

ورنہ یہ منہ اورمسور کی دال کی حد درجہ انطباق پایا جاتا ہے۔یہاں اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ حضور زینت الاتقیا علیہ الرحمہ اپنے خاندان کے واحد چشم وچراغ ہیں جنہوں نے علاقائی ماحولیات سے مختلف سمت اختیار کرضیاے اسلام سے علاقہ کو روشناس فرمایا اورعشق نبی کا چراغ روشن کردیا، حالانکہ ان کے خاندانی احوال وکوائف سننے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ یقینا ان کے والدین کی جاں نثاری {اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْراً ،بے شک دشواری کے ساتھ اور آسانی ہے۔ (سورۂ الم نشرح،آیت،۶،کنزالایمان)۔} کی تفسیر ہے۔

حضوز ینت الاتقیا علیہ الرحمہ کے معیارِعشق کا کیا کہنا جن کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفیٰ کا آئینہ دار ہو، جن کی صبح ومسا عشق مصطفی کا بحر ناپیدا کنار ہو، جن کے شب وروز لطائف مکہ ،نوازشات مدینہ سے محظوظ ہونے کو دلفگار رہو۔جن کی آنکھیں درودیوار حرمین سے آسودہ طبع ہونے کو بے قرار ہوں، جوصاحب حسن کردار، اوراد وظائف کے علم بردار، نجدیت ووہابیت کے لیے برہنہ تلوار، فکر رضا وتصوف مخدوم جہاں کے ترجمان وپہرہ دار ہو، جن کی جبلت وطینت

میں وفاداری وسلیقہ شعاری ودیعت کی ہوئی ہو،تو یہ ان کے نابغۂ روزگار ومنفرد المثال ہونے میں واضح وظاہر ہے۔

حضور موصوف کی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر ساعت وجہت اور ہر باب چاہے اس کا تعلق مکارمِ اخلاق،خردنوازی،اکابر شناسی،عجز وانکساری،کارِفلاحی،خیرخواہی،مہمان نوازی،خوداعتمادی، بالغ شعوری،قابل نظری،عاقل فکری،کامل بالیدگی،بصارت وبصیرت فقہی،تفضّل علمی کوئی بھی ہو۔مثل آفتاب وماہتاب ہے۔حضور موصوف کے متعلق میرا ذاتی عندیہ یہ ہے کہ میں حضور کی کسی ایک جہت کواختیار کر چند جملوں کی خراج بارگاہِ پر بہار میں پیش کروں۔لہذا برادرم حضرت مولانا انور رضا جامعی دام ظلہ کے ایماوارشاد کی اتباع کرتے ہوئے حضرت کی شانِ تفقہ کونذر قارئین کروں!تو ظاہر ہے اس سے پیشتر فقہ وافتا کی فہمائش وفضائل ضروری جانا جائے بعدہ اس تناسب ومقیاس میں حضور زینت الاتقیا کی فقاہت وفکاہت،اورفقہ کی مہارت وممارست کوتولا جائے حالانکہ یہ مجھ جیسے نافہم کی علمی بسالت ولیاقت سے الگ ہے۔اس ضمن میں چندعبارت کوپیش کرتا ہوں۔

غوث العالم حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے ملفوظات ''لطائف اشرفی''میں ہے:

''حضرت قدوۃ الکبریٰ فرمودند اگر کسے بداند درعمرے وے بیش از یک ہفتہ نہ ماندہ است،می باید کہ بہ علم فقہ اشتغال نماید،چہ دانستن یک مسئلہ ازعلوم دینی بہتر از ہزار رکعت نافلہ است''

[لطائف اشرفی،ص،۱۲،فارسی مطبوعہ مکتبہ سمنانی کراچی]

حضرت قدوۃ الکبریٰ[مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی]فرماتے ہیں:اگر کسی کو یہ معلوم ہوجائے کہ اس کی عمر ایک ہفتہ سے زیادہ باقی نہیں رہ گئی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ علم فقہ میں مشغول ہوجائے،کیونکہ دینی علوم سے ایک مسئلہ کا حاصل کرنا ہزار رکعت نفل سے بہتر ہے۔

ماضی قریب کے عبقری فقیہ،فقیہ فقید المثال امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے ''فتاویٰ رضویہ''میں واضح لفظوں میں ارشادفرمایا:

علم الفتویٰ پڑھنے سے نہیں آتا،حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(أجرأکم علی الفتیا أجرا کم علی النار)

تم میں جوشخص فتویٰ دینے پر زیادہ جرأت رکھتا ہے وہ آتش دوزخ پرزیادہ دلیر ہے۔

اور ارشاد فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:
(مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ)
جس نے قرآن کا معنی اپنی رائے سے بیان کیا۔ تو اگر درست بھی بیان کیا تو غلطی کی۔
اور فرماتے ہیں: (مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)
جو بغیر علم کے قرآن کے معنی کہے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔
[فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص، ۲۳۱ ر رضا اکیڈمی ممبئی]
اسی میں ہے: (مَنْ أفتىٰ بِغَيْرِ علم لعنته ملائكةُ السموات والأرض)
جو بے علم فتویٰ دے اس پر آسمان وزمین کے فرشتوں کی لعنت ہے۔ [مرجع سابق]۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہما سے سوال کیا گیا کہ انسان کے لیے فتویٰ دینا اور قضا کا منصب سنبھالنا کب جائز ہے تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

جب وہ انسان حدیث ورائے میں صاحب بصیرت ہو اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو پہچاننے والا ہو اور یاد رکھنے والا ہو تو ایسے شخص کا فتویٰ دینا اور منصب قضا پر فائز ہونا جائز ہے۔ (شرح عقود رسم المفتی۔ ص ۱۳۰)

منصب افتا ملت کا بڑا عہدہ ہے اس کے لیے کافی علم کی ضرورت ہے مسلک کے اصول وفروع کا پہچاننا شرط ہے۔ اس لیے حدیث شریف میں افتا بغیر علم کو لعنت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔
(قال رسول االله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: من افتى بغير علم لعنته ملائكة السمٰوات والأرض) یعنی جو بے علم فتوی دے اس پر آسمان وزمین کے فرشتوں کی لعنت ہے۔
حدیث شریف میں ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:
(مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ اِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ))
یعنی جسے بغیر علم کے فتویٰ دیا گیا ہو تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے۔
(سنن ابوداؤد، کتاب العلم، باب التوقی فی الفتیا،
جلد خامس، ص، ۴۹۹ ر رقم الحدیث ۳۶۵۷)۔
بحر الرائق میں ہے: ''وَيُشْتَرَطُ أَنْ يَحْفَظَ مَذْهَبَ إِمَامِهِ، وَيَعْرِفَ قَوَاعِدَهُ وَأَسَالِيبَهُ،''
یعنی مفتی کے لیے یہ ضروری ہے کہ اپنے امام کے مذہب کو جانتا ہو اور اس کے اصول وقواعد اور

اسلوب سے باخبر ہو۔ اسی میں ہے: ''یَجِبُ أَنْ یَسْتَفْتِیَ مَنْ عَرَفَ عِلْمَهُ وَعَدَالَتَهُ''
یعنی سائل پر لازم ہے کہ سوال ایسے شخص سے کرے جو علم وعدالت میں مشہور ہو۔ اس سے ظاہر ہوا کہ افتا فاضلِ درس نظامی کا کام نہیں بلکہ اس کے لیے مذکورہ اوصاف کا حامل ہونا ضروری ہے۔ مستزاد مندرجہ ذیل شرائط سے ہم آگاہ ہونا ضروری ہے۔

{شرائط مفتی}

(۱) مفتی کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ مسلم، عاقل، بالغ، اور اسبابِ فسق اور خلافِ مروت اوصاف سے محفوظ ہو۔ (۲) خدا ترس ہو (۳) سوال کو کماحقہٗ سمجھتا ہو۔ (۴) سوال کے طریقے سے یہ جان لے کہ سائل کا مقصد کیا ہے۔ (۵) مخلص ہو۔ (۶) ذہین وفطین ہو۔ (۷) زبان عرب کا ماہر ہو یعنی عبارت النص، دلالت النص، اشارۃ النص اقتضاء النص وغیرہ کے ذریعہ فقہی عبارتوں کے معنی سمجھنے پر قادر ہو۔ (۸) معیاری فقہی کتابوں کا عمیق مطالعہ ہو اور اس کے حافظہ میں فقہ کے اکثر کلیات وجزئیات محفوظ ہوں۔ (۹) کسی کی ڈانٹ ڈپٹ کا لحاظ کیے بغیر حق بات کہنے کی جرأت رکھتا ہو مزاج میں غصہ نہ ہو نہ نرمی غالب ہو بلکہ معتدل ہو۔ (۱۰) سوال کے بارے میں جب تک وہ خود مکمل اطمینان حاصل نہ کرلے شرعی حکم صادر نہ کرے۔ (۱۱) جو بھی بیان کرے اس کی مضبوط دلیل پہلے ذہن نشین کرلے۔ (۱۲) متشابہ مسائل میں امتیاز پر قدرت رکھتا ہو۔ (۱۳) کسی معتبر عالم سے تعلیم پائی ہو اور سند یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ کسی ماہر مفتی کی نگرانی میں افتا نویسی کی مشق کی ہو مذکورہ بالا صفات کا حامل فرد ہی مسند افتا نویسی کو زینت بخشنے کا اہل ہوسکتا ہے۔

علما کے ان ارشادات عالیہ سے واضح ہے کہ یہ راہِ افتا بہت خاردار وادی ہے اس میں قدم رکھنا آسان نہیں! حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے:

''مَنْ اَفْتَی عَنْ کُلِّ مَایُسْئَلُ فَھُوَ مَجْنُوْنٌ''　　[شرح المھذب للنووی]

جو ہر پوچھی گئی باتوں پر فتویٰ دے وہ مجنوں ہے۔ اس لیے اسلاف میں بہتوں نے ہر مسئلے کا جواب دینے سے گریز فرمایا۔ مجتہد مطلق امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک بار اڑتالیس مسئلے پوچھے گئے، ۳۲ر کے بارے میں فرمایا: [لَا اَدْرِیْ] (میں نہیں جانتا)، اسی

طرح امام الائمہ کاشف الغمہ ، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ''دھر'' کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

[لَا اَدْرِیْ]، بہت سے علما و مجتہدین سے بھی ایسا ہی منقول ہے، امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

''مَنْ أَجَابَ فِی مَسْئَلَةٍ فَیَنْبَغِیْ قَبْلَ الْجَوَاب اَن یُعْرِضَ نَفَسَهُ عَلٰی الْجَنَّةِ وَ النَّارِ وَ کَیْفَ خلاصه ثُمَّ یُجِیْبُ'' [شرح المہذب للنووی، آداب المفتی]

یعنی مسئلے کا جواب دینے سے قبل مفتی اپنے آپ کو جنت اور جہنم پر پیش کرے، پھر سوچے کہ جہنم سے چھٹکارے کی راہ کیا ہے، پھر جواب دے، لیکن جو اہلیت رکھتے ہیں فتاویٰ صادر کر کے فرض کفایہ ادا کرتے ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ حضور زینت الاتقیا کو اس علم سے حظ وافر ملا ہے۔ اور میرا یہ دعویٰ بلا دلیل نہیں ہے بلکہ حضور موصوف کے علمی جواہر پارے سے ہندوستان کی اعلیٰ دانش گاہیں مملو و مشحون ہیں۔ جن میں چند قابل ذکر یہ ہیں۔

(۱) جامعہ نعیمیہ دیوان بازار، مرادآباد، یو، پی۔ (۲) جامع اشرف کچھوچھا شریف،
(۳) جامعہ صوفیہ کچھوچھا شریف۔ (۴) مدرسہ عزیز العلوم، نانپارہ، بہرائچ شریف
(۵) دارالعلوم غریب نواز الہ آباد، یو، پی۔ (۶) دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز ممبرا، ممبئی۔
(۷) جامعہ حنفیہ سنیہ مالیگاؤں، ناسک (۸) مدرسہ اہلسنت صادق العلوم، ناسک سیٹی،
(۹) مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم، برہان پور، (۱۰) دارالعلوم عظمت مصطفی عائشہ نگر، مالیگاؤں،

اسی آخر الذکر ادارہ میں احقر العباد کو حضور بزرگوار سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ جہاں حضور کے احسان اور ان کی کرم فرمائی و نوازشات اور دعائیہ کلمات اور اور حوصلہ افزائی کے لمحات اور سفر و حضر میں ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل'' کی مساوات کا بھر پور مشاہدہ کیا۔ حضور موصوف نہایت ہی متصلب فی الدین اور اپنے علم پر عمل پیرا تھے۔ اور ہر معاملہ میں دامنِ احتیاط کو لازم قرار دیتے تھے۔ یقیناً میں نے جب حضرت کے فتاویٰ (جانشین حضور موصوف نے مجھے ارسال فرمایا) کو جا بجا دیکھا، بعدہ فتاویٰ رضویہ شریف سے علاقہ کو دیکھنا چاہا تو مسئلہ مکبر الصوت کو دیکھا یقینا دل نے پکارا کہ من کل الوجوہ آپ میں شرائط افتا و مفتی کمال وتمام کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ اسی طرح آپ کی فقہی بصیرت کے متعلق باتیں تو بہت ہیں مگر

ایک موقع سے استفتا ہوتا ہے کہ ریڈیو کے اعلانات پر روزہ رکھنا کیسا ہے۔

اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ: ریڈیو، تار، ٹیلی فون، ٹیلی ویژن کی خبروں پر روزہ رکھنا یا تراویح کی نماز پڑھنا ناجائز اور حرام ہے۔ ریڈیو وغیرہ کی خبریں معتبر شرعاً اس لیے نہیں کہ شہادت شرعیہ کے ادا کرنے کا طریقہ ان میں نہیں! اور گرچہ کچھ لوگوں نے استفاضہ کو جواز کے منزل میں لانے کی کوشش کی ہے۔

مگر وہ بھی اولاً اس کے غیر مناسب ہونے کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور ضرورت کے پیش نظر جواز کے لئے تگ و تاز کرتے ہیں۔ اس ضمن میں جب میرا اپنا گمان یہ تھا کہ حضور موصوف مشرباً اشرفی ہیں سو اپنے فتویٰ میں اس کی متابعت فرمائے ہوں گے۔ مگر جب حضور کو نہایت کمال احتیاط سے وابستہ پایا تو ایک مفتی کے لیے ''کسی کی ڈانٹ ڈپٹ کا لحاظ کیے بغیر حق بات کہنے کی جرأت رکھتا ہو مزاج میں غصہ نہ ہو، نہ نرمی غالب ہو، بلکہ معتدل ہو'' جو ضروری ہے اس میں فائز المرام و کامل و تام جانا و مانا۔

مزید برآں گوناگوں مصروفیات مزید خامہ فرسائی کی اجازت نہیں دیتی۔ بحمدہٖ تعالیٰ حضور موصوف کے فتاویٰ کی ترتیب و تحقیق کی ذمہ داری بندہ عاصی کو استاذی الکریم مقدام العلما حضرت علامہ و مولانا اشفاق عالم نعیمی رضوی نے دی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے اوائل میں حضرت پر تفصیلی تعارف پیش کروں گا۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف!

زینت الاتقیا: ایک عظیم علمی شخصیت

حضرت علامہ قمر الدین اشرفی صاحب قبلہ، استاذ جامع اشرف کچھوچھہ شریف

حضرت علامہ مفتی زین الدین علیہ الرحمہ کی ایک عظیم شخصیت تھی جنھوں نے تاحیات علوم اسلامیہ کی آبیاری کی جن سے کھلنے والے پھول آج ہندو بیرون ہند کو شریعت اسلامیہ کی خوشبو سے معطر کر رہے ہیں۔ ان کی زندگی علم و تعلیم کے لیے وقف تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: **قل رب زدنی علما**۔ (پارہ ۱۶، سورہ طٰہٰ آیت ۱۱۴) اے محبوب آپ فرما دیجئے کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ علم نہایت ہی افضل چیز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم کے علاوہ کسی دوسری چیز کی زیادتی کے طلب کرنے کا حکم نہیں دیا۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۱۳۰)

عن ام ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: العلم میراثی و میراث الانبیاء قبلی۔ (کنزالعمال ج ۱۰ ص ۷۷) حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم میری میراث ہے اور جو مجھ سے پہلے انبیاء گذرے ہیں ان کی میراث ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لکل شئ طریق و طریق الجنۃ العلم (کنزالعمال ج ۱۰ ص ۸۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک راستہ ہے اور جنت کا راستہ علم ہے۔

اس طرح قرآن وحدیث کے مطابق حضرت علامہ موصوف علیہ لرحمہ نے سب سے افضل راستہ جو جنت کا راستہ ہے نہ صرف خود اختیار کیا بلکہ نونہالان اسلام کو بھی وہ راہ دکھائی اور حقیقت تو یہ ہے کہ ان کی ذات ایسا منارۂ نور تھی جس سے آنے والی نسلیں رہتی دنیا تک

مستفید ہوتی رہیں گی اور راہ حق پاتی رہیں گی۔ دوسرے لفظوں میں وہ ہمارے درمیان نہ رہ کر بھی ہمیشہ زندہ رہیں گے، اس لیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: **من صار بالعلم حیا لم یمت ابدا**۔ (حاشیہ ہدایہ ج ا ص ۲) یعنی جو علم سے زندہ ہوگا وہ کبھی نہیں مرے گا۔ اسی کی ترجمانی داغ دہلوی نے کیا خوب کی ہے:

رہتا ہے نام علم سے زندہ ہمیشہ داغؔ　　اولاد سے تو بس یہی دو پشت چار پشت

حضرت علامہ موصوف علیہ الرحمہ کی علمی فقہی عظمت پر مشائخ کچھوچھہ مقدسہ کو اس قدر اعتماد تھا کہ حضرت شیخ اعظم علیہ الرحمہ نے ان کو جامع اشرف جیسے عظیم مرکزی ادارہ میں صدر مدرس کے ساتھ ساتھ صدر مفتی کے عہدہ پر بھی مامور فرمایا اور وہ بحسن خوبی اس عظیم منصب کے فرائض کو انجام دیتے رہے۔ ان کے علاوہ شیخ الاسلام حضرت علامہ سید مدنی میاں قبلہ بھی فتا کے سلسلہ میں اکثر ان سے رائے لیا کرتے تھے اور جو استفتاء ان کے پاس آتا تھا ان کو ہی فتوی لکھنے کے لیے دیتے تھے۔ ایک مرتبہ لندن سے استفتاء حضرت شیخ الاسلام کے پاس آیا، انھوں نے حضرت مفتی صاحب کو بلا کر فتوی لکھنے کے لیے دے دیا۔ مفتی صاحب نے تیار کر کے جامع اشرف کے اساتذہ سے تصدیق بھی کرا لیے۔ آخر میں اس ناچیز کو دیا کہ آپ بھی اس کی تصدیق کر دیں، میں نے لے کر اس کا بغور مطالعہ کیا اور مفتی صاحب سے عرض کیا کہ حضرت اس فتویٰ پر دوبارہ غور کر لیں۔ چنانچہ مفتی صاحب اس فتوی کو لے کر حضرت شیخ الاسلام کے پاس پہنچے اور عرض کیا کہ تمام اساتذہ جامع اشرف نے اس کی تصدیق کر دی ہے۔ لیکن ایک استاذ اس کی تصدیق نہیں کر رہے ہیں، وہ اس سے متفق نہیں ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا: مفتی صاحب اس فتوی کو میرے پاس رہنے دیں، بغور مطالعہ کر کے میں آپ کو بتاتا ہوں۔ چنانچہ دو دن کے بعد انھوں نے مفتی صاحب کو بلا کر فرمایا: مفتی صاحب واقعی یہ فتوی قابل ترمیم ہے، اسے آپ دوبارہ تیار کریں۔ چنانچہ مفتی صاحب نے اسے بدل کر دوبارہ فتوی تیار کیا، پھر تمام اساتذہ بشمول ناچیز نے تصدیق کی۔

اس سے بتانا یہ مقصود ہے کہ حضرت مفتی صاحب اپنے سے کمتر کی رائے کو بھی اہمیت دیتے تھے۔ اس کو اپنے لیے کسر شان نہیں سمجھتے تھے۔ اگر وہ چاہتے تو اکثر اساتذہ کی تصدیق کی بنا پر فتوی جاری کر سکتے تھے۔ لیکن انھوں نے مناسب سمجھا کہ تمام اساتذہ کا اتفاق ہونا چاہیے، اسی لیے انھوں نے دوبارہ غور کر کے دوسرا فتوی تیار کیا۔ یہی عمل بڑے بڑے مشائخ کے تھے۔ چنانچہ

بعینہ یہی صورت مخدوم المشائخ حضرت علامہ سید مختار اشرف سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے فتوی میں ملتی ہے۔ ۲۸؍رجب ۱۳۵۵ھ کی بات ہے کہ حضرت سرکار کلاں نے ایک فتوی دیا تھا جس پر حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ نے تصدیق کرتے ہوئے تحریر فرمایا:
یہ جواب بالکل صحیح ودرست ہے، واللہ اعلم۔ احمد یار خاں مدرس مدرسہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ۔ ان کے علاوہ حضرت علامہ مفتی آل حسن اشرفی نعیمی سنبھلی علیہ الرحمہ نے بھی تصدیق کرتے ہوئے لکھا:
نعم الجواب هذا جزاه الله خيرا الجزاء۔ محمد آل حسن اشرفی نعیمی سنبھلی غفرلہ مدرس جامع اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ۔ لیکن اس فتوی کی تصدیق حضرت صدرالافاضل علامہ سید نعیم الدین مرآدبادی علیہ الرحمہ نے نہیں کی۔ چنانچہ حضرت سرکار کلاں نے اس فتوی کے اوپر لکھ دیا کہ حضرت صدرالافاضل مرادآبادی اس جواب سے متفق نہ تھے، لہٰذا کسی وقت اس کو شائع نہ کیا جائے، محمد میاں۔ (فتاوی سرکار کلاں قلمی نسخہ ص۸) یہ ہے سرکار کلاں کی عالمانہ شان۔ حالانکہ وہ اگر چاہتے تو اس فتوی کو عام کر سکتے تھے۔ کیوں کہ اس پر وقت کے دو جید اور مستند مفتیان کرام کی تصدیق موجود ہے۔ لیکن اس کے باوجود انھوں نے اس کو عام کرنے سے منع فرما دیا۔

اس طرح حضرت مفتی زین الدین علیہ الرحمہ مشائخ کا عملی نمونہ تھے۔

آخر میں دعا ہے کہ مولی تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ان کی علمی خدمات کو قبول فرما کر ان کے درجات میں بلندی عطا فرمائے اور ان کے علمی مشن کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فضائل و کمالات
خدمات و اثرات

زینت الاتقیا: ایک جلیل القدر مفتی، عالم باعمل، مسلک اعلیٰ حضرت کے عظیم پاسبان اور اسلاف کے یادگار تھے

صاحب تصانیف کثیرہ حضرت علامہ محمد ابراہیم آسی ممبئی

زینت الاتقیا، نجم العلما، مصباح الفقہا ممتاز المفکرین، عمدۃ المدرسین، زینت درس گاہ، یادگار سلف، استاذ الاساتذہ، پاسبان مسلک اعلی حضرت، عالم باعمل، صوفی با صفا حضرت علامہ مولانا مفتی محمد زین الدین اشرفی نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان ایک علمی قدآور شخصیت کا نام ہے جو محتاج تعارف نہیں۔ علم وفضل فکر وفن سے خوب آشنا تھے حالات حاضرہ پر آپ کی گہری نظر تھی۔ دینی، علمی، فقہی اور فکری کاموں کے حوالے سے آپ کی نمایاں کارکردگی ہے۔ بالخصوص بہار، بنگال، یوپی اور مہاراشٹر کی سرزمین پر کئی نامور ہستیوں نے دینی، علمی، فکری اور سماجی خدمات کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھایا، انہیں میں سے ایک آپ کی ذات گرامی بھی ہے۔

اگر آپ کی زندگی کا تعمق نظری سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ زینت الاتقیا ایک جلیل القدر مفتی، عالم باعمل اور مسلک اعلی حضرت کے عظیم پاسبان تھے، آپ کی زندگی کے مختلف گوشے ایک قمر منیر ہے جس کی روشنی ہر سمت پھیلی نظر آتی ہے آپ نے فروغ سنیت کے لئے مختلف جہتوں سے کام کرتے ہوئے عقائد اہلسنت کا بھرپور تحفظ فرمایا۔

زینت الاتقیا ایک دردمند دل کے مالک تھے، آپ کا دل بنی نوع انسان کی ہمدردی اور محبت کے جذبات سے موجزن تھا آپ نہ صرف ایک عظیم المرتبت مفتی تھے بلکہ ایک بلند قامت دینی رہبر اور اعلی مدرس بھی تھے ۔آپ کی ذات گرامی سے استفادہ کرنے والوں، مداحوں اور متوسلین کا حلقہ کافی وسیع تھا۔ آپ علمی، دینی، دعوتی اور اصلاحی خدمات کے حوالے سے ہمیشہ یاد کئے جائیں گے آپ کی پوری حیات مستعار مسلک اعلی حضرت کی پاسداری اور دین متین کی ترویج سے عبارت ہے۔

آپ جامعہ نعیمیہ کے ان فرزندان میں سے ہیں جن پر جامعہ کو فخر ہے آپ نے فتوی نویسی کی تربیت محقق عصر مفتی حبیب اللہ علیہ الرحمہ سے حاصل کی، ہندوستان کی متعدد درس گاہوں کو آپ نے تدریسی خدمات سے رونق بخشی ہندوستان کے کئی اداروں میں منصب تدریس وافتا پر فائز ہوئے۔ حنفیہ سنیہ مالیگاوں، صادق العلوم ناسک، مدرسہ عزیز العلوم نان

پارہ، جامعہ نعیمیہ مرادآباد، دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز ممبرا تھانہ، دارالعلوم غریب نواز الہ آباد، جامع اشرف کچھوچھہ کے نام سرفہرست ہیں آپ کے تلامذہ کے اسما کی فہرست بھی کافی طویل ہے جو ہنداور بیرون ہند دینی خدمات پر مامور ہیں۔آپ کے علم کا حدودار بعہ کافی وسیع تھا آپ نے دینی تعلیم کے ذریعہ قوم وملت کے نوجوان نسلوں کو ایک متبادل مشعل راہ، اسلامی نظریات دینی تدبر، فقہی افکار، شرعی شعور، منطقی ادراک، جدید معاشرے کے مستقبل کی راہوں میں انسانی وقار کے مذہبی عقائد کے تحفظ کیلئے ایک مضبوط فکر کی بصیرت عطا کی۔

آپ نے دین حنیف کی گونا گوں خدمات انجام دیں۔آپ کا شمار ان گراں قدر ہستیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے بلاد ہند میں دین متین کی ترویج واشاعت کے لئے نمایاں کردار ادا کئے ہیں۔آپ نے باطل افکار ونظریات کا دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ سے نہ صرف ردوابطال کیا بلکہ دنیائے بدعقیدگی میں زلزلہ بپا کر دیا کبھی بھی باطل افکار ونظریات کے حامل افراد آپ کے سامنے قدم جمانہ سکے اور راہ فرار اختیار کی آپ کا ہر قدم قوم مسلم اور اہل سنت وجماعت کے مفاد میں اٹھتا تھا، آپ خردنواز اور علما نواز تھے دوران گفتگو ہر شخص کے مقام ومرتبہ کا خیال رکھتے۔مسلک اعلی حضرت کے مفاد کے خلاف بات کرنے والوں کا مشورہ آپ نے کبھی قبول نہ کیا، حق بات کہنے میں کبھی قیل وقال سے کام نہ لیا برجستہ حق بات آپ کی زبان پر آجاتی حق گوئی آپ کا طرہ امتیاز رہا۔

آپ کی ذات سے علم وآگہی کا عظیم سرچشمہ جاری ہوا جس سے متلاشیان علوم وفنون خوب سیراب ہوئے۔تعلیم کے علاوہ طلبہ کے تصفیہ قلوب کے لئے تربیت کی وہ شمع روشن کی جس کی تابشیں آج بھی برقرار ہیں۔اہل علم وادب کو بالعموم، آپ کے تلامذہ کو بالخصوص آپکی شخصیت پر ناز ہے۔ارباب اقتدار کے سامنے آپ نے ہمیشہ حق بات رکھی اور انجام کی پرواہ نہیں کی۔آپ کا کام ذاتی مفاد سے عاری ہوتا تھا آپ نے جو کارنامہ انجام دیا وہ یقیناً سراہنے کے لائق ہے آپ کی کامیابی اور کامرانی کے پیچھے آپ کا خلوص کارفرما تھا شہرت یا ناموری کے لئے آپ نے کوئی کام نہ کیا ۔آپ کی متنوع خدمات کا دائرہ چند شہروں تک محدود نہیں بلکہ کئی ریاستوں پر محیط ہے۔

آپ نے پوری زندگی بڑے حوصلہ افزا طریقے سے مثبت پہلو اختیار کرتے ہوئے سنیت کے فروغ کے لئے مصروف عمل رہے اور واقعی ملت اسلامیہ کی ترجمانی کرتے ہوئے اعلائے کلمہ حق کا فریضہ احسن طریقے سے انجام دیا جسے قوم کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔آپ کی فتوی نویسی اور فقہی بصیرت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ زین ملت نے پیچیدہ اور اختلافی مسائل کا حل محققانہ انداز

میں کرتے ہوئے ایسے دلائل کے انبار لگائے کہ مخالفین کو دم مارنے کی مجال نہ رہی اور نہ ہی مخالفین کے لئے دلائل میں اضافے کی گنجائش چھوڑی۔ آپ کی فقہ دانی مسلم الثبوت ہے۔ علمائے اہل سنت نے آپ کے علمی افکار ونظریات کو تسلیم کیا۔ بڑوں کی تعظیم چھوٹوں پر شفقت ونرمی اور بردباری کے عمل نے آپ کو ہردلعزیز بنا دیا تھا۔ ایک عمدہ مدرس کے ساتھ ساتھ ایک اعلی مقرر بھی تھے اپنی تقریروں کے ذریعے عاشقان مصطفے کو فیض پہونچایا آپ عشق رسول پر گھنٹوں بیان کرتے ہوئے عقائد کے تحفظ کے لئے قرآن واحادیث کی روشنی میں مدلل تقریر فرماتے آپ کا انداز بیان اتنا عام فہم اور سہل ہوتا کہ عوام اہل سنت آسانی سے سمجھ لیتی۔ اہل علم کے درمیان آپ کی گفتگو عالمانہ ہوتی تو یوں محسوس ہوتا کہ سینے میں علم کا دریا موجزن ہے اور زبان سے اس کے چشمے بہہ رہے ہیں۔

بلاشبہ نام وشہرت الگ چیز ہے اس کے ساتھ ساتھ علما اور فقہا کے درمیان مقبولیت اور محبوبیت وہ عظیم نعمت ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے حضور زین ملت کو دونوں چیزیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عطا فرمائیں۔ آپ کی بارگاہ میں بہترین خراج عقیدت یہ ہے کہ آپ کے مشن کو آگے بڑھایا جائے اور آپ کی زندگی کے تابناک گوشوں کو اجاگر کر کے موجودہ نسلوں کو روشناش کرایا جائے۔ اس کار خیر کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اہل سنت وجماعت کے جیالے نوجوان حدیث السن عالم دین، بہترین افکار ونظریات کے مالک قلم کے دھنی، کئی کتابوں کے مصنف، مسلک اعلی حضرت کے ناشر، مختلف مضامین ومقالات کے قلم کار، سنجیدہ وفہمیدہ تخیلات کے حامی، اصلاح معاشرہ کے لئے کوشاں، ترویج دین کے لئے فکر مند، فاضل معقولات ومنقولات حضرت علامہ ومولانا ابرار احمد قادری، اور ان کے رفیق راہ اشاعت وطباعت، دست راست، معاون خاص، شہزادۂ زینت الاتقیا حضرت علامہ مولانا انور رضا صاحب نے ایک مثبت کوشش کی ہے۔

الحمد للہ صاحبین کی یہ جہد مسلسل اور تگ ودو رنگ لائی، زین ملت کی سوانح عمری کو منظر عام پر لانے کا عزم مصمم کیا ہے۔ رب قدیر ان کے حوصلوں کو بلند فرمائے اور زور قلم کو مزید اضافہ فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ اسلم۔

۞۞۞

حضرت مفتی زین الدین اشرفی علیہ الرحمہ: ایک بااخلاق و باکردار شخصیت

محسن رضا ضیائی، پونے، مہاراشٹر

اللہ تعالیٰ نے انبیاے کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کے بعد دین قویم کی اشاعت وتبلیغ کی ذمہ داریاں اس امت کے علما کو سپرد فرمایا ہے۔علماے کرام نے ہر دور میں اپنے اس فرضِ منصبی کو بہ حسن وخوبی انجام دیا اور دین اسلام کی ترویج واشاعت میں ایک ناقابلِ فراموش کردار ادا کیا اور یہ سلسلۂ دعوت وتبلیغ صبحِ قیامت تک یوں ہی چلتا رہے گا۔

انہیں علمائے کرام میں ایک نمایاں نام حضرت مفتی زین الدین اشرفی علیہ الرحمہ کا بھی ہے، جو ماضی قریب کے ایک بہترین عالم ومفتی، بے مثال مقرر اور ایک بااخلاق وکردار شخصیت کے مالک تھے۔آپ کی پوری زندگی اسلام کی ترویج واشاعت،قوم وملت کی خدمت اور درس ونصیحت میں گزری۔آپ کی زندگی کے بہت سارے ایسے پہلو ہیں، جن پر مفصل روشنی ڈالی جاسکتی ہے،تاہم ''اخلاق وکردار'' آپ کی حیاتِ مستعار کا ایک ایسا روشن وتابناک پہلو ہے،جس سے آپ کی شخصیت نکھر کر سامنے آتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو اخلاق وکردار کی بیش بہا دولت سے نوازا تھا۔ یہاں ہم آپ کی تہہ دار شخصیت کے اسی اہم اور شان دار پہلو کو سپردِ قرطاس کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

اَخلاقِ حسنہ:

اگر اخلاق حسنہ کی بات کی جائے تو قیامت کے دن مومن کے میزانِ عمل میں سب سے زیادہ وزن دار نیکی اچھے اخلاق ہوں گے۔ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سب سے بہترین چیز جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمائی ہے وہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اچھا اخلاق۔اسی لیے ایک مومن کو ہر کسی کے ساتھ خوش اخلاقی وخوش روئی کے ساتھ پیش آنا چاہیے، اس لیے کہ یہ ایک ایسی عادت وخصلت ہے جس

سے جہاں انسان کے اندر ان گنت اچھائیاں اور خوبیاں پیدا ہوجاتی ہیں، وہیں اللہ اور اس کے رسول بھی راضی ہوجاتے ہیں۔

لہذا اپنے آپ کو بہترین اخلاق و کردار سے متصف کرنا چاہیے۔ حضرت مفتی زین الدین اشرفی علیہ الرحمہ کی شخصیت کا اگر اس حوالے سے بہ نظرِ غائر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ اخلاق و کردار کے دھنی اور ایک عظیم الشان انسان تھے۔ قدرت نے آپ کے اندر بے شمار خوبیاں اور اچھائیاں ودیعت فرمایا تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ ہر ایک کے ساتھ بہترین انداز اور عمدہ اخلاق کے ساتھ پیش آتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی دشمن یا غیر مسلم ہی ہوتا تو آپ اس کے ساتھ بھی خندہ پیشانی اور متانت و سنجیدگی سے پیش آتے تھے۔ آج آپ کی ان ہی خوبیوں اور اچھائیوں کے سبھی معترف ہیں۔

اخلاقِ حسنہ میں بہت ساری خوبیاں شامل ہیں، مثلاً عاجزی و انکساری، خوش مزاجی، متانت و سنجیدگی، حیاو پاسداری، شفقت و رحم دلی، حلم و بردباری، صبر و شکر گزاری، شیریں کلامی و خوش گفتاری، سخاوت و دریا دلی اور عفو و درگزر و رفق و نرمی جیسی بہت ساری شجرِ اخلاق کی شاخیں ہیں، جس سے ایک انسان شخص سے شخصیت بننے کے منازل طے کرتا ہے، اپنے اندر وافر تبدیلیاں پیدا کرتا ہے اور اخلاق کے ایک عظیم مقام پر فائز المرام ہوجاتا ہے۔ اخلاقِ حسنہ کی ان جملہ صفات کو مفتی صاحب علیہ الرحمہ میں تلاش کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساری چیزیں آپ کے اندر بہ درجۂ اتم موجود تھیں۔ ہم یہاں مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے حوالے سے ان سب کا یکے بعد دیگرے قدرے جائزہ لینے کی کوشش کریں گے۔

عاجزی و انکساری:

عاجزی و انکساری ایک ایسی صفت ہے، جس سے انسان کے اندر تواضع و خاکساری جیسی عظیم صفات پیدا ہوتی ہیں۔ انسان کے اندر سے کبر و نخوت اور تعلّی جیسی قبیح عادات ختم ہوجاتی ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول کا ایک محبوب و پسندیدہ بندہ بننے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ تَوَاضَعَ لِلهِ فَقَدْ رَفَعَهُ الله'' جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے درجوں بلند فرمائے گا۔ یقیناً مفتی صاحب علیہ الرحمہ

بھی اسی عادت وخصلت کے خوگر تھے، آپ چھوٹے بڑے سبھی سے عاجزی اور انکساری کے ساتھ ملاقات کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم وفنون کی دولتِ بیش بہا سے نوازا تھا، دور دور تک آپ کے جیسا علمی رفعت وشان والا نظر نہیں آتا تھا، باوجود اس کے آپ ہمیشہ تواضع وانکساری کا مظاہرہ فرمایا کرتے تھے۔

مولانا نوشاد اشرفی جامعی اپنے ایک مضمون میں آپ کی عاجزی وانکساری کا ایک اہم واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں:

”جامع اشرف کے شیخ الادب حضرت مولانا قمرالدین اشرفی کا بیان ہے کہ ایک بار ایک فتوی مجھے دکھایا میں نے مطالعہ کرنے کے بعد بغیر دستخط کئے واپس کردیا جب انہوں نے دیکھا کہ دستخط نہیں کیا تو مجھ سے دستخط کرنے کے لئے کہا میں نے کچھ وجہیں بتا کر دستخط کرنے سے انکار کردیا تو انہوں نے کہا کہ یہ فتوی میں نے حضور شیخ الاسلام کو بھی دکھایا ہے۔ انہوں نے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ میں نے کہا کچھ بھی ہو میں اس پر دستخط نہیں کرسکتا۔

اب مفتی صاحب اس فتوی کو لے کر پھر شیخ الاسلام کی بارگاہ میں پہنچے اور کہا حضور یہ وہی فتوی ہے جو میں کچھ دن پہلے آپ کی خدمت میں لایا تھا اور آپ نے ایک سرسری نظر بھی ڈالی تھی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ جامع اشرف کے ایک مدرس کو اس پر کچھ اشکال ہے اور وہ دستخط نہیں کررہے ہیں۔ شیخ الاسلام نے فرمایا اچھا تو ایسا کیجئے اس کو آپ میرے پاس رکھ دیجیے اور ایک دو دن بعد آیئے۔ مفتی صاحب نے فتوی وہیں رکھ دیا اور جب ایک دو دن بعد شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور شیخ الاسلام نے فرمایا ہاں میں نے اسے بغور پڑھ لیا ہے پھر اس پر تبصرہ فرما کر ازسرنو تحریر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

واضح رہے کہ حضرت مولانا قمرالدین اشرفی صاحب نے یہ تو نہیں بتایا کہ وہ فتوی کس مسئلہ سے متعلق تھا اور انہیں اس پر کیا اشکال تھا مگر ان کے بیان اور حضرت مفتی صاحب کی عظیم شخصیت اور فتوی نویسی کی طویل مدت اور حضور شیخ الاسلام کی علمی جلالت اور فکری بصیرت سے جو بات مفہوم ہورہی ہے وہ یہ ہے کہ فتوی فی نفسہ صحیح تھا البتہ بعض جملے اس طور پر ذکر کئے گئے تھے کہ فتنہ پیدا کرنے والے ان کا مفہوم اس کے برعکس بھی نکال سکتے تھے جو حضرت مفتی صاحب قبلہ کہنا چاہتے تھے۔ اسی وجہ سے حضرت مولانا قمرالدین صاحب دستخط نہیں کررہے

تھے مگر حضرت مفتی صاحب قبلہ کے سامنے مسئلہ یہ تھا کہ جب حضور شیخ الاسلام نے اس پر کسی شبہ کا اظہار نہیں کیا اور اسے جوں کا توں برقرار رکھا تو اب ان سے اذن لئے بغیر اس تحریر میں کوئی تبدیلی کیسے کی جاسکتی تھی۔''اس واقعہ سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے اندر کسرِ نفسی اور عاجزی وانکساری کس طرح کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

خوش مزاجی:

انسان کی زندگی کو سنوارنے اور اسے مزید بہتر بنانے میں خوش مزاجی بھی اپنا ایک اہم رول ادا کرتی ہے۔اسی لیے اسے انسان کی شخصیت سازی میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ انسان جتنا زیادہ خوش مزاج رہتا ہے، اتنے ہی زیادہ اس کے جسم پر اس کے خوش گوار اثرات مرتّب ہوتے ہیں، جس سے جہاں اس کی شخصیت سنورتی ہے، وہیں وہ دوسروں کو اپنی ذات سے متأثر کرنے میں بڑی حد کامیاب وکامران بھی ہوتا ہے۔لہذا انسان کو ہمیشہ خوش مزاج اور ہنستا ومسکراتا رہنا چاہیے تاکہ اس کے چہرے کی تازگی وتابندگی دوسروں کو بہلانے اور دلجوئی کا کام کرسکے۔اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''طلق الوجه صدقة'' مسکرادینا صدقہ ہے۔

اس حوالے سے مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی زندگی کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ بہت ہی خلیق، ملنسار اور خوش مزاج طبیعت کے مالک تھے۔ ہمہ وقت چہرے پر مسکان ہوتی، جو دیکھنے والوں کو اپنی جانب لبھاتی تھی۔ خاص طور سے آپ دوران تدریس طلبا سے بڑی خوش مزاجی وخوش طبعی سے پیش آتے تھے، جس سے طلبا کی تمام تر توجہ آپ کے درس پر منعطف رہتی تھی۔

حیا وپاک دامنی:

حیا کو اسلام میں سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے کیوں کہ حیا ایک ایسا زیور ہے، جب انسان اس سے آراستہ ہوجاتا ہے تو وہ اسے سماج ومعاشرے میں عزت وبلندی اور عفت وپاک دامنی عطا کرتی ہے۔حیا صرف جسم وبدن سے نہیں ہوتی ہے، بلکہ گفتگو میں بھی حیا اور شائستگی کی پاس داری ضروری ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ'' ترجمہ: حیا ایمان کا ایک حصہ ہے۔

لہذا ہر اعتبار سے حیا کی پاس داری ضروری ہے، جس سے ایک با حیا اور با اخلاق انسان بن کر زندگی گزار سکو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا جوئی حاصل کر سکو۔ مفتی صاحب کی زندگی میں یہ پہلو بھی بڑا مقام رکھتا ہے۔ آپ ایک با حیا اور با کمال شخصیت کے حامل تھے۔ شرم و حیا اور عفت و پاک دامنی آپ کا اعلیٰ شعار تھا۔ جب کبھی آپ راہ سے گزرتے تو ہمیشہ اپنی نظروں کو نیچے جھکا کر چلا کرتے تھے۔ جلدی کبھی کسی پر نظر اٹھا کر نہیں دیکھا کرتے تھے۔ خاص طور سے غیر محرمات کی طرف نہ دیکھنا، زبان سے کوئی غیر شائستہ بات نہ کرنا اور کسی بری چیز کی طرف نظر نہ کرنا یہ آپ کے شرم و حیا اور عفت و پاک دامنی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

شفقت و رحم دلی:

ہر ایک کے ساتھ خواہ وہ انسان ہو یا جانور مشفقانہ سلوک کرنا، ان سے پیار و محبت اور ہمدردی کا برتاؤ کرنا، اپنے چھوٹوں پر رحم کرنا، اپنے بڑوں کے ساتھ مہربانی کرنا، یہ ایک ایسی عادت و خصلت ہے، جو انسان کو لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا دیتی ہے۔ جو انسان مخلوقِ خدا کے ساتھ رحم دل اور ان پر مشفق و مہربان ہوتا ہے، اسے دنیا میں بھی عزت و عظمت ملتی ہے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ اسے اس کا ڈھیروں ثواب عطا فرمائے گا۔

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ''لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا'' ترجمہ: وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے، جو ہمارے چھوٹوں پر مہربانی نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے۔ (جامع الترمذی، حدیث نمبر ۱۹۱۹)

مفتی صاحب علیہ الرحمہ بے انتہا مشفق و مہربان انسان تھے۔ اپنے چھوٹوں پر مشفقانہ برتاؤ کرنا، بڑوں کی تعظیم و توقیر کرنا اور ہر کسی کے ساتھ خندہ پیشانی و مہربانی سے پیش آنا، آپ کی محبوب عادت تھی۔ طلبا کے ساتھ آپ کا مشفقانہ برتاؤ قابلِ تعریف تھا۔

حلم و بردباری:

اپنے غصہ پر قابو پانا اور غصہ والی چیزوں کو صبر و شکیب کے ساتھ برداشت کر لینا حلم و بردباری کہلاتا ہے۔ یہ بھی درختِ اخلاق کی ایک ایسی شاخ ہے، جو انسان کو اچھی عادتوں کا پیکر و مظہر بنا دیتی ہے۔ جو انسان تحمل و برداشت کا عادی بن جاتا ہے، دنیا کی کوئی چیز اسے شکست و

ریخت سے دو چار نہیں کرسکتی، بلکہ وہ دنیا میں بھی سرخرو ہوتا ہے اور آخرت میں بھی بلند و عالی درجات کا حقدار ہوگا۔مفتی صاحب علیہ الرحمہ بھی ایسی ہی عادت کے متحمل انسان تھے،جن کے اندر صبر و برداشت اور حلم و بردباری کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔کوئی کیسا بھی سخت یا نا قابلِ برداشت معاملہ ہوتا،آپ اسے مسکراتے ہوئے سہہ لیتے اور حلم و بردباری سے پیش آتے تھے۔آپ کے ساتھ بہت سے ایسے نا قابلِ برداشت واقعات پیش آئے،لیکن آپ نے ہر موقع پر صبر وتحمل کا مظاہرہ فرمایا۔اس سے آپ کی بلند اور کشادہ ظرف شخصیت کا پتہ چلتا ہے۔

عفوو درگزر و نرمی:

کسی کو اس کے ظلم و زیادتی،ضرر و نقصان اور خطا و غلطی پر معاف کر دینا یہ بہت بڑی سعادت اور وسعتِ ظرفی کی بات ہے۔یہ ایک بہت ہی پسندیدہ عادت ہے،جس سے انسان کی شان وعظمت اور قدر و منزلت دوسروں کی نگاہ میں بڑھ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ایسے شخص کو خوب محبوب رکھتا ہے۔اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے:''**خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْن**۔ترجمہ: اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیرلو۔دوسرے مقام پر فرمایا:''**فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا**''لوگوں کی خطاؤں کو معاف کردو اور درگزر کی خصلت اختیار کرو۔اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:''اَلْعِدَةُ دَيْنٌ''معاف کرنا بڑی دولت ہے۔متذکرہ بالا گفتگو کی روشنی میں اگر مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی شخصیت پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ درگزر کرنے والے اور معاف کرنے والے انسان تھے۔کوئی آپ کو کتنی ہی تکلیف پہنچاتا،آپ اس کے ساتھ درگزر کا معاملہ فرمایا کرتے تھے۔اس سے آپ کی کشادہ قلبی اور وسعتِ ظرفی کا پتہ چلتا ہے۔

شیریں کلامی وخوش گفتاری:

کسی سے مہذب،شائستہ وشریں انداز اور نرم لہجہ میں بات چیت کرنا یہ بھی ایک بہت ہی عمدہ اور بہترین خصلت ہے۔جو شخص جتنا زیادہ خوش گفتار ہوتا ہے،اس کے زبان و بیان میں اتنی ہی زیادہ حلاوت و تاثیر موجود ہوتی ہے،جو دوسرے لوگوں کو متأثر کرنے میں

بہت حد تک کامیاب بھی ہوتا ہے۔اور جو جتنا زیادہ ترش لہجہ اور کڑوی گفتگو کا عادی ہوتا ہے، لوگ اس سے اتنا ہی زیادہ دور ونفور رہتے ہیں۔مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی بھی عادتِ کریمہ یہی تھی کہ آپ ہر کسی سے شریں اور نرم لہجہ میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔کبھی کسی سے اونچی آواز میں گفتگو کو روانہیں سمجھتے تھے۔ چاہے کیسا ہی معاملہ ہوتا، آپ اپنے انداز و لہجے میں ہمیشہ رفق و نرمی ہی کو جگہ دیتے۔آپ کے یہاں ترشی اور کرختگی کی کوئی جگہ نہیں تھی۔

سخاوت و دریادلی:

سخاوت ایک ایسا وصف ہے، جو انسان کو بہت سارے انسانوں میں ممتاز ونمایاں کر دیتا ہے۔اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی یہ وصف بہت ہی محبوب ہے۔لہذا ایک مومن کو چاہیے کہ وہ اپنی وسعت وحیثیت بھر سخاوت وفیاضی کرتا رہے اور راہِ خدا میں خوب دل کھول کر خرچ کرے۔حضرت مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی سخاوت و دریادلی کی شان نرالی تھی، آپ ہر ایک پر بڑی کشادہ قلبی اور وسعتِ ظرفی سے خرچ کیا کرتے تھے۔ہر لحاظ و اعتبار سے آپ کی ذات بڑی بااخلاق و باکردار تھی۔آپ جیسی بلند کمال شخصیتیں خال خال پیدا ہوتی ہیں، جو اپنی ان ہی ہمہ جہت خوبیوں اور بلند اخلاقیوں کی وجہ سے زمانے پر چھا جاتی ہیں، جس کے اثرات ونقوش سے ہر آنے والی نسل وقوم مستفید ہوتی رہتی ہے۔اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ صمدیت میں دعا ہے کہ مفتی صاحب کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے صدقے ہمارے اخلاق کو بھی بہتر بنائے۔آمین

حضور زینت الاتقیاء: کچھ یادیں کچھ باتیں

علامہ مولانا قمر عالم اشرفی جامعی
ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات، ہبلی سابق استاد جامع اشرف کچھوچھہ شریف

اس دورِ قحط الرجال میں میری اِن آنکھوں نے جن بزرگانِ شریعت وطریقت اور شناورانِ بحرِ حقیقت ومعرفت کے دیدار کا شرف حاصل کیا اور جن مردانِ خدا کی طویل یا مختصر صحبتیں میسر آئیں اور جن اہل اللہ کی مجالس میں بیٹھ کر قلب وجگر کو گرمانے اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے کا موقع نصیب ہوا، ان میں ایک اہم شخصیت زینۃ الاتقیا، حضرت مفتی زین الدین اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

یادش بخیر! مدرسہ کی دنیا میں میرا ابتدائی سال تھا۔ میں امیر العلوم سمنانیہ کچھوچھا شریف میں جماعتِ ثانیہ کا طالبِ علم تھا۔ پہلی بار حضرت سلطان سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کے آستانِ عالم پناہ پر حاضری کے بعد جامع اشرف خانقاہ حسنیہ سرکارِ کلاں کے وسیع وعریض احاطہ میں واقع مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی میں نمازِ مغرب ادا کی، بعد نماز میں نے دیکھا کہ ایک شیخ بزرگ انتہائی پتلے، دبلے، نورانی چہرہ اور چمکدار پیشانی والے جلوس فرما ہیں۔ دائیں، بائیں اور سامنے طلبہ متأدب بیٹھے ہیں، شیخ بزرگ وعظ فرما رہے ہیں، جملے انتہائی چھوٹے اور سادہ ہیں مگر دلوں میں اتر رہے ہیں۔ میں نے وہاں موجود بعض احباب سے دریافت کیا کہ یہ شیخ بزرگ کون ہیں؟ معلوم ہوا کہ حضرت مفتی زین الدین اشرفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ پہلی مرتبہ تھا کہ میں حضرت مفتی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار سے مشرف ہوا اور میں نے محسوس کیا کہ میرے دل میں آپ کی عظمت وجلالت جگہ پا چکی ہے اور میرا قلب ودماغ آپ کے مجد و بزرگی کا معترف ہو چکا۔

پھر دوسرے سال میرا داخلہ جامع اشرف میں جماعتِ ثالثہ میں ہوا، ایک دن نمازِ فجر کے بعد درسگاہ بلڈنگ میں ٹہل رہا تھا کہ میں نے آج کے اس دور کے لحاظ سے ایک عجیب وغریب بات کیا دیکھی کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں جھاڑو ہے اور آپ خود اپنے کمرے کی صفائی کر رہے ہیں۔ میں آگے بڑھا اور آپ کے ہاتھ سے کئی بار جھاڑو لینے

کی کوشش کی، مگر آپ آخر تک فرماتے رہے ۔ بیٹا! نہیں، بیٹا نہیں'' آپ طلبہ مہمانِ رسول ہیں، بیٹا! انسان اپنا کام (حتی المقدور) خود کرے۔

مجھے حضرت مفتی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس باضابطہ کوئی کتاب پڑھنے کا موقع نہ ملا، لیکن فقہِ حنفی کی معرکۃ الآرا کتاب نورالایضاح کا ایک درس میں نے سماعت کیا ہے ،حضرت مفتی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پڑھانے کا اسلوب انتہائی آسان وشائستہ اور صاف ستھرا تھا، آپ کے یک روزہ درس میں ایک بات یہ سمجھ میں آئی کہ آپ تفہیم کتاب کے لیے زیادہ لمبی تقریر کے قائل نہ تھے، بلکہ جہاں وضاحت ضروری ہوتی، وہاں بہت مختصر تشریح کے ساتھ آگے بڑھ جاتے، آپ کی پوری کوشش اس بات پر ہوتی کہ طالب علم کا قلب ودماغ کتاب کی نفس عبارت اور ترجمہ کے ساتھ مرتکز رہے اور طلبہ کا رشتہ کتاب سے نہ ٹوٹنے پائے۔اس طریقِ تعلیم میں دو فائدے بڑے اہم میں نے پائے ہیں، پہلا فائدہ یہ کہ اس سے طلبہ کے اندر فہم کتاب کی صلاحیت بڑھتی ہے اور گہرائی کے ساتھ کسی بھی عبارت کو حل کرنے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے، دوسرا فائدہ یہ کہ اس طریقِ تعلیم میں کم وقت میں مقدارِ تعلیم زیادہ ہوتی ہے۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ایک صوفی منش انسان تھے، علمائے ربانین کی جو علامات بتائی گئی ہیں، آپ صحیح معنوں میں ان کے مظہر وامین اور'' **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماءُ**'' کے مصداق وآئینہ دار تھے، یہی وجہ ہے کہ میں نے مشائخ کچھوچھہ کی نظر میں حضرت مفتی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی وقعت واہمیت اور محبت وچاہت دیکھی، مشائخ وشیخ زادگان سبھی آپ کی تعریف کرتے، خاص طور پر میں نے سیدی ومرشدی، شیخی وسندی، قطب المشائخ حضرت سید شاہ قطب الدین اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی زبانِ اقدس سے بارہا حضرت مفتی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف وتوصیف اور مدح وستائش کے جملے سنے ہیں۔ ہمارے حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جن علما ومشائخ کا بکثرت ذکر فرماتے اور جن کی خدمات کو سراہتے اور جن کے کارناموں کو بڑی وقعت دیتے، ان میں بارہا حضرت مفتی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیتے اور آپ کی شرافت ونجابت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے کہ بیٹا! ایسا عالم جو عالم شریعت کے ساتھ پابند شریعت ہو اور سنت پر سختی سے کاربند ہو، آج کے اس دور میں خال خال ملتے ہیں۔ ہمارے حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اور بھی ایک حوالہ سے مفتی صاحب قبلہ کو بکثرت یاد

کرتے اور فرماتے کہ اس دور میں جن لوگوں نے خواتین کے لیے دینی تعلیم وتربیت کی نزاکت کا ادراک کیا ہے اور اس کی اہمیت وغیر معمولی ہونے کو خوب سمجھا ہے اور خواتین کی دینی تعلیم وتربیت کو مضبوط و مستحکم کرنے اور موٴثر و پائدار بنانے کے لیے اہل سنت وجماعت میں جنھوں نے ادارے اور جامعات کے قیام کی طرف توجہ دی ہے، ان میں اولین کوشش کرنے والوں میں بلاشبہ مولانا مفتی زین الدین اشرفی بھی ہیں، اس سلسلے میں ان کی جو خدمات ہیں، وہ فراموش نہیں کئے جا سکتے اور مالیگاؤں میں بچیوں کا تعلیمی ادارہ قائم کرکے اور ان کی تعلیم کا محفوظ بندوبست کرکے انھوں نے جو زرین کارنامہ انجام دیا ہے، اسے بھلایا نہیں جاسکتا ہے۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ آپ سے راضی وخوش ہو، آپ کی خدمات کو مشکور و بارآور کرے، آپ کی قبر پر بے پناہ رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کی حقیقی ومعنوی اولادوں کو آپ کا وراث وجانشین بنائے اور وہ تمام اصحاب علم وفضل جنھوں نے اپنی پوری زندگی اشاعتِ علم میں گزاری اور اپنی بےلوث وبےآمیز خدمات کے ذریعہ علمی محافل کو سرگرم رکھا اور جن سے علم ومعرفت کے بےشمار چراغ روشن ہیں، آج کے اس دورِ ناقدری میں لوگوں کے دلوں میں ایسے علمائے ربانین کی عظمت واہمیت کو راسخ وپیوست کرے اور ان کی قدرومنزلت کا صحیح ادراک عطا کرے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین۔

زینت الاتقیا: مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے علمبردار

محمد ساجد رضا مصباحی: رکن آئینۂ ہند اکیڈمی،
نوری نگر کمات، اتر دیناج پور بنگال

اتر دیناج پور، صوبہ بنگال کا ایک مردم خیز خطہ ہے، اس خطے کو اہل علم وادب کی سر زمین کہا جاتا ہے، ہندوستان اور بنگلہ دیش کی سرحد پر واقع اس سرزمین نے اسلامی علوم وفنون کی سیکڑوں عبقری شخصیات کو جنم دیا، اس سرزمین سے تعلق رکھنے والے سیکڑوں قدآور علما نے ملک کے مختلف علاقوں میں درس وتدریس کی بساط بچھائی اور ہزاروں تشنگان علوم وفنون کو سیراب کیا، ملک کی اکثر مرکزی درس گاہوں سے یہاں کے علما کا علمی فیضان جاری ہوا، دارالافتا کا وقار بڑھا، ادارے کی تعمیر وترقی کی راہیں ہموار ہوئیں، دین وسنیت کا فروغ ہوا، دینی ومذہبی ماحول کو فروغ ملا، آج بھی ملک کے مختلف صوبوں کے مدارس اسلامیہ کی رونقیں اسی خطے کے اساتذہ وطلبہ کی جلوہ سامانیوں سے بحال ہیں، یہ وہ حقائق ہیں جن پر کسی طرح پردہ نہیں ڈالا جاسکتا۔

لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ کئی صدیوں پر محیط یہاں کے علما واساتذہ کی خدمات اور کار ناموں پر کوئی مستقل کام نہیں ہوسکا، سیکڑوں جلیل القدر شخصیات اور ان کی بے لوث خدمات کو فر اموش کر دیا گیا، ملکی سطح پر شائع ہونے والے تذکرے کی کتابوں میں بھی یہاں کے جیالوں کے تذکروں کو جگہ نہیں مل سکی، کوتاہیوں کا سلسلہ اب بھی ختم نہیں ہوا ہے، آج بھی یہاں کی آب وہوا جلسے جلوس کے لیے زیادہ موافق ہے، اپنی تاریخ کو محفوظ کر لینے کے لیے سرگرداں علما کی کوئی خاص پذیرائی نہیں ہے، اس کے مقابلے میں کانفرنس کے اسٹیج سے جنت کی سیر کرانے والے خطبا اور گول گول گھمانے والے نام نہاد نعت خوانوں کو سر اور آنکھوں پر بٹھایا جاتا ہے۔ اس حوالے سے ماضی میں جو نقصان اس سرزمین کو اٹھانا پڑا، اب بھی اس کا احساس پیدا ہوجائے تو بہت کچھ محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ کہتے ہیں کہ قوموں کی ناکامی کا اصل سبب ''زیاں'' نہیں، بلکہ ''احساس زیاں'' کا جاتا رہنا اصل ناکامی ہے، خدانہ کرے ہماری سرزمین بھی اسی ٹریجڈی کا شکار ہوجائے۔

بہت دور جانے کی ضرورت نہیں، اگر پچھلے پچاس سالوں کے اندر اس سرزمین سے تعلق رکھنے والے علما ومشائخ کے حالات اور ان کی علمی ودینی خدمات کو جاننے کی کوشش کریں تو آپ کو حدِ درجہ مایوسی ہاتھ آئے گی۔ پابندی کے ساتھ مزار مقدس پر چادر چڑھانے والے عقیدت کیشوں کو بھی صاحب مزار کے حالات کا علم تو در کنار صحیح نام بھی معلوم نہیں ہوگا ۔ اس وقت مجھے ایک صاحب فکر ونظر کا یہ قول بار بار یاد آرہا ہے کہ ''ہمارا علاقہ مردم خیز بھی ہے اور مردم خور بھی''، نہ جانے کیسے کیسے ہیرے جواہرات کو ہم نے ہمیشہ کے لیے بھلا دیا، اب نہ تو ان کے نام ونشان باقی ہیں اور نہ ہی ان کی خدمات اور کارناموں کی کوئی داستان محفوظ ہے۔

نصف صدی قبل ہمارے گاؤں میں ایک باعمل عالم دین گزرے ہیں، جو دین وسنیت کے فروغ کے لیے ہمیشہ کوشاں رہا کرتے تھے، جن کے اثر ورسوخ کا عالم یہ تھا کہ جب تک وہ گاؤں میں ہوتے لوگ خلاف شرع کام کرنے سے گھبراتے، وہ تن تنہا میدان میں کود پڑتے اور گاؤں والوں کو ہتھیار ڈالنا پڑتا، ان کے دینی تصلب اور اسلامی حمیت کے کئی واقعات آج بھی یہاں کے بزرگ بیان کرتے ہیں، ان کے پاس کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ تھا، بچپن میں کئی بار ان کے گھر جا کر ان کتابوں کو دیکھنے کا موقع ملا، جب شعور کی آنکھیں کھلیں تو سوچا کہ ان کتابوں کو محفوظ کرنا چاہیے، کئی سال اتر پردیش میں گزارنے کے بعد جب گھر پہنچا اور ان کے اہل خانہ سے بات کی تو پتہ چلا کہ ایک سال قبل ہی وہ کسی صاحب کے ہاتھوں دو چار سو روپے میں ساری کتابیں بیچ چکے ہیں۔

یہاں اس حادثے کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جو قوم اپنے آبا واجداد کی زندگی بھر کی کمائی کو چند روپیوں میں فروخت کرسکتی ہے، ایسے لوگوں سے کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے اسلاف کی تاریخ کو محفوظ کریں گے، ان کی یادوں کو سینے سے لگائے رہیں گے، ان سے وابستہ یادگاروں کی حفاظت کریں گے۔ ایسے لوگوں کو مردم خور کہنا کوئی ناانصافی نہیں ہے۔

ادھر چند سالوں سے ہماری نئی نسل کے علما میں اس حوالے سے ایک حد تک بیداری پیدا ہوئی ہے، اور وہ اپنے اسلاف کے لٹے ہوئے قافلہ کے بکھرے نقوش کو جمع کرنے کے لیے سرگرداں ہیں، ظاہر ہے کہ صدیوں کی غفلت کی تلافی چند دنوں کی آبلہ پائی سے تو نہ ہو سکے گی

،لیکن جو کچھ ہاتھ آجائے اسے بہر حال غنیمت سمجھنا چاہیے۔اپنے اسلاف کی یادوں کو محفوظ کر نے کا جنون لے کر ایک جواں سال عالم دین محب گرامی حضرت مولانا ابرار رضا مصباحی زید مجدہ میدان عمل میں کود پڑے ہیں، ان کا جذبۂ دروں اور جوش جنوں انہیں مایوسیوں کی تاریکی میں امیدوں کا اجالا دکھاتا ہے، وہ کئی اہم پروجیکٹ پر پہلے ہی سے کام کر رہے ہیں، اس بار انھوں نے اتر دیناج پور سے تعلق رکھنے والے ماضی قریب کے ایک جلیل القدر عالم دین، بافیض استاذ، معتمد مفتی اور مخلص داعی ومبلغ، زینت الاتقیا حضرت علامہ مفتی زین الدین اشرفی نعیمی رحمۃ اللہ علیہ پر خصوصی نمبر نکالنے کا ارادہ فرمایا ہے اور ایک ضخیم تذکرہ مرتب فرما چکے ہیں، مجھے دعوت دی گئی ہے کہ حضرت زینت الاتقیا اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کے حوالے سے میں بھی کچھ لکھوں، لہٰذا یہ چند سطریں حکم کی تعمیل کے طور پر حاضر ہیں۔

زینت الاتقیا حضرت مفتی زین الدین اشرفی نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اتر دیناج پور کے ایک گاؤں کھوکسا سے تعلق رکھتے تھے، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد مغربی اتر پردیش کی عظیم دینی درس گاہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے فراغت حاصل کی، یہیں آپ نے عمدۃ المحققین حضرت مفتی حبیب اللہ اور حضرت مفتی طریق اللہ وغیرہ اساتذۂ جامعہ نعیمیہ سے فتویٰ نویسی کی تربیت بھی حاصل کی۔آپ نے ملک کی کئی اہم دینی درس گاہوں میں تدریس کے فرائض انجام دیے، جن میں مدرسہ عزیز العلوم نان پارہ بہرائچ، جامعہ نعیمیہ مرادآباد، جامعہ حنفیہ سنیہ مالے گاؤں، دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز ممبرا، جامعہ صادق العلوم شاہی مسجد ناسک، دارالعلوم غریب نواز الہ آباد کے نام خاص طور سے شامل ہیں۔

حضرت زینت الاتقیا رحمۃ اللہ علیہ جہاں ایک باکمال مدرس اور زہد وتقویٰ کے بلند مقام پر فائز تھے، وہیں آپ ایک مخلص داعی مبلغ بھی تھے، آپ جہاں بھی قیام پذیر رہے وہاں دینی ماحول پیدا کیا، اپنے تلامذہ کی ذہن سازی فرمائی، انہیں دین کی طرف راغب کیا، عمل کی دعوت دی، نماز پنج گانہ کی تاکید فرماتے رہے، سنن ونوافل کے خود بھی پابند تھے، اپنے تلامذہ کو بھی اس کی تاکید فرمایا کرتے تھے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے آپ کا گہرا لگاؤ تھا، فکر رضا کی ترویج واشاعت آپ کا مشن تھا، خانوادۂ اعلیٰ حضرت سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاج دار اہل سنت، مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں

قادری بریلوی قدس سرہ اور اس مبارک خانوادے کے تمام شہزادگان سے انتہائی عقیدت رکھتے تھے۔ تحریر و تقریر میں مسلک اعلیٰ حضرت پر ثابت قدمی کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

نصف صدی قبل اتر دیناج پور میں دیوبندی وہابی خال خال ہی پائے جاتے تھے، پوری آبادی اہل سنت کی تھی، اکثر افراد اہل سنت کے معمولات پر عمل پیرا تھے، لیکن مولوی محمد علی مونگیری کی اس علاقے میں آمد و رفت شروع ہوئی، اور اس نے بہت ہی پُرفریب طریقے سے یہاں کے مسلمانوں کے عقائد و ایمان پر ڈاکہ ڈالنا شروع کیا، ابتداً اس نے اپنے آپ کو دیوبندی ظاہر نہیں کیا، بلکہ خود بھی معمولات اہل سنت کو بجالاتا تھا، یعنی اس نے مکمل تقیہ سے کام لیتے ہوئے اپنا مشن جاری رکھا، بہت سارے افراد اس کے دام فریب کا شکار ہو گئے۔ مولوی محمد علی مونگیری کی سازشوں اور اس تقیہ بازیوں کو طشت از بام کرنے اور اس کا اصل روپ قوم کو دکھانے کے لیے اس زمانے کے مقتدر علماے اہل سنت نے مخلصانہ کوششیں کیں، اس ضمن میں عالم اجل حضرت مولانا عبد الحمید نوری بستہ ڈانگی، نصیر العلما حضرت علامہ نصیر الدین اشرفی پناسی، شیر بنگال مولانا غیاث الدین رضوی کے اسما خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

جن دنوں حضرت زینت الاتقیا رحمۃ اللہ علیہ جامعہ نعیمیہ میں زیر تعلیم تھے، تعطیل کلاں کے موقع پر وطن آنا ہوا تو معلوم ہوا کہ ان کے گاؤں میں مونگیر کے ایک دیوبندی پیر کا دورہ ہوا اور کافی لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے، اس حادثے سے آپ کو کافی صدمہ پہنچا، آپ نے دیوبندیوں اور وہابیوں کے گندے عقائد سے گاؤں کے لوگوں کو آشنا کرنے کے لیے جدوجہد شروع فرمائی، ذاتی مجالس، محافل میلاد اور جمعہ کے خطبات میں ان کے عقائد باطلہ پر روشنی ڈالنا شروع کیا، آپ نے لوگوں سے انفرادی طور پر ملاقات کر کے بھی دیابنہ کی خباثتوں کو بیان کرنا شروع کیا، اس طرح بہت حد تک آپ نے دیوبندیوں کے مکروہ چہرے سے اپنے گاؤں کے لوگوں کو آشنا کرا دیا۔

اسی دوران آپ کو اطلاع ملی کہ دربھنگہ کے خانقاہ عالیہ قادریہ مجددیہ کے سجادہ نشین حضرت سید ریاض احمد صاحب علیہ الرحمہ کا دورہ اس علاقے میں ہوتا ہے اور حضرت کچھ دنوں میں تشریف لانے والے ہیں، حضرت کی تشریف آوری ہوئی تو آپ نے انھیں اپنے گاؤں میں مدعو فرمایا اور مونگیر کے دیوبندی پیر کی بیعت توڑوا کر گاؤں کے [چند لوگوں کو چھوڑ کر] تمام افراد

کی بیعت حضرت کے ہاتھ پر کروائی۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زینۃ الاتقیا علیہ الرحمہ دوران طالب علمی ہی سے داعیانہ مزاج رکھتے تھے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے افکار ونظریات کے سچے داعی ومبلغ تھے، حکمت وتدبر آپ کے اندر فطری طور پر ودیعت تھی، یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنے گاؤں کے لوگوں کے عقائد وایمان کی حفاظت کا فریضہ احسن طریقے پر انجام دینے میں کام یابی حاصل کی۔ آپ نے اگر اس ابتدائی مرحلے میں ان حالات کی طرف توجہ نہ فرمائی ہوتی تو اس گاؤں کے اہل ایمان دیوبندی پیر کے دام فریب کا شکار ہوکر اپنی آخرت تباہ وبرباد کر چکے ہوتے۔

آج سے ساٹھ ستر سال قبل اتر دیناج پور میں دیوبندیت دبی کچلی ہوئی تھی، وہ کھل کر اپنے عقائد باطلہ کا اظہار نہیں کرتے تھے اور نہ ہی ان کے علما اس سلسلے میں واضح گفتگو کرتے تھے، لیکن ان کا خاموش مشن جاری تھا، وہ آبادیوں کو نگلنے کی تاک میں رہتے، امتیاز نہ ہونے کے سبب بہت سارے مقامات میں مساجد، مدارس اور عیدگاہیں بھی مشترک تھیں، جب ان کا دائرہ بڑھنے لگا اور ان کے عقائد باطلہ طشت از بام ہونے لگے تو علماے اہل سنت نے جلسوں، کانفرنسوں میں اور مختلف مواقع پر ان کی تردید شروع کی تاکہ حق وباطل کے درمیان امتیاز ہو جائے۔ حضرت زینت الاتقیا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے علاقے میں اس سلسلے میں کوششیں کیں اور عوام اہل سنت کے عقیدہ وایمان کے تحفظ میں اہم کردار ادا کیا۔

بیسویں صدی عیسوی کی تیسری اور چوتھی دہائی میں جامعہ رحمانیہ جھٹکیا بازار وایا کانکی ضلع اتر دیناج پور کا مرکزی ادارہ تھا، یہاں ایک بڑی عیدگاہ بھی تھی، جہاں قرب وجوار کے بہت سارے گاؤں مثلاً کونال، بابھن ٹولی، پدم دَہرہ، ننیتیہا، بھاگل پور، کھوکسا، مدھی سکھر، بائیس بگیہ وغیرہ کے لوگ عیدین کی نماز ادا کرتے تھے۔ حضرت زینۃ الاتقیا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی ابتدائی تعلیم جامعہ رحمانیہ سے ہی حاصل کی، ۱۹۵۹ء میں جامعہ نعیمیہ سے فراغت کے بعد معمول کے مطابق عید کی نماز ادا کرنے کے لیے جھٹکیا بازار کی عیدگاہ تشریف لے گئے، عید کے کثیر مجمع سے آپ نے ”عشق رسول“ کے موضوع پر شان دار خطاب فرمایا، اس خطاب میں آپ نے علماے دیوبند کے کفری عقائد کو بھی اجاگر فرمایا۔ یہاں عیدگاہ کا کوئی امام اب تک مقرر نہیں تھا، حاضرین

میں جو بھی پڑھا لکھا شخص ہوتا اسے امامت کے لیے آگے بڑھا دیا جاتا، جب حضرت زینۃ الاتقیا رحمۃ اللہ علیہ عالم دین بن کر تشریف لائے تو لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز عید ادا کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، لیکن بعض لوگوں کو آپ کا خطاب جس میں دیوبندیوں کے عقائد باطلہ کی تردید کی گئی تھی، پسند نہ آیا، انھوں نے نوعمر ہونے کا بہانہ بنا کر آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے انکار کر دیا، اس مسئلے نے زبردست تنازع کی صورت اختیار کر لی، معاملہ یہاں تک پہنچا کہ پولیس انتظامیہ کو دفعہ ۱۴۴ نافذ کرنا پڑا، پھر پولیس کی موجودگی میں طے پایا کہ اب دیوبندیوں اور بریلویوں کی الگ الگ جماعت ہوا کرے گی، عید میں دیوبندی مسلک کے لوگ پہلے اور بریلوی مسلک کے لوگ بعد میں جماعت قائم کریں گے، جب کہ بقر عید میں بریلوی مسلک کے لوگ پہلے اور دیوبندی مسلک کے لوگ بعد میں نماز ادا کریں گے۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

اس تنازع سے اس علاقے کے لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں، بریلوی اور دیوبندی مسلک کے مابین فرق ظاہر ہوگیا، چھپے ہوئے مکروہ چہرے بھی سامنے آگئے، دیوبندیوں کے گندے اور کفری عقائد کا بھی چرچا ہونے لگا، اہل سنت کے افراد نے اپنے اپنے گاؤں میں عید گاہیں قائم کیں، متعدد مقامات پر سنی مکاتب اور مدارس قیام وجود میں آیا، حضرت زینۃ الاتقیا کے گاؤں والے خاص طور پر جناب ظہیر الدین سرکار نے عید گاہ اور مدرسہ کے لیے زمین وقف کی جہاں پر آج بھی عید گاہ اور مدرسہ قائم ہے۔ یقینا یہ حضرت زینۃ الاتقیا کی مسلک اعلیٰ حضرت پر مضبوطی سے قائم رہنے اور اس کے فروغ وارتقا کے لیے انتھک جدوجہد کی ایک اہم مثال ہے۔

حضرت زینت الاتقیا ایک تجربہ کار مفتی بھی تھے، آپ نے ایک طویل عرصے تک فتویٰ نویسی کا فریضہ انجام دیا، آپ کے فتاوے میں بھی مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہنے کی تلقین اور عقائد اہل سنت پر استحکام کے پیغامات جا بجا ملتے ہیں۔ اللہ جل شانہ ہمیں آپ کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے، اور آپ کے مشن کو زندہ وتابندہ رکھے، آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔

[حضرت زینت الاتقیا کے حوالے سے مضمون میں شامل مواد حضرت مولانا ابرار احمد قادری مصباحی (ساکن ٹی ٹی ہا، پوسٹ ڈھسمل ہاٹ پورنیہ بہار) کا فراہم کردہ ہے۔

۞۞۞

زینت الاتقیا علیہ الرحمہ زہد وتقویٰ کے آئینے میں

مولانا مفتی امجد رضا مصباحی، متعلم جامعہ اشرفیہ مبارک پور

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس دنیا میں ایمان کے بعد سب سے بلند مقام تقویٰ یعنی ''اللہ سے ڈرنے'' کا ہے۔ اور اللہ سے ڈرنا ہی سارے اعمال کی بنیاد ہے، بندہ جب ظاہر وباطن، خلوت وجلوت اور تنہائی ومحفل میں اللہ سے ڈرتا ہے تو اس کے سارے اعضا سے خیر کا صدور ہوتا ہے، آنکھ خلاف شرع دیکھنے سے بعض رہتی ہے، زبان خلاف شرع کلام کرنے سے رکتی ہے، اسی طرح دیگر اعضائے جسمانی سے بھی خلاف شرع عمل کا صدور ممکن نہیں ہو پاتا۔ زہد وورع کی قرآن میں بڑی فضیلت آئی ہے اور اس کے اختیار کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہ دیا ہے۔ احکم الحاکمین کا ارشاد ہے:

وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُونِ يَآُولِي الْاَلْبَابِ

(سورہ بقرہ آیت ۱۹۷)

یعنی اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو!۔ ظاہر ہے ہر شخص دنیا میں مسافر ہے اور مسافر اپنے ساتھ کوئی نہ کوئی زادراہ رکھتا ہے۔ مومن کی زندگی بھی ایک مسافر سے زیادہ نہیں، اسے چاہیے کہ وہ دنیا کی گذرگاہ سے پرامن نکل کر اپنی منزل اصلی یعنی آخرت میں بامراد وکامیاب داخل ہونے کے لیے تقویٰ و پرہیزگاری کو اپنا توشہ بنالے، اور یاد رکھے کہ اللہ صرف اور صرف تقویٰ شعاروں کے ساتھ ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

وَٱتَّقُوا ٱللّٰهَ وَاعْلَمُوٓا أَنَّ اللّٰهَ مَعَ ٱلْمُتَّقِينَ (سورہ بقرہ آیت: ۱۹۴)

ترجمہ: اور ڈرو اللہ سے اور جان لو بے شک اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے اور اللہ جن کے ساتھ ہے بے شک وہی اللہ سے زیادہ ڈرنے والے ہیں۔ لہذا مذکورہ آیت سے تقویٰ کی فضیلت نمایاں ہے۔

عالم فانی میں بندۂ مومن کا اصل مقصود شریعت وطریقت کی راہ پر مضبوطی سے گامزن ہوکر محبت الٰہی اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلوؤں میں کھوجانا، خشیت الٰہی، خوف

آخرت اور تزکیۂ نفس کے زیوروں سے آراستہ ہونا، اور امید وتسلیم ورضا میں سر تسلیم خم کرلینا ہے، اس لیے وہ مرد مجاہد اس منزل مقصود کے حصول کے لیے شب کی تنہائی میں خلوص وللّٰہیت اور عزم واستقلال کا پیکر وفا بن کر اپنے معبود حقیقی کی عبادت وریاضت اور بزرگوں کے وظائف ومعمولات میں ہمہ تن مصروف ہوجاتا ہے۔

طہارت وپاکیزگی کو اپنی زندگی کا لازمہ بنالیتا ہے، پھر فضل الٰہی جب اس پر رحمت باراں بن کر برسنے لگتا ہے تو ظاہری وباطنی تمام گناہوں سے آلودہ جسم کو بھی دھوکر مطہر ومزکّٰی کردیتا ہے، اب وہ بندۂ مومن نہ صرف مومن کامل بلکہ علم وحکمت اور سلوک ومعرفت کے فلک میں نیر تاباں بن کر طلوع ہوتا ہے، دیکھتے ہی دیکھتے وہ علم وفضل کا تاجور، دبستان طریقت وروحانیت کا میر، اقلیم حقیقت ومعرفت کا شہنشاہ اور ولایت کا تاجدار بن جاتا ہے۔

لیکن یہ مقام ومرتبہ ہر کس وناکس کو حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے لاکھوں جتن اور محنت ومشقت درکار ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ رتبہ صرف انہیں ہی حاصل ہوتا ہے جو شام وسحر ''فاذکرونی اُذکرکم'' پر عمل کرتے ہوئے، حصول جنت کے لیے مسجود حقیقی کو ذکر جلی وذکر خفی میں یاد کرتا ہے، خوف خدا اور خوف آخرت کو اپنے ذہن وفکر میں جاگزیں کرلیتا ہے، عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت اولیا کے نعرے سے زبان آراستہ کرلیتا ہے، پند ونصائح میں آتا ہے تو آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا رواں کرلیتا ہے، زہد وورع کی بات کرتا ہے تو دل کے آئینے کو تقویٰ وطہارت کی شعاؤں سے جگمگادیتا ہے۔۔

انہیں مذکورہ اوصاف کے حامل شخصیتوں میں سے ایک شخصیت جلیل القدر وعظیم المرتبت، استاذ الاساتذہ، عالم باعمل، صوفی باصفا حضور زینت الاتقیاء حضرت علامہ مفتی زین الدین اشرفی نعیمی اتردیناجپوری کی ہے۔ جنہوں نے شریعت وطریقت اور زہد وورع کو اپنا سرمایۂ کل اور اصل پونجی سمجھ کر زندگی گذاردی، آپ کی ذات اوصاف حمیدہ سے مزین وآراستہ تھی اور اخلاق رذیلہ سے آپ کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں تھا، اور آپ کا ہر قول وفعل احکام خداوندی، وسنت نبوی کے سانچے میں انجام پذیر ہوتا تھا۔

حضور زینت الاتقیاء علیہ الرحمہ کی ذات زہد وورع کی ایک عالی شان نمونہ تھی ایک متقی اور پرہیزگار شخصیت کے لیے عاجزی وانکساری کا پیکر ہونا نہایت اہم گوشہ ہے، کیوں کہ

بغیر عجز وانکساری کے تقوی کو کمال حاصل نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے آپ کے رگ رگ میں عجز وانکساری بسی ہوئی تھی۔ اتنے جلیل القدر عالم ربانی ہونے کے باوجود آپ کا لباس ہمیشہ سادگی سے پر رہا۔ آپ اپنا کام خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیتے تھے۔ اپنا کپڑا وغیرہ خود ہی صاف فرماتے، اپنے کمرے وغیرہ کی صفائی کا اہتمام بھی خود ہی فرماتے، کبھی کسی طالب علم کو اپنے کسی ادنی کام کا حکم نہیں دیتے، اگر کسی طالب علم نے اصرار کیا تو اصرار بسیار کے بعد اس کی سعادت مندی کو دیکھ کر اس کی بات کو لیا کرتے ورنہ اپنا کام خود ہی کرنے کے عادی تھے۔

آپ اخلاقی اعتبار سے اعلی رتبہ کے حامل تھے، آپ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی پاسداری کا حتی الامکان خیال رکھتے، آپ ہمیشہ ایسے کام کرنے سے باز رہتے جس سے کسی انسان کی دل آزاری ہو، آپ ایسی جگہ جانے سے ہمیشہ گریز کرتے جہاں شریعت کی پامالی ہوتی ہو، شرم وحیاء کی چادر کو تار تار کیا جاتا ہو، آپ جب چلتے تو ہمیشہ عالمانہ وقار کے ساتھ نگاہیں نیچی کیے ہوئے چلتے، جس سے دور ہی سے پہچان لئے جاتے کہ کوئی اللہ کا نیک اور تقوی شعار بندہ چل رہا ہے۔

ایک متقی اور پرہیزگار انسان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ہر آن لوگوں کو نیکی کی دعوت دیتا رہے، اور ان کو راہ مستقیم کی رغبت دلاتا رہے، اور اگر کہیں خلاف شرع کام دیکھے تو حتی الامکان اسے روکنے کی ضرور کوشش کرے۔ ان صفات سے بھی زینت الاتقیاء کی ذات مبارک محروم نہ تھی۔ آپ جمعہ کے خطبے اور دوسرے مواقع کی گفتگو میں لوگوں کو ہمیشہ دین کی حقیقت سے آگاہ کر کے آخرت کی تیاری کرنے پر رغبت دلاتے۔ اس کے علاوہ موقع بموقع آپ مجمع لگا کر لوگوں کو نماز، روزہ اور دیگر ضروری احکام سے روشناس کرتے، اس کا فائدہ یہ ہوتا کہ لوگ بلا تکلف اعمال صالحہ کی طرف کھنچے چلے آتے۔ اور اللہ کا یہ آپ پر خاص کرم تھا کہ اس نے آپ کی زبان کو وہ زبردست تاثیر عطا کی تھی کہ آپ کی گفتگو کا اثر لوگوں پر بہت تیزی کے ساتھ ہوتا، اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے اندر دین کی تبلیغ واشاعت کا جذبہ کس قدر موجیں مارتا رہتا، اور کس قدر آپ کے عمل میں خلوص پایا جاتا تھا اسی لیے آپ کی ذات تقوی وطہارت کا عظیم پیکر تھی۔

عبادات مفروضہ کی ادائیگی

حضور زینت الاتقیا علیہ الرحمہ جس طرح دیگر امور کی انجام دہی میں جذبۂ خلوص و

للّٰہیت رکھتے تھے اس سے کہیں زیادہ آپ عبادات کی ادائیگی میں جذبۂ خلوص کے حریص تھے۔ سماج و معاشرہ کی نظر میں ایک بہترین انسان وہ ہوتا ہے جو امور دنیا، عہد و ایمان اور معاملات میں قابل وثوق اور لائق اعتماد ہو، ٹھیک اسی طرح جو بندہ احکام خداوندی کی ادئیگی میں پابندئ وقت کا لحاظ رکھتا ہو، اس خوبی میں حضور زینت الاتقیا علیہ الرحمہ کی شان نہایت ہی اعلیٰ تھی آپ صوم و صلاۃ کے بے حد پابند تھے۔

جب سے آپ نے عقل و خرد کی منزل پر قدم رکھا اس وقت سے لے کر زندگی کے آخری ایام تک آپ نے ہمیشہ اس بات کی بھر پور کوشش کی کہ آپ کے فرض روزے بھی بلا عذر شرعی ترک اور قضا نہ ہو، بلکہ فرض تو فرض آپ نوافل کا بھی خلوص نیت سے اہتمام کرتے، اور ہمہ وقت اس کوشش میں رہتے کہ جس طرح ممکن ہو نیکیوں کا ذخیرہ کیا جائے، اور خدا اور سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی حاصل کی جائے۔ اسی طرح آپ صدقات واجبہ کی ادائیگی بھی بہت احتیاط کے ساتھ فرماتے اور تاخیر سے ہمیشہ دور رہنے کی کوشش کرتے، صدقات واجبہ کے علاوہ اور نفلی صدقات و خیرات کی ادائیگی کا بھی خاص خیال رکھتے اور ہمیشہ حاجت مند اور نادار لوگوں کی امداد کے لیے خود کو تیار رکھتے اور راہ خدا میں خرچ کرنے سے کبھی نہیں کتراتے۔

ایمان کے بعد جو سب سے اہم عبادت اس دین اسلام میں ہے وہ نماز ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی مقدس کتاب قرآن میں اس کا تذکرہ بار بار کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ عبادت اہم العبادات ہے، اس فریضے کی ادائیگی کا آپ سب سے زیادہ اہتمام فرماتے، اور ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتے کہ کوئی نماز اپنے وقت سے مؤخر نہ ہو جائے، آپ چاہے سفر میں ہوں یا حضر میں جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ پہلے نماز ادا فرماتے، اگر سواری روکنا آپ کی قدرت میں ہوتا تو آپ پہلے نماز ادا فرماتے اپنے ساتھ والوں کو بھی نماز ادا کرواتے، اور اگر ٹرین وغیرہ سے سفر کر رہے ہوں تو سواری پر ہی نماز ادا فرماتے اور جب سفر ختم ہو جاتا تو آپ دوبارہ ان نمازوں کا اعادہ فرماتے، اس سے آپ کے تقوی کا پہلو خوب اجاگر ہو جاتا ہے۔

فرض نمازوں کے علاوہ آپ سنن و نوافل کے بھی خوب حریص تھے، جس طرح آپ فرض ادا کرتے اسی طرح آپ سنت مؤکدہ، غیر مؤکدہ اور نوافل بھی شوق سے پڑھتے تھے، دن بھر درس و تدریس کی ذمہ داری سے فراغت کے بعد آپ راتوں میں بھی تہجد کی نماز کے پابند تھے،

اور ہمیشہ اس بات کی فکر میں رہتے کہ ان کی تہجد کی نماز بھی کہیں چھوٹ نہ پائے، اس طرح آپ کی ذات قائم اللیل صائم النہار کی صفت سے مزین وآراستہ تھی، آپ جماعت کے سخت پابند تھے، بلکہ بسا اوقات امامت کی ذمہ داری بھی خود نبھاتے تھے۔ حاصل کلام یہ کہ زندگی کے جس شعبے میں بھی آپ کی ذات کو دیکھا تو یکتائے روزگار نظر آتی ہے۔ اسی طرح حضور زینت الاتقیاء زہد وتقویٰ کے آئینے میں کامل نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ ان کے فیوض وبرکات سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

زینت الاتقیا اور خطابت:

مفتی صابر رضا صاحب القادری

دعوت وتبلیغ کے ذرائع ابلاغ میں سے خطابت دنیا کا قدیم ذریعہ ابلاغ ہے۔ احقاق حق اور ابطال باطل اور اپنے جذبات واحساسات مافی الضمیر کی ادائیگی کے لیے جہاں تصنیف وتالیف اور تحقیق وتدریس ناگزیر امر ہے وہیں وعظ ونصیحت تقریر وخطابت کی بھی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جب ایک شخص کسی فرد یا افراد یا پھر کسی مجمع (چاہے قلیل ہوں یا کثیر) کو مخاطب کرتا ہے اور اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے تو اسے خطاب سے تعبیر کیا جاتا ہے مبعوث ہونے والے تمام انبیاء والمرسلین اور ان کے علاوہ تمام رشی منی صوفی سنت نے تبلیغ وارشاد کا ذریعہ خطاب کو بنایا بلکہ ان کی کامیاب دعوت کا انحصار اسی پر تھا کہ وہ اپنے کردار وعمل کے ساتھ اپنے خطاب گفتگو سے بنی آدم کو اپنے نقطہ نظر اور مشن کا صحیح ادراک ویقین دلا سکے۔

ارشاد ربانی ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ-اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ

(۱۲۵۔ اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے راہ والوں کو (کنز الایمان) اس آیت کریمہ سے دعوت وتبلیغ کے مندرجہ ذیل اصول اخذ ہوتے ہیں۔

(1) حکمت کے ساتھ مخاطب کے مقتضائے حال کا خیال رکھا جائے اور وہ مضبوط دلائل دیے جائیں جو حق کو واضح اور شُبہات کو زائل کردے (2) اچھی نصیحت کے ساتھ۔ اس سے مراد ترغیب وترہیب ہے یعنی کسی کام کو کرنے کی ترغیب دینا اور کوئی کام کرنے سے ڈرانا (3) سب سے اچھے طریقے سے بحث کرنے کے ساتھ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی آیات اور دلائل سے بلائیں۔ (خازن، النحل، تحت الآیۃ: (تفسیر صراط الجنان)

افصح العرب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات کے سب سے بڑے داعی ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَدَاعِيًا إِلَى اللهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا "آپ نے بھی دعوت الی اللہ کا باضابطہ آغاز اپنے خطاب سے فرمایا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (۳) إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى (۴)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں، مگر وحی جو اُنہیں کی جاتی ہے (کنزالایمان)

ہاں معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ اس کی ترجمانی فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام خطاب نہایت ہی جامع ہوتا اس پر صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث مکی مدنی خطبات بین ثبوت ہیں خود فرماتے ہیں "بُعِثتُ بجوامع الکلم" مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے۔

افصح العرب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبات فصاحت وبلاغت کے لیے معیار ہیں چنانچہ ابن القیم لکھتے ہیں:

وکان رسول الله ﷺ یخطب فی کل وقت بنا تقتضیه حاجة المخاطبین ومصلحتهم (زادالمعاد، ج:۱، ص:۱۸۹)

اور خطاب کا تذکرہ کرتے ہوئے صحابی رسول حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

"وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ (ابوداؤد) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطاب فرمایا، جس کی اثر انگیز اور دلپذیری کا یہ عالم تھا کہ سامعین کی آنکھیں اشکبار اور دلوں پہ رقت طاری تھی۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منھ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دعوت وتبلیغ کا یہ فریضہ تمام امت مسلمہ کے سر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

ترجمہ: تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔ (کنزالایمان)

بالخصوص علمائے حق وارثین علوم نبویہ کی جماعت جو نائبین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ان کی نیابت کا تقاضا ہے کہ وہ اس ذمہ داری کو انجام دیں۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ-وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۱۰۴)

اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (کنزالایمان)

اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ خطابت ایک امر مسلم ہے اور دعوت وتبلیغ کا مستحکم ذریعہ ہے اور انبیا و مرسلین کے بعد یہ دعوت وتبلیغ کا اہم فریضہ علما پر عائد ہے۔

آیئے اب میں اپنے اصل موضوع کی جانب آپ کی توجہ مبذول کراؤں۔ ابھی چند ایام پہلے برادر محترم حضرت مولانا مفتی محمد ابرار مصباحی صاحب زید مجدہ نے مجھ سے رابطہ فرمایا اور یہ مسرت افزا خبر سنائی کہ سیمانچل اتر دیناجپور بنگال کی ایک بڑی علمی روحانی شخصیت صوفی، عارف کامل بزرگ ،زینت الاتقیا حضرت علامہ شاہ مفتی زین الدین نعیمی اشرفی قدس سرہ کے احوال پر مشتمل ایک نمبر کی اشاعت ہورہی ہے۔ سن کر غایت درجہ خوشی ہوئی یقینا یہ ایک بڑا کام ہے شدت کے ساتھ اس کی ضرورت محسوس ہورہی تھی سب سے پہلے تو میں اس تحریک کے تمام محرکین خاص کر مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت مولانا انور رضا اشرفی صاحب اور مفتی محمد ابرار احمد مصباحی صاحب کو ہدیہ

تبریک پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں مولیٰ اس عظیم کارخیر کا بہتر صلہ عطا فرمائے مجھے عنوان دیا گیا ہے۔

''زینت الاتقیا اور خطابت''

حضرت زینت الاتقیا علیہ الرحمہ کی تدریسی خدمات اور زہد وتقوی کے حوالے سے سبھی جانتے ہیں کہ ملک بھر کے درجنوں مدارس ومراکز میں آپ نے تدریس وفتوی نویسی کا فریضہ انجام دیا اور یہ سلسلہ نصف صدی سے زائد کو محیط ہے۔آپ کی حیثیت اکثر مدارس میں صدرالمدرسین اور صدر مفتی کی رہی، پابندی شریعت سنن ونوافل کے التزام اور استقامت فی الدین ،تقوی، عجز وانکساری اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی مثال آپ تھے۔مخدوم المشائخ حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ سمیت اس دور کے بہت سے بزرگوں نے آپ کو زندہ ولی کہا۔

آپ کے شاگرد حضرت مولانا نوشاد عالم جامعی استاد جامع اشرف اپنے ایک مضمون میں فرماتے ہیں آپ جیسی شخصیت روز روز جنم نہیں لیتی ،ایسی شخصیتیں روئے زمین کے طول وعرض میں خال خال پائی جاتی ہیں۔آپ کی عملی زندگی کے تعلق سے اس حقیر کا تاثر یہ ہے کہ جن علمائے کرام کی صحبت وفیضان سے مستفید اور فیضیاب ہوا،تقوی وطہارت میں آپ کو سب پر فائق وبرتر پایا۔میری اِن گناہگار آنکھوں نے آپ جیسا متقی عالم دین نہیں دیکھا۔ مجھے فخر ہے کہ آپ کے شاگردوں میں ہوں۔

ان کی شخصیت کا عرفان حاصل کرنے کے لیے میں نے ان سے شرف تلمذ حاصل کرنے والے قابل ذی استعداد عالم دین کا تاثر پیش کردیا۔حضرت زینت الاتقیا علیہ الرحمہ کو 2002ء کو جامعہ اہلسنت صادق العلوم ناسک میں احقر نے پہلی بار دیکھا اس وقت احقر کی عمر کوئی دس گیارہ سال کی تھی اور جماعت اعدادیہ کا طالب علم تھا۔شعور ودانش سے کس قدر آشنا رہا ہوں گا اس کے لیے اپنی عمر کا بتادینا ہی کافی ہے لیکن مجھے یاد ہے باوجود کم سنی کے ان کی ذات نے احقر کو بایں طور متاثر کیا کہ علما ومشائخ کو میں نے ان کی بارگاہ میں مؤدب اور احترام کا مجسمہ بنا دیکھا اس کے بعد پھر سن شعور اور ہوشمندی کی دہلیز پر پہونچا تو متعدد مواقع سے ملاقات رہی اور ملاقات میں جو دیکھا وہ یہ ہے۔

الحمد للہ میں نے قرآن وحدیث ،شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلاف کے اصول

ونظریات کا پابند اوران کی ذات میں علوم وفنون اورتقوی وطہارت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر پایا اورطبیعت بار بار ملاقات کا تقاضا کرتی رہی جب کبھی موقع ملا، ان کے حضور حاضر ہوگیا اور پھر زندگی میں وہ دن بھی آیا کہ گانگھر بائسی پورنیہ بہار کے ایک دینی مذہبی اجلاس میں حضرت کی موجودگی میں خطاب کرکے اپنے خطاب کو تائید وتوثیق کی سند فراہم کرنے کا موقع میسر آ گیا اور کثیر دعائیں جو مجھے مال ومتاع سے زیادہ عزیز ہیں مجھ تہی دامن کو مفت میں مل گئیں حضرت ہمت افزائی، خردنوازی، ضیافت اور دعاؤں سے نوازنے کے معاملے میں بڑے سخی تھے۔

آخری ملاقات اس موقع سے ہوئی جب حضرت کے گاؤں کی ایک تقریب میں احقر مدعو تھا حضرت علالت اور اپنی زندگی کے آخری دنوں سے گذر رہے تھےلیکن ان کا جذبہ شوق لگاؤ اور علما وطلبا سے محبت و ہمدردی کا ہی معاملہ تھا کہ نحیف و ناتواں کمزور ولاغر ہوتے ہوئے بھی بستر سے اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے قریب بٹھا لیا اور ضیافت کا یہ انداز کہ فوراً اہل خانہ سے چائے ناشتہ کا مطالبہ فرما لیا۔ اس آخری ملاقات میں حضرت سے بہت ساری باتیں ہوئیں البتہ سب تو یادداشت میں محفوظ نہیں ہیں لیکن اتنا ضرور ہے کہ میں نے تحریری خدمات کے حوالے سے عرض کیا تھا تو حضرت نے قرآن حکیم کی کچھ سورتوں کی تفسیر اور میزان کی شرح اور دیگر کئی مضامین کے حوالے سے فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تدریس وفتوی نویسی کی مصروفیات سے آزادی نہیں مل پائی اسی میں منہمک رہا۔ خیر دعاوں سے نواز کر آپ نے وداع فرمایا۔

بہرحال عرض مدعا یہ ہیکہ حضرت زینت الاتقیا بےشمار خصائل وکمالات کے ساتھ اپنے وقت کے عظیم خطیب بھی تھے۔ ایک خطیب کے لیے ضروری ہے کہ کلام جامع ہو، موضوع میں وحدت و یکسانیت ہو، منطقی ترتیب کا تسلسل قائم رہے، واضح اور سہل دلکش ودلنشیں اور شگفتہ اسلوب ہو، فصاحت وبلاغت اس قدر ہو کہ غیر مانوس دقیق الفاظ گنجلک دشوار ترکیب اور پیچیدہ طرز سخن سے اجتناب ہو۔ موقع محل اور موضوع کی ضرورت کے مطابق گفتگو ہو، پیش آنے والے حالات مسائل و امکانات سے خطیب واقف وآشنا ہو عربی زبان وادب کے ماہر علامہ جاحظ لکھتے ہیں،، ۔"**الکلام الذی قل عدد حروفه و کثر عدد معانیه**" وہ کلمہ جس کے حروف قلیل اور معنی کثیر ہوں وہ جامع کلمہ کہلاتا ہے اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ "خیر الکلام ماقل ودل،،یعنی بہتر کلام وہ ہے جو مختصر اور مدلل ہو۔ یہ سب خوبیاں اسی خطیب میں مجتمع ہوسکتی ہیں جن کا علم وسیع اور قرآن وحدیث و

تاریخ وتفسیر کی کتابوں پر کامل دسترس حاصل ہو جب ہم زینت الاتقیا کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ ساری خوبیاں اس ذات میں موجود ملتی ہیں۔

حضرت نے اپنی زندگی میں کثیر خطابات فرمائے لیکن افسوس آج آپ کے خطابات محفوظ نہیں ہیں کاش محفوظ ہوتے تو موجودہ دور کے علما وخطبا اور طلبا کے لیے رہنما ثابت ہوتے اور اس کے دوررس نتائج برآمد ہوتے۔

آپ کے جانشین حضرت مولانا انور رضا صاحب اور آپ کے برادرزادہ مولانا شمیم اشرفی صاحب کی روایت کے مطابق 1991 میں مالیگاوں مہاراشٹر میں تدریس وقیام کے دوران ایک بڑی کانفرنس میں وہابیہ غیرمقلدین کے رد وابطال میں ایسا جامع خطاب ہوا کہ آپ کے معاصر علما تحسین و آفریں کی صدائیں بلند کرنے لگے۔ اس زمانے میں ملی آواز اور کوئی انوار نام کا ہفت روزہ نکلتا تھا اس پر وہابیہ کے اعتراضات اور جواب الجواب کی شکل میں حضرت کے جوابات شائع ہوتے تھے حضرت نے دوران خطاب اس اخبار کو نکال کر ان کے اعتراضات کا پردہ فاش فرمایا اور قرآن وحدیث کے دلائل سے نہایت سنجیدگی کے ساتھ اہلسنت کے موقف کی وضاحت فرمائی۔ اس اجلاس کے اسٹیج پر کثیر علما موجود تھے خاص کر بلبل ھند مظہر مفتی اعظم ہند حضرت مفتی رجب علی قادری علیہ الرحمہ بھی موجود تھے۔ حضرت کے بعد بلبل ہند علیہ الرحمہ کا بھی خطاب ہوا آپ نے حضرت کے خطاب کی تائید و توثیق فرمائی۔ اس کے علاوہ بہت سی تقاریب میں بھی آپ کے خطابات ہوتے رہے اور مالیگاؤں مدّو سیٹھ مسجد اسلام پورہ اور مدینہ مسجد میں وقفہ وقفہ سے جمعہ جمعہ آپ کا خطاب ہوتا تھا۔

ممبئ دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز ممبرا میں دوران قیام وہاں کی مسجد میں آپ نے دوسال تک امامت فرمائی اور جمعہ کے موقع سے خطابات کا ایک سلسلہ جاری رہا۔ اسی طرح جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ میں تدریس وافتاء کے منصب پر فائز ہوتے ہوئے مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی میاں میں ہر جمعہ کو اپنے جوہر خطابت کے ذریعے علوم ومعارف کے دریا بہاتے رہے اور جمعہ کی خطابت کے علاوہ بھی لوگوں سے مل کر مسائل سے واقف اور صوم وصلوٰۃ کی تلقین اور قلوب واذہان کا تزکیہ و تصفیہ فرماتے تھے۔ خاص کر 1998 قائد ملت حضرت مولانا سید شاہ محمود اشرف مدظلہ کے روانگی حج کے موقع سے جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی میاں میں حج وزیارت حرمین اور سادات کے حوالے سے آپ نے ایسا عمدہ خطاب فرمایا کہ سامعین میں ایک وجدانی سماں قائم ہو گیا اور مسجد تکبیر ورسالت کی صداؤں سے گونج اٹھی آپ نے جذبات میں آکر ارشاد فرمایا سمندر سے

نکلنے والا قطرہ سمندر سے ملنے جارہاہے مطلب پوتا اپنے دادا سے نواسہ اپنے نانا سے ملنے جارہاہے۔

المختصر آپ کا خطاب داعیانہ، ناصحانہ، اور مفکرانہ ہوتا تصنع، بناوٹ، ریا، دکھاوا، اور واہ واہی، کے لیے لطیفہ گوئی، مصنوعی قصہ کہانی، بے سروپا باتیں نہیں کرتے موقع اور محل، محفل کی نسبت ،حالات زمانہ کی رعایت کا خیال رکھتے۔ اولاً اپنی گفتگو پر قرآن وحدیث سے استدلال کرتے، ثانیاً کتب تاریخ وتفسیر کے مندرجات پیش فرماتے، ثالثاً کتب تصوف سے صوفیاء کے اقوال نقل کرتے ، پھر مثالوں کے ذریعہ کلمواالناس علیٰ قدر عقولہم کے تحت آسان اور سلیس پیرائے پر اپنی بات کو ثابت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے اور درمیان خطاب درود شریف کی کثرت فرماتے۔ اور گاہے گاہے بزرگوں کے اشعار خاص کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے لکھے ہوئے حمد ونعت کے اشعار پڑھتے اکثر دیکھا گیا کہ حمد وصلوٰۃ کے بعد اعلیٰ حضرت کا مشہور زمانہ کلام وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا اور کبھی کبھی ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں اس کلام کو پڑھتے۔

پیشہ ور بازاری خطباء ومقررین سے ہٹ کر جداگانہ انداز میں آپ کا خطاب ہوتا، خطاب میں دلکشی اور سحر طرازی کا یہ عالم ہوتا کہ زبان سے ادا ہونے والے جملے سماعت ذہن وفکر عقل وحواس کے راستے سے دل میں اتر کر گھر کر جاتے۔ حلاوت وچاشنی کا یہ اثر ہوتا کہ مخاطب علما وعوام کسی پر بھی گراں نہیں گذرتا لوگ مزید خواہاں ہوتے۔ یہ سب خوبیاں اس لیے بھی تنہا آپ کی ذات میں موجود تھی کہ آپ قائل بعد میں، عامل پہلے تھے جو بات بھی کہتے اس پر پہلے خود عمل کرتے اور عنوان کی مقصدیت کو پیش نظر رکھ کر خطاب فرماتے نکات اور حکمت سے مملو تجاویز پیش کرتے تبشیر وتبذیر کے ذریعہ سامعین کو فلاح کی راہ دکھاتے اصلاح تعمیر خود شناسی خدا شناسی کا عنصر غالب رہتا عالمانہ جاہ وجلال حکیمانہ اسلوب محققانہ طرز استدلال اور مخلصانہ مشفقانہ تیور ہوتا متانت وسنجیدگی کے پیکر میں تراشی ہوئی صاف شفاف بصیرت افروز گفتگو فرماتے۔ آج ان کی زندگی اور پھر خدمات چاہے وہ تحقیق وتدریس تعمیر وتنظیم افراد سازی تواضع وانکساری یا پھر خطابت کے حوالے سے ہوں وہ سب ہمارے لیے مشعل راہ اور قابل تقلید نمونہ عمل باعث خیر ہیں۔

رب تعالیٰ جل شانہ ان کے درجات کو فزوں تر فرمائے اور ان کے خوان علم وفضل کی خیرات عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

❁ ❁ ❁

حضرت زینت الاتقیا کی خدمات مالیگاؤں میں

ازقلم: مولانا ابوزہرہ رضوی (مانچسٹر یوکے)

مالیگاؤں شمالی مہاراشٹر میں مسلم اکثریتی آبادی کا ایک مشہور مقام ہے، اندازاً ڈیڑھ سو سال قبل یوپی کے مختلف اضلاع مئو اعظم گڑھ! جونپور وغیرہ سے مسلمانوں کے مختلف قافلے یہاں آ کر آباد ہوئے۔ یہ نو واردین اپنے دین وعقیدہ اور تہذیب وثقافت کے ساتھ ساتھ اپنی صنعت و حرفت بھی لے کر آئے۔ وہی طرز بودوباش، وہی ذریعہ معاش، وہی رنگ وآہنگ جو یہاں کے عام لوگوں کی زندگی سے نمایاں ہیں اور اتنا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود اس میں فرق نہیں پڑا ہے۔

ان مہاجرین نے یہاں آباد ہوتے ہی اپنی دینی ضروریات کی بجا آوری اور اپنے عقیدہ ومسلک کے تحفظ کے لیے مسجد ومکتب کی تعمیر کا آغاز کر دیا تھا۔ جس کا تفصیلی ذکر اجالوں کے سفیر وغیرہ کتب تواریخ میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔

ابتدا میں یہ ایک چھوٹا سا قصبہ تھا مگر آج یہ ایک بڑے شہر کی حیثیت رکھتا ہے۔ شروع ہی سے یہ آبادی بدعقیدہ جماعتوں کے نشانے پر رہی، دیابنہ غیرمقلدین، تبلیغی جماعت نے بالخصوص یہاں بڑی منظم اور مسلسل محنت کی، ہر طرح سے اور ہر طرف سے حملہ کیا، اعلی اقدار کو ادنی اغراض پر قربان کرنے والے ہر جگہ مل ہی جاتے ہیں۔ اس لیے یہاں بھی وہ کامیاب ہوئے، زمین بڑی سنگلاخ تھی مگر ان شاطروں نے اس میں سے اشعار نکال ہی لیے۔ ایک وہ وقت تھا کہ بدعقیدہ محلہ اسلام پورہ سے گزر بھی نہ سکتا تھا، اب حال یہ ہے کہ تبلیغیوں کے لیے دہلی اور بھوپال کے بعد سب سے مصروف مرکز سمجھا جاتا ہے۔ اہل حق جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتے آئے ہیں یہاں بھی جاگے تو اس وقت۔ جب کہ پانی سر سے گزر چکا تھا۔ جب مالیگاؤں کے اہل سنت نے اعلی دینی تعلیم کیلئے باقاعدہ ایک دینی درسگاہ کی ضرورت محسوس کی تو شروع میں ایک مدرسہ عربیہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مدو سیٹھ کی مسجد اور حاجی دوست محمد کی مسجد میں یہ مدرسہ چلتا رہا۔ جب طلبا کی کثرت ہوئی تو ایک مستقل دارالعلوم قائم کرنے کا فیصلہ ہوا۔

دار العلوم حنفیہ سنیہ کی تاسیس

بریلی شریف میں دیابنہ کے ساتھ مشہور مناظرہ میں تاریخی فتح کے بعد ۱۹۴۴ء میں علمائے اہل سنت کی ایک جماعت مالیگاؤں میں وارد ہوئی جس میں بالخصوص محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب لائل پوری علیہ الرحمہ سالار کارواں کی حیثیت سے شامل تھے ،انہیں کے ہاتھوں سے خانقاہ مسجد کے سامنے مدرسہ عربیہ دار العلوم حنفیہ سنیہ کی بنیاد رکھی گئی اور جلد ہی اس کی شاندار عمارت بن کر تیار ہوگئی۔

محدثِ اعظم پاکستان نے اپنے دورہ میں پنجاب اور گجرات کے بڑے شہروں میں مثلاً ملتان میں انوار العلوم اور احمد آباد میں دار العلوم شاہ عالم جیسے دینی مدارس کی تاسیس میں شرکت فرمائی تھی ،اس لحاظ سے حنفیہ سنیہ مالیگاؤں کو ان بڑے اداروں کا ہم عمر ہونے کے علاوہ ان کا ہمسر و مماثل سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ سب ادارے ایک ہی چشمہ فیض سے پیرایہ ہوئے تھے ۔یہ وہ وقت تھا کہ مہاراشٹر میں دینی درسگاہوں کا وجود بھی نہ تھا حنفیہ سنیہ کو صوبہ بھر کی اولین مستقل سنی درسگاہ ہونے کا امتیاز حاصل ہے (دیکھئے محدث اعظم پاکستان ج ۱،صفحہ: ۵۳۷)

اس ادارے کے ابتدائی پچاس ۵۰ سال کے حالات اور کارگزاری تو ہمارے سامنے محفوظ و موجود نہیں ہے کہ میں اس کا ذکر کرسکوں اور نہ یہاں اس کی گنجائش ہے۔میرے خاندان کے افراد میں سے میرے نانا مشہور عالم اور مبلغ مولانا محمد یونس مالیگانوی مرحوم و مغفور نے بھی اس درسگاہ سے استفادہ کیا تھا اسی طرح میرے ماموں مولانا محمد ایوب اشرفی شہید نے بھی یہاں سے کسب فیض کیا ،دونوں حضرات نے گجرات کے مختلف اضلاع میں طویل عرصہ تک تعلیمی اور تبلیغی خدمات انجام دیں اسی طرح میرے تایا مرحوم محمد یوسف نشتر نے بھی کچھ عرصہ یہاں تعلیم پائی جن کا شمار شہر کے معتبر اور کہنہ مشق شاعروں میں ہوتا تھا۔نانا مرحوم بھی باوقار نعت گو شاعر تھے جن کا دیوان بنام ''جناں بکف'' عرصہ ہوا چھپ چکا ہے۔

زینت الاتقیا کی حنفیہ سنیہ میں آمد

حنفیہ سنیہ کا زرین اور کامیاب دور اس وقت شروع ہوا جب ۱۹۷۹ء میں عمدة

المدرسین، زینت الاتقیا حضرت علامہ مفتی محمد زین الدین اشرفی نعیمی کا یہاں انتخاب وتقرر ہوا، مفتی صاحب قبلہ اپنے دور کے کامیاب اور قابل مدرسین میں شمار ہوتے تھے، یوپی کی قدیم اور بڑی درسگاہوں نان پارہ، الہ آباد وغیرہ مقامات پر رہ کر بیس سالہ تدریس کا تجربہ اور ملکہ تھا۔ حنفیہ سنیہ میں آپ کی آمد آپ کے شاگرد ناظم دارالعلوم مولانا عبدالحی نسیم القادری کی دعوت پر ہوئی تھی مفتی صاحب کے ساتھ ۳، ۴ ماہر اساتذہ کا بھی تقرر ہوا، اس لیے اس مضبوط اور ماہر ٹیم کے آنے کے بعد گویا ویرانے میں بہار آ گئی اور بجھا بجھا سا ماحول پھر چمکنے دمکنے لگا۔

ع: میں چمن میں کیا گیا گویا دبستاں کھل گیا

دارالعلوم کی نشأۃ ثانیہ کا یہ پہلا دور تھا اس عرصہ میں طلبہ کی جو جماعت مفتی صاحب علیہ الرحمہ سے مستفید ہوئی اس جماعت میں مولانا کریم الدین کمال نظام آباد، مولانا محمد فاروق سالمی صاحب مرحوم، مولانا غلام دستگیر پونہ جیسے حضرات شامل تھے۔ انہیں کے ساتھ مجھے بھی مفتی صاحب سے تلمذ کا شرف حاصل ہوا، مولانا عبدالحئی صاحب نانپارہ میں مفتی صاحب کے شاگرد رہ چکے تھے اور اب حنفیہ سنیہ کے ناظم اعلیٰ منتخب ہونے کے ساتھ تدریس کی ذمہ داریاں بھی نبھا رہے تھے میں نے تکمیل حفظ قرآن کے بعد تجوید وقرات کی کچھ کتابیں ان سے پڑھیں، اس طور پر مولانا عبدالحی مدظلہ العالی میرے استاد بھی ہیں اور ہم استاد بھی۔ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کو تدریس کے علاوہ افتا کا بھی تجربہ تھا اور گاہے بگاہے تقریر وخطابت بھی فرماتے تھے، مالیگاوں میں بھی تدریس کے علاوہ افتا کی ذمہ داریاں آپ کو تفویض کی گئیں۔

آدمی کو جس کام کی لگن ہو اسی میں مگن رہتا ہے آپ کی خدمت کا اصل میدان تدریس تھا اور اسی سے آپ کو طبعی مناسبت تھی۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند میل اورا در دلش انداختند

آپ کو اس فن میں اتنی دستگاہ اور مہارت تھی کہ فنون کی کتابیں! صرف ونحو کے قواعد اپنے شاگردوں کو بڑی آسانی اور روانی سے از بر کرا دیا کرتے۔ حضرت کو تدریس کا محض شوق ہی نہ تھا بلکہ یہ شیفتگی کی حد کو پہنچا ہوا تھا اس لئے طبیعت ناساز بھی ہوتی تو اس توجہ اور انہما ک سے درس وتدریس میں مشغول رہتے جیسے صحت وآرام کے دنوں میں۔

تصدیق کرامات مفتیٔ اعظم

آپ کے دارالعلوم غریب نواز الہ آباد کے زمانۂ قیام میں جب راز الہ آبادی نے کرامات مفتی اعظم ہند پہلی بار شائع فرمائی تو حضرت مفتی صاحب قبلہ کے تصدیقی کلمات کتاب میں موجود تھے،اس تصدیق سے ایک طرف آپ کا علمی مقام اور ثقاہت کا ثبوت ملتا ہے، دوسری طرف تاجدار اہلسنت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ سے آپ کے پختہ ارادت ونسبت کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

مدرسۃ البنات کا قیام

مالیگاؤں میں حنفیہ سنیہ کی خدمات کے علاوہ دوسرا اہم اور اساسی کارنامہ جو آپ کی ذات سے انجام پایا وہ مدرسۃ البنات کا قیام تھا۔ ماسٹر حیدر علی مرحوم اور رمضان کا ملی وغیرہ حضرات کی کوشش اوران کے تعاون سے یہ راہ کھلی۔آپ نے اولاً چند بچیوں کو پڑھانے سے آغاز فرمایا اورانہیں درس نظامی کی تمام کتب دورۂ حدیث تک تعلیم دی۔چند سال بعد جب یہ عالمات تیار ہوگئیں تو یہاں مالیگاؤں میں باقاعدہ درسگاہ کا قیام عمل میں لایا گیا جو آج بارآور ہوکر ایک عظیم دارالعلوم الجامعۃ الزہراء اظہار العلوم کی شکل میں بیش بہا خدمات انجام دے رہا ہے۔مفتی صاحب کی محنتوں کا ثمرہ ہے کہ یہاں کی پڑھی ہوئی بچیاں گجرات،مہاراشٹر، راجستھان تک کے مدارس دینیہ میں مصروف تعلیم وتعلم ہیں۔

آپ نے ٦٠ کی دہائی سے لیکر اپنی وفات سے دوتین سال قبل تک پچاس سال کا عرصہ لگاتار درس وتدریس میں گزارااور نہ صرف مالیگاؤں بلکہ نانپارہ، الہ آباد، ناسک، برہانپور، بمبئی، کچھوچھہ شریف اوران کے علاوہ اور بھی کئی مقامات پر مفتی وشیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہ کر یہ خدمات انجام دیں۔بلا مبالغہ کئی ہزار تلامذہ نے آپ سے کسب فیض کیا ہوگا میں نے تو صرف مالیگاؤں کی حد تک تذکرہ کو محدود رکھا ہے،اس کا احاطہ کرنا میرے لئے دشوار ہے۔

تقریظ آیات نور

سن ۸۱ ء میں دوران تعلیم ہی میرا برطانیہ جانا ہوگیا، پھر ۱۳ سال بعد سن ۹۳ ء میں پہلی بار ہندوستان واپس آیا تو حضرت مالیگاؤں ہی میں تشریف فرما تھے۔عائشہ نگر قبرستان کے

دار العلوم میں قیام تھا، میں حاضر خدمت ہوا مجھے دیکھتے ہی بڑے خوش ہوئے محبت و شفقت سے ملے، میرے حالات و مشاغل دریافت فرمائے، سن کر دعائیں دیں، میری درخواست پر میرے مضامین کے مجموعہ کے لئے جو آیات نور کے نام سے شائع ہو رہا تھا اپنی تقریظ بھی لکھ کر عطا فرمائی جو کتاب کے شروع میں شامل ہے۔

سنی مالیگاؤں پر حضرت کے اثرات:

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ قدیم انداز کے صوفی منش آدمی تھے، ان کی پوری زندگی حزم و احتیاط، تقوی و طہارت سے عبارت تھی، ہر کام میں پابندیٔ شرع کا لحاظ جسے آپ کا ہر دیکھنے والا اور ملنے والا محسوس کرتا۔ نہایت پاکیزہ اور پختہ سیرت و کردار کے مالک، عقیدہ میں تصلب، اخلاق و عادات بڑے سادہ اور ہموار، عالمانہ وقار چہرے سے ہویدا، گفتار نرم و شیریں، نام و نمود سے کوسوں دور، بلکہ نفور، فرائض تدریس کی ادائیگی میں مستعد، اکابر کا احترام، اصاغر پر شفقت اور رعایت۔ یہی وجہ ہے کہ جو بھی ملتا ان سے محبت کرنے لگتا حضرت کو اعمال و اشغال کا بھی بڑا اہتمام تھا اور وظائف و معمولات میں شامل تھے۔ اس لیے ضرورتاً تعویذ نویسی بھی فرمایا کرتے اور اس حوالے سے دور دور تک مقبول خاص و عام تھے۔

بہت جی خوش ہوا صحبت میں ان کی ۞ وہ اپنی ذات میں اک انجمن ہے

خطیب مشرق علامہ نظامی علیہ الرحمہ دار العلوم کے سالانہ اجلاس میں تشریف لاتے ، اپنے خطابات میں مفتی صاحب کا تعارف و تذکرہ بڑے احترام و اکرام کے ساتھ فرماتے۔ مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی بھی اپنی محفلوں میں جب بھی مفتی صاحب علیہ الرحمہ کا ذکر ہوتا ہے عزیز العلوم نانپارہ کی صحبتوں کو یاد کر کے آپ کی تدریسی مہارت کا اعتراف اور تقوی و پرہیز گاری کی تعریف کر کے خوش ہوتے ہیں۔ دیگر مقامات کے بارے تو کچھ نہیں کہتا لیکن مالیگاؤں کی حد تک میرا یہ تاثر ہے اور یہ کہتے ہوئے خود کو حق بجانب سمجھتا ہوں کہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ اس خطہ زمین کے لئے علما کی جماعت میں سب سے مؤثر شخصیت ثابت ہوئے۔

۷۸۔۷۹ سن عیسوی سے پہلے کا مالیگاؤں میں نے دیکھا ہے۔ حنفیہ سنیہ کے گرد جی اے ٹی اسکول کی سمت سے دیوار کھینچنے کا قضیہ مدینہ مسجد کو وہابیوں سے واگزار کرانے کا واقعہ آج بھی جس

کے عینی شاہدین موجود ہیں ایسے وقت میں مولانا عبدالحی نسیم القادری کے جوش وجذبہ اور جرات و جاں بازی کے واقعات وہ ناقابل فراموش کردار ہے جس کی بدولت مالیگاؤں کے اہل سنت کو نہایت ناسازگار حالات سے نکل کر استقلال واستحکام نصیب ہوا۔اور اس کے بعد ہی مدارس و مکاتب کا قیام اور اشاعتی اداروں اور تمام تبلیغی تحریکوں کو کام کرنا ممکن اور آسان ہوا۔عزت وہ ہے جو اپنی ملت سے ملے۔قوم نے انہیں فدائے اہل سنت کے خطاب سے نوازا۔

بہر حال تنزل کے بعد ترقی کے اس سفر میں جس شخصیت کا فیض واثر کام کر رہا تھا وہ زینت الاتقیا، فخر اہلسنت علامہ مفتی محمد زین الدین صاحب نعیمی اشرفی تھے جو بنیاد کا وہ پتھر ہے جو خود تو زمین کی تہ میں دفن ہو جاتا ہے مگر اپنے اوپر عمارت کا پورا بوجھ اٹھائے ہوئے اس کی مضبوطی کی ضمانت بن جاتا ہے، شجرئے ملت میں پھل اور پھول بن کر بہاریں بعد میں آتی ہیں مگر انہوں نے کھاد بن کر زمین میں جذب ہو کر شجرے ملت کو زندہ اور اس کی جڑوں کو توانا کیا۔ اصل کام اور کردار تو ان کا ہے۔

ع: اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

کس نے اپنے دل کے لہو سے غنچہ گل میں رنگ بھرا

جس کو بھی دعویٰ ہے گلشن پر مجھ سے آنکھیں چار کرے

آج بھی سب کو انہیں لوگوں کی ضرورت ہے۔جی تو چاہتا ہے کہ مولانا عبدالحی کے عہد نظامت کی تفصیل، دارالعلوم کی عمارت میں اضافی کمروں کی تعمیر اور اس کے لئے آل انڈیا مشاعرہ کا انعقاد اپنے دیگر اساتذہ کا ذکر خیر مفتی صاحب کے مالیگانوی تلامذہ میں سے اپنے ساتھی علماء اور ان کی خدمات کا ذکر کروں جو وہ دین کی اشاعت وترویج کے لئے کر رہے ہیں اور ان کے ذریعے حضرت کا فیض تقسیم ہو رہا ہے لیکن مجھے امید ہے کہ تذکرۂ زینت الاتقیا میں دوسرے حضرات نے یا خود انہیں اصحاب نے اس پر کہا ہوگا اگر نہیں تو انشاءاللہ آئندہ کسی موقع میں خود اسے لکھنے کی کوشش کروں گا۔مفصل اور مستند حالات لکھنے کے لیے ویسی فرصت وفراغت بھی تو درکار ہے۔

۞۞۞

علم و حکمت کا سرچشمہ

رمضان کاملی صاحب قبلہ مالیگاؤں

جامعۃ الزہرا اہل سنت اظہار العلوم میں عمدۃ المحققین زینت الاتقیاء حضرت علامہ و مولانا مفتی زین الدین نعیمی اشرفی مدظلہ العالی کی بے لوث و بے طمع ایثار و قربانیاں حضرت کی خدمات بے لوث کما حقہ بیان نہیں کر سکتے لیکن پھر بھی سیدی وسندی استاذ الاساتذہ عمدۃ المحققین زینت الاتقیاء حضرت محمد زین الدین اشرفی مدظلہ العالی جنھوں نے اپنی شبانہ یوم کاوشوں سے اس ثمر آور درخت کو سینچا ہے اس درخت کا کیا کہنا جس کی شاخیں جہاں بھر میں پھیل رہی ہیں۔ جامعۃ الزہرا کا وجود جب سے ہوا ہے حضرت کی ایثار و قربانیاں قابل ذکر و ستائش ہیں اگر حضرت کی ایثار و قربانیوں کو سنہری حرفوں میں لکھا جائے تب بھی حق ادا نہ ہوگا جس وقت اس ثمر آور درخت کا بیج بھی نہیں بویا گیا تھا شہر مالیگاوں میں اہل سنت والجماعت میں تعلیمی خدمت کیلئے حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد نظامی نے مفتی زین الدین کو حنفیہ سنیہ میں مولانا عبدالحئی صاحب کے ساتھ روانہ کیا اور اس سے پہلے مالیگاؤں میں درس نظامی کا اہل سنت میں کوئی انتظام نہ تھا مفتی زین الدین صاحب کے مالیگاؤں تشریف لانے کے بعد طلبہ کا جم غفیر آنا شروع ہوا جس میں پہلا گروپ آپ کے ساتھ آئے ہوئے طالب علم مولانا اشفاق عالم مولانا قمر الہدیٰ مولانا محمد اسماعیل مولانا عبدالحفیظ کی پہلی فراغت ہوئی۔

اب رہا سوال طالبات کا تو پورے ہندوستان میں طالبات کے لیے کوئی ادارہ نہیں تھا اس لیے مولانا عبدالحئی صاحب نے مفتی صاحب کو راضی کیا اور طالبات کی کافی تعداد اکھٹی ہوگئی اور طالبات کا یہ سلسلہ چل پڑا مگر قسمت نے ساتھ نہیں دیا اور آپ برہان پور چلے گئے اور یہ سلسلہ منقطع ہو گیا مگر یونس حضرت اور حاجی محمد اسحاق اور ان کے ساتھیوں نے اس تعلیم کا آغاز کیا اور حاجی مختار احمد اور کاملی محمد رمضان صاحب کو برہان پور بھیج کر مفتی زین الدین صاحب کو تعلیم کے سلسلے میں راضی کیا اور پڑھائی کا آغاز ہوا اس وقت صرف تین طالبات راضی ہوئیں وحیدہ فاطمہ

نسرین مہر النساء طاہرہ ترنم وغیرہ نے پڑھنا شروع کیا آپ برہانپور سے عید الاضحیٰ کی چھٹیوں میں مالیگاؤں میں تشریف لاتے پھر 30 رجب المرجب سے 20 رمضان المبارک تک مالیگاؤں میں قیام فرما کر درس وتدریس میں مصروف رہتے اور پہلی فراغت 1983ء میں عمل میں آئی اس کی ختم بخاری شریف اشرف العلما سید محمد حامد اشرف صاحب نے ادا کی پھر حاجی محمد عمر کے مکان کو کرایہ پر لے کر تعلیم کا آغاز 1984ء میں کیا حاجی عبد الحلیم صاحب کے مدرسہ میں جاری رہا پھر حضرت وہاں سے ناسک گئے وہاں سے ہر جمعرات کو بارہ بجے مالیگاؤں آکر دوسرے گروپ کو تعلیم دیتے رہے باقی اوقات میں تینوں فارغات کو زیور علم سے آراستہ کرتے رہے پھر حضرت ممبرا تشریف لے گئے وہاں سے بھی آپ نے سلسلہ کو جاری رکھا پھر حاجی مختار صاحب کامل محمد رمضان عبد الوکیل یہ تمام حضرات آپ کو مالیگاؤں حنفیہ سنیہ میں میں لے آئے۔

وہاں سے بہت تیزی سے تعلیم کا آغاز ہوا پھر انتظامیہ کی کوشش سے مدرسہ اظہار العلوم کے ذمہ داران نے مچھلی بازار کی زمین خریدی اور تعمیری کام کو مکمل کیا کافی لوگوں نے اپنا قیمتی وقت مدرسہ کو سونپا اور فارغات کی تعداد بڑھتی گئی پھر مفتی زین الدین صاحب نے بچیوں کے بورنگ کا مشورہ دیا اور بچیاں بورنگ میں رہنے لگی جگہ کی تنگی کے باعث پھر رمضان پورہ میں جگہ لے کر تعمیر کی گئی پھر مدرسہ اظہار العلوم میں مستقل طور پر مفتی صاحب دو سال تک مقیم رہے اور طالبات کو تعلیم فرماتے رہے پھر آپ کی کوشش سے سلائی کلاس کمپیوٹر کلاس کا بھی آغاز ہوا۔ آپ کا یہ خواب رہا کہ یہ چھوٹا سا مدرسہ ایک جامعہ کی شکل اختیار کر لے اور میری بچیاں درس دیں اور زیور تعلیم سے آراستہ ہوں اور میں اس منظر کو دیکھوں آپ کا یہ خواب اس وقت شرمندہ تعبیر ہوا جس وقت اراکین مدرسہ نے مچھلی بازار میں عمارت محراب کو قائم کیا تو آپ نے فرمایا:

اسی محراب سے اک راستہ صد رنگ نکلے گا
سفر جب ختم ہو گا ہر مسافر دیگر نکلے گا
مجھے اپنی کوشش میں لگا رہنے دو پھر دیکھو
میں جس پودے کو چھو لوں گا وہی خوش رنگ نکلے گا

اور آج اللہ تبارک وتعالی کا فضل وکرم ہے کہ یہ جامعہ صرف اسی محراب عمارت پر قائم

نہیں رہا بلکہ حضرت کی قربانیوں اور دعاؤں کے صدقہ میں دن بدن ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور الحمدللہ آج طالبات درس و تدریس کے ساتھ ساتھ ہفتہ واری پروگرام شہروں میں کرتے ہیں طالبات کی تعلیم کے لئے غرض کہ آپ نے پوری زندگی قربان کر دیں آپ اپنی بے لوث خدمات سے وہ فریضہ انجام دیا ہے کہ ہم تعریف بیان کرنے سے قاصر ہیں گویا کہ آپ کی حیات اس شعر کے مصداق گزری ہے۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

اور الحمداللہ امسال سے طالب علم کا الگ سے انتظام کیا گیا ہے دو مدرس فی الوقت درس و تدریس کا فریضہ انجام دیے رہے ہیں اللہ رب العزت کا احسان عظیم ہے کہ آج بھی ہم حضرت کی فیوض و برکات سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور جب تک آپ نے دین کی خدمات کو شہر مالیگاؤں میں انجام دیا بغیر کسی نذرانہ اور بغیر طمع کے آپ اپنا فریضہ انجام دیتے رہے آخر میں ہم اتنا ہی کہیں گے۔

ورق تمام ہوا اور مدت باقی ہے، سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

زینت الاتقیاء: ایک شفیق استاذ

عالمہ شاہدہ، مالیگاوں

سرزمین مالیگاؤں ہمیشہ سے علم و ادب کا گہوارہ رہی ہے ہر دور میں بے شمار شخصیات آتے اور جاتے رہے جن کے ذکر و تذکرے سے کان لذت اندوز اور روح راحت فرور ہو جاتی ہے بہت سے اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جن کے اخلاق و سیرت کے بیان سے زبان لطف آشنا ذہن کیف بداماں قلب نور فشاں اور ضمیر وجد کشا ہو جاتا ہے لیکن ان میں میرے استاد گرامی عمدۃ المحققین زینت الاتقیاء کا جواب کہاں وہ اتنے محاسن کا مجموعہ اور اوصاف کے حامل تھے کہ ان کی نقش پا کی شوخی ان کی موجودگی کا پتہ دیتی تھی فضاؤں کی نشیلی ادائیں ان کے متلاشیوں کی رہنما بن جاتی تھی ان کے وجود مسعود کی طراوت سے ماحول کی پلکیں ایسی بھیگ جاتی تھی کہ دیر تک ان سے شریعت کی لطافت کا خمار ٹپکتا تھا اور اس کی نکہت ریزی پکار اٹھتی کہ روح چمن یہاں ہے فضائل جن کے دامن سے لگ کر مچل اٹھتے تھے خوبی جن کی صحت پا کر خوشی سے اچھل پڑتی تھی۔

آج علم کے دو چار شاخوں تک رسائی کے بعد لوگ بھولے نہیں سماتے عمل میں دو چار قدم بڑھا دینے کے بعد اتنی بلندی پر خود کو محسوس کرنے لگتے ہیں کہ جہاں سے تمام قد چھوٹے نظر آنے لگتے ہیں مگر حق یہ ہے کہ علم جس پر ناز کرے وہ ہی عمدۃ المحققین عمل جس پر رشک کرے وہ ہیں عمدۃ المحققین تقوی و طہارت جس پر فخر کرے وہ ہیں زینا الاتقیاء یہی وجہ ہے کہ استاذ گرامی مفتی صاحب کی یاد دلوں کو سرور قلوب کو نور بخشتی ہے ان کی میٹھی میٹھی باتوں سے عقیدت مندوں کا سینہ روشنی کا مدینہ بنا رہتا ہے۔ دس سال ہونے والے ہیں۔ ان کی وصال کو ان دس سالوں کے اندر کتنی یادوں کے چراغ گل ہوئے مگر مفتی زین الدین صاحب ہیں کہ ان کی یادوں کی شمع آج بھی دلوں کے محراب اور تصورات کے منبر پر روشن ہے۔

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

علماء دین وارث انبیاء ہیں ان کا وجود رحمت الہی ہے جس سرزمین پر ایک عالم دین

رونق افروز ہو وہ رحمت و برکت کا مورد ہوتی ہے اور اسکے وجود مبارک کی برکت سے اللہ تعالی بہت سی آفات و بلیات اس خطے سے دفع فرما دیتا ہے دین کا نظام اسی گروہ حق کے ساتھ قائم ہے شریعت مطہرہ کے یہی محافظ ہیں۔آپ علیہ رحمہ ماں اپنے اوصاف جمیلہ عادت نبیلہ سے جہاں بھی گئے جہاں بھی رہے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا کیا آپ علیہ الرحمہ آمنہ گونا گوں خوبیوں کے مالک تھے اللہ تعالی نے آپ کو علم کی عظیم دولت سے نوازا تھا درسیات سے خلق خدا کی خوب رہنمائی کی دین وسنیت کا پیغام خوب عام و تام کیا ان خوبیوں کے وجہ سے آپ کو بھلایا نہیں جا سکتا ہے۔درس وتدریس کے دوران مفتی صاحب کو ذرہ برابر بھی کوتاہی برداشت نہیں ہوتی تھی چاہے وہ تلامذہ کے طرف سے ہو یا اساتذہ کی جانب سے درس کے وقت غیر ضروری کام ناپسند کرتے تھے۔گرمی برسات سردی علالت ہو یا تھکان برادر درس دیتے۔

آپ علیہ الرحمہ کی عمدہ تربیت کا ہی نتیجہ ہے کہ ان کی درسگاہ فیض رساں سے جتنے بھی طلباء نے فیض پایا وہ اپنے وقت کے آفتاب و ماہتاب بن کر افق عالم پر جگمگا رہے ہیں۔آپ علیہ الرحمہ کی انداز ذہن کی حمیت وغیرت اور احترام شریعت کا جذبہ اس درجہ کہ زندگی کے کسی بھی مسئلے پر تفکر وتدبر کا سب سے پہلا تصور یہ تھا کہ یہ کام شریعت کے مطابق ہے یا نہیں۔مشکوک سے اجتناب کرتے تھے ہر دوا پوچھ کر اطمینان کر لیتے تھے کہ اس میں اسپرٹ یا الکحل تو نہیں۔تمام منہیات سے حتی المقدور بچتے تھے اور تمام عوامل کو بجالاتے۔آپ علیہ الرحمہ اپنے آقا کے فرامین پر عمل کرتے ہوئے طلبہ کو ہمیشہ علم میں مشغول رہنا دیکھنا چاہتے تھے اتنے عظیم المرتبت محب صادق صاحب علم وعمل ل شخصیت ۱۱ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۴ جولائی ۲۰۱۱ ع بروز جمعرات کو اپنے محبین ومخلصین کو یہ درس دیتے ہوئے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

سوچتا ہوں زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا
میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

زینت الاتقیا کی کچھ یادیں کچھ باتیں:

حضرت مولانا شمیم صاحب بنگال

گھر سے مالیگاؤں کا سفر 1993 ماہ شوال میں ہم چند لڑکے حضور زینت الاتقیاء کی سرپرستی میں گھر سے نکل کر کشنگنج ریلوے اسٹیشن پہونچے پھر ٹرین میں بیٹھ کر ہوڑہ کے لئے روانہ ہوے تقریبا گیارہ یا بارہ بجے رات ہوڑہ ریلوے اسٹیشن پر اترے حضور زینت الاتقیاء نے فرمایا بچو اپنا اپنا سامان اٹھاؤ اور ایک جگہ رکھ دو اور سب لڑکے سامان کے چاروں طرف اپنی اپنی چادر بچھا کر سوجاؤ میں جاگتا ہوں ہم لوگوں نے کہا آپ آرام کیجئے ہملوگ جاگتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: نہیں آپ سب لڑکے سوجاؤ، پس ہم نے دیکھا کہ حضور زینت الاتقیاء اپنی صدری کے جیب سے تسبیح نکال کر ہاتھ میں لئے اور اللہ کے ذکر میں مصروف ہو گئے۔

چونکہ رات کافی ہو چکی تھی۔ ہم سب لڑکے سو گئے، کچھ دیر کے بعد حضور زینت الاتقیاء کی آنکھیں بھی لگ گئ آنکھوں کا لگنا تھا کہ چوروں نے سامانوں کو اٹھانا چاہا تو فوراً آپ کی آنکھیں کھل گئیں۔ آپ نے ایک آواز لگائی اے لڑکوں اٹھو سامان آواز سنتے ہی ہم سب اٹھ کر بیٹھ گئے پھر ہم سب نے دیکھا کہ چور جانے لگے اور آپ نے فرمایا اللہ کا شکر ہیکہ میری آنکھ کھل گئ اور سامان بچگئے پھر بخیر وعافیت سفر کرتے ہوے مالیگاؤں دارالعوام حنیفہ سنیہ پہونچے۔

حضور زینت الاتقیا کو ان کے ہی گاؤں کے ایک شخص نے کھانے کی دعوت کی آپ نے قبول فرمالی۔ حضرت وقت مقررہ پر صاحب خانہ کے وہاں تشریف لے گئے راقم الحروف بھی حضرت کے ساتھ دعوت میں موجود تھا گاؤں کے چند اور لوگ بھی دعوت میں آئے ہوئے تھے پہلے فاتحہ خوانی ہوئی۔ اس کے بعد تمام لوگوں کے ہاتھ دھلائے گئے دسترخوان بچھایا گیا دعوت میں آئے ہوئے سبھی لوگ دسترخوان کے چاروں طرف بیٹھ گئے، صاحب خانہ نے حضرت کے لئے کچھ مخصوص طریقے کا بنایا ہوا ناشتہ لایا اور فروٹ وغیرہ بھی تھا پھر حضرت سے کہا آپ ناشتہ کیجئے اس کے بعد سبھوں کے لیے کھانا لارہا ہوں حضرت نے فرمایا ایک دسترخوان پر ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں ناشتہ بھی کروں اور کھانا بھی

کھاؤں اور دوسرے لوگ صرف کھانا کھائیں یہ سنت کے خلاف ہے۔

لہذا ایسا کرو کہ ناشتے کی پلیٹ میں جو کچھ ہے ان میں سے ہر ایک کے اتنے ٹکڑے کرو جتنے لوگ دسترخوان پر موجود ہیں تھوڑا تھوڑا کر کے سبھوں کی پلیٹ پر ڈالو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایسا ہی کیا گیا، جیسا حضرت نے فرمایا پھر آپ نے سب کے ساتھ مل کر ناشتہ اور کھانا تناول فرمایا الحمد اللہ حضور زینت الاتقیاء کی ہر آدا، سنتے مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ گھر سے مالیگاؤں کا سفر 1993 ماہ شوال میں ہم چند لڑکے حضور زینت الاتقیاء کی سرپرستی میں گھر سے نکل کر کشن گنج ریلوے اسٹیشن پہونچے پھر ٹرین میں بیٹھ کر ہوڑہ کے لئے روانہ ہوئے تقریبا گیارہ یا بارہ بجے رات ہوڑہ ریلوے اسٹیشن پر اترے حضور زینت الاتقیاء نے فرمایا بچو اپنا اپنا سامان اٹھاؤ اور ایک جگہ رکھ دو اور سب لڑکے سامان کے چاروں طرف اپنی اپنی چادر بچھا کر سو جاؤ میں جاگتا ہوں، ہم لوگوں نے کہا آپ آرا م کیجئے، ہملوگ جاگتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: نہیں آپ سب لڑکے سو جاؤ، پس ہم نے دیکھا کہ حضور زینت الاتقیاء اپنی صدری کے جیب سے تسبیح نکال کر ہاتھ میں لئے اور اللہ کے ذکر میں مصروف ہو گئے۔ چونکہ رات کافی ہو چکی تھی۔ ہم سب لڑکے سو گئے، کچھ دیر کے بعد حضور زینت الاتقیاء کی آنکھیں بھی لگ گئ۔

آنکھوں کا لگنا تھا کہ چوروں نے سامانوں کو اٹھانا چاہا، تو فوراً آپ کی آنکھیں کھل گئیں۔ آپ نے ایک آواز لگائی اے لڑکوں اٹھو، سامان آواز سنتے ہی ہم سب اٹھ کر بیٹھ گئے ، پھر ہم سب نے دیکھا کہ چور جانے لگے اور آپ نے فرمایا: اللہ کا شکر ہیکہ میری آنکھ کھل گئ اور سامان بچ گئے پھر بخیر و عافیت سفر کرتے ہوے مالیگاؤں دار العوام حنیفہ سنیہ پہونچے۔

1999 ماہ اگست کو جامع اشرف کچھو چھہ شریف میں حضور زینت الاتقیاء سے میری ملاقات ہوئی کافی دیر تک بات چیت کا سلسلہ چلتا رہا درمیان گفتگو میں نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ کے تعلق سے میں نے ایک خواب دیکھا ہے اجازت ہو تو عرض کروں حضرت نے فرمایا خواب بیان کرو میں نے عرض کیا آج سے کچھ دن پہلے کی بات ہے کہ ربیع الثانی کی گیارہویں شب کو آپ کا انتقال ہو چکا ہے پھر میں گھبراہٹ کے عالم میں نیند سے بیدار ہوا گھڑی کی طرف دیکھا تو صبح صادق کا وقت تھا اس خواب کی تعبیر کیا ہوگی، حضرت نے فرمایا: تمہارا خواب مبارک ہے۔ پھر حضرت نے

فرمایا: کہ میں نے بھی اسی تاریخ کو یا پھر ایک دوشب بعد ایک خواب دیکھا ہے کہ میری حجن دادی میرے خواب میں آئی اور ایک ہانڈی انکے پاس ہے مجھ سے کہہ رہی ھیں کہ بیٹا سب لوگ آ گئے ہیں اور سب کو اپنا اپنا حصہ مل گیا ہے اور میں تمہارا حصہ لیکر انتظار کر رہی ہوں جلدی آ وٴ اور اپنا حصہ لے لو پھر حضرت نے فرمایا کہ اب میری عمر زیادہ دن نہیں ہے اور دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو دوبار ہلائے پھر آنکھیں بند کر لئے پھر چند سیکینڈ کے بعد آنکھیں کھول کر فرمایا تھوڑی سی اور لہذا انگلیوں کی حرکت سے دس سال سمجھ میں آ رہا تھا لیکن تھوڑی سی اور کا مطلب اس وقت سمجھ نہ سکا جب ہماری ملاقات کو بارہ سال ہو گئے اور ماہ اگست 2011 میں حضرت زینت الاتقیاء اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف رحلت فرما گئے تب تھوڑی سی اور کا مطلب سمجھ میں آیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خاکپائے حضور سرکار کلاں محمد شمیم اشرفی کھوکھا

زینت الاتقیا: ایک عامل کامل تعویذات وعملیات کے آئینے میں

مولانا انور رضا جامعی

خداوند قدوس نے ہر بیماری کا علاج پیدا فرمادیا ہے جس طرح بیماری خدا کی نعمت ہے۔اسی طرح علاج بھی خدا کی نعمت غیر مترقبہ ہے۔مادی علاج اور روحانی علاج میں فرق یہ ہے کہ مادی علاج مادی بیماری کیلئے ہی ہوتا ہے لیکن روحانی علاج روحانی امراض کا بھی حل ہے اور مادی بیماری کا بھی حل ہے مستزاد یہ کہ آپسی اختلافات، تسخیر خلق، تسخیر حکام، تسخیر دشمن، حصول اولاد، ادائیگی قرض، حصول غنا، حصول رشتہ، آسیبی خلل، وغیرہ یہ وہ مسائل ہیں جن کا علاج صرف اور صرف روحانیات ہی میں ممکن ہے روحانی علاج کا سلسلہ خیر القرون سے چلا آ رہا ہے۔ ہمارے اکابرین و بزرگان دین خدمت خلق کے مقصد سے دعا تعویذ اور اپنے مخصوص اوراد و وظائف سے خلق خداوندی کو فیض پہنچاتے رہے ہیں زینت الاتقیاء پیر طریقت عالم ربانی الشاہ

مفتی زین الدین علیہ الرحمہ کی تعویذات میں مؤثر حقیقی پروردگار عالم نے زبردست اثر رکھا تھا۔ جو بندہ ایک مرتبہ تعویذ لے گیا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اگلی دفعہ وہ دوسرے طریقہ علاج کو چھوڑ کر حضرت کی خدمت میں دعا اور تعویذ کے لئے حاضر ہو جاتا۔

چنانچہ ناسک میں رہنے والے الحاج غلام جیلانی کا کاروبار گھاس کی خرید وفروخت کا تھا جو کافی دنوں سے بہت مندا چل رہا تھا قریب تھا کہ تھک ہار کر یہ کاروبار چھوڑ دیتے حضرت زینت الاتقیاء سے رجوع کیا تو آپ نے خیر وبرکت کی دعا فرمائی اور کچھ عملیات ووظایف عطا فرما یا پھر اللہ کا ایسا کرم ہوا کہ جناب غلام جیلانی صاحب نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ اسی طرح جناب حاجی شکیل صاحب ناسک کی پریشانی یہ تھی کہ انہوں نے اپنا مکان پر دے رکھا تھا کرایہ دار کرایہ اور نہ مکان خالی کر رہا تھا۔ ساتھ ہی اس فراق وکوشش میں تھا کہ مکان پر قبضہ کر کے ملکیت حاصل کر لیا جائے بے چارہ مالک مکان بہت پریشان ہر ممکن کوشش کی بے شمار عامل حضرات سے کام کروایا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر تھک ہار کر حضور زینت الاتقیاء کی طرف رجوع کیا۔

آپ نے کچھ پڑھ کر دیا اور تعویذ عنایت فرمائی پھر کچھ ایسا ہوا کہ کرایہ دار چند مہینے میں مکان خالی کرنے پر رضامند ہو گیا جس سے حاجی شکیل کا ایک بہت پیچیدہ مسئلہ حل ہو گیا جس کا تذکرہ حاجی صاحب ہمیشہ کیا کرتے اور اپنے او پر حضرت کے احسان کو یاد کرتے۔ مالیگاؤں میں دارالعلوم حنفیہ سنیہ ہو یا دارالعلوم عظمت مصطفی یا الجامعۃ الزہرا اظہار العلوم خیاں بھی آپ رہے۔ ہمیشہ آپ کا معمول رہا کہ بعد نماز عصر تا مغرب خدمت خلق کے لئے وقف فرما دیا تھا درس وتدریس؛فتوی نویسی اور دارالعلوم کے دیگر انتظامی امور سے وقت نکال کر دعاء تعویذ سے لوگوں کو فیض پہنچاتے رہتے یہاں تک کہ کثرت ہجوم کی وجہ سے بورڈ چسپاں کرنا پڑا کہ تعویذات حاصل کرنے کا وقت بعد عصر تا مغرب ہے لہذا مقررہ وقت پر ہی آئیں۔

آپ کے روحانی فیضان کا سلسلہ اتنا عام ہوا کہ چھٹیوں میں جب گھر تشریف لے جاتے تو وہاں بھی دوست واحباب رشتہ دار اڑوس پڑوس دعا تعویذ کے لئے آپ کے مکان پر حاضر ہو جاتے خود راقم الحروف کو یاد ہے کہ 1995ء میں ہمارے مکان کی چھت جو کہ پترے کی ہے روزانہ ڈھیل اور پتھر پھینکے جانے کی آواز آتی تھی اور ساتھ ہی ساتھ گھر کا گیٹ ہلنے

اور دھکیلنے کی آواز سے سب کی آنکھ کھل جاتی اور جب باہر نکلتے تو کوئی نظر نہیں آتا تھا بلکہ بسا اوقات گھر کے کسی نہ کسی کو آسیب نظر آتا اور بڑی تکلیف اور دہشت ناک منظر ہوتا تھا میں اپنا واقعہ بتا رہا ہوں کہ ایک دن رات میں طلوع فجر کے وقت رم جھم بارش ہونے لگی اور کھلے آسمان آنگن میں دھان رکھا ہے گھر کے سب افراد دھان سمیٹنے لگے ہیں۔

جب کہ میں چھوٹا ہونے کی وجہ سے بستر پر لیٹا ہوں یکا یک میرے سر کی طرف کھلے بال ڈراونی صورت میں تین فرد کھڑے ہیں اور میں اٹھنے اور اسے پکڑنے کی جونہی کوشش کرتا ہوں وہ آسیبی صورت مجھے تھپکی دے رہی ہے جس سے مجھے حرکت کرنے کی طاقت نہیں مل رہی کچھ دیر کے بعد وہ صورت غائب ہوئی اور مجھے قرار آیا پھر تو مجھے بھی بڑا خوف محسوس ہونے لگا۔ اس تکلیف سے نجات پانے کے لیے متعدد عاملوں کے پاس گئے بندش کیی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا آخر کار شعبان المعظم میں مدرسہ کی تعطیل کلاں پر حضرت وطن تشریف لائے اور یہ شکایت پیش کی گئی اور رمضان بھر یہ معاملہ چلتا رہا آخر کار حضرت سے بار بار شکایت کرنے پر آپ نے فرمایا گھوڑے کی نعل کہیں سے لے آ تو کاروائی کریں بہت تلاش کرنے پر بھی کہیں نعل نہ ملا آخر کار پھر حضرت نے اپنے حساب سے عمل شروع کیا اور حیرت ہے کہ چند دنوں کے بعد پورا گھر آسیبی خلل اور شیطانی حرکتوں سے محفوظ اور پر سکون ہو گیا **الحمد للہ علی ذالک**

1995 عیسوی کی بات ہے بمبئی کے ممبرا میں قائم ادارہ دار العلوم اشرفیہ غریب نواز میں رہتے ہوئے اپنے شاگرد حضرت مولانا جمن علی مقام جھاڑی باری اسلام پور بنگال ؒ کو امامت و خطابت کے لئے کلیان سے ڈیڑھ سو کلومیٹر دور آلے پھاٹہ میں مقام بوٹا روانہ فرمایا یہاں کے لوگوں کے مختلف مسائل کے پیش نظر مولانا چمن علی علیہ الرحمہ نے حضرت زینت الاتقیاء کو مدعو کیا یہاں کئی لوگوں کا پانی کا بور اور کنواں خشک ہو چکا تھا حضرت کے اپنے مخصوص روحانی عمل سے کئی سال سے پڑا خشک کنواں پانی سے لبالب ہو گیا اور بورنگ پانی سے لبریز ہو گیا یہاں کے باشندے جناب یعقوب تنبولی حاجی جمال شیخ اور علی بھائی تنبولی اور دیگر احباب نے بصد اصرار حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور مرید ہوئے۔

مالیگاؤں کے خوش آمد پورہ میں دار العلوم خانقاہ اشرفیہ کی نئی عمارت کی جگہ پر بورنگ

کرنے کی ضرورت پیش آئی ٹرسٹیان نے طے کیا کہ حضرت زینت الاتقیا سے جگہ تجویز کرائی جائے اور جب حضرت کو لینے کے لئے دارالعلوم عظمت مصطفی میں آئے تو پتہ چلا کہ حضرت کی طبیعت علیل ہے ابھی ابھی ڈاکٹر نے انجکشن اور دوائیاں دی ہے اور حضرت آرام فرمارہے ہیں کسی کو اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی ادھر بورنگ کی گاڑی بھی آچکی ہے۔شام بھی ہورہی تھی۔

آخر کار حاجی اقبال (نو بہار) نے الحاج سعید احمد پلمبر صاحب کو فون کیا کہ آپ ہی حضرت کو آنے کے لئے تیار کریں۔حضرت آپکی بات رد نہیں کریں گے اور یہاں کی صورت حال یہ ہے کہ سب تیار ہے۔گاڑی بھی آچکی ہے۔شام بھی ہورہی ہے۔آپ ہی کچھ کیجئے۔آخر کار حاجی سعید احمد پلمبر نے فون پر حضرت کو تیار کیا اور آپ تشریف لے گئے فاتحہ خوانی کی اور کچھ وظیفہ پڑھا اور پوری جگہ کا معائنہ کرنے کے بعد ایک کونے میں نشان لگا کر فرمایا اس جگہ بورنگ کرو پھر آپ واپس تشریف لائے۔ادھر بورنگ کا کام شروع ہوا اور لگ بھگ ڈیڑھ سوفٹ مکمل ہونے پر بھی پانی عنقا رہا ذمہ داران نے دوسری جگہ بورنگ کرنا چاہا مگر جب حضرت زینت الاتقیاء کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا بورنگ کا کام اسی جگہ جاری رکھو دوسری جگہ کی ضرورت نہیں۔ان شاء اللہ پانی وہیں سے نکلے گا پھر کچھ ایسا کرم ہوا کہ بورنگ کا کام چلتا رہا یہاں تک کہ پانی کا سوتا چھلک پڑا اور جل تھل ہوگیا۔

الحمد للہ وہاں کی مدارس میں رہتے ہوئے جب کبھی بھی حضرت ناسک میں حضرت مفتی محبوب عالم صاحب رضوی کے مکان میں تشریف لاتے معتقدین کا ہجوم رہتا۔

کچھ عملیات تو وہی جو عملیات کی مستند اور مشہور کتابوں میں موجود ہے دیگر اور کچھ اوراد ووظائف وہ تھے جو آپ کے پیرومرشد حضور مخدوم المشائخ سید مختار اشرف سرکار کلاں نے آپکو تعلیم فرمائی تھی جبکہ کچھ عملیات کی اجازت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے آپ کو حاصل ہوئی تھی۔

زینت الاتقیا کی تعلیمی خدمات

مولانا ساجد ہاشمی اتر دیناجپوری

خدائے قدیر وجبار نے اپنے بندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے۔“ تقویٰ اور پرہیز گاری کے ذریعہ ہی انسان کو ایک اعلی وارفع مقام حاصل ہوتا ہے، لیکن اس سے پہلے بھی انسان کو کچھ حاصل کرنا ہوتا ہے جس کے بعد انسان تقویٰ کی راہ پر گامزن ہوتا ہے اور وہ چیز ”علم“ ہے جس کے بارے میں کلام باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اللہ کے بندوں میں اس سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہوتے ہیں۔“ گویا علم تقویٰ کی پہلی منزل ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی ہر شخص پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علمائے کرام کو اپنا وارث ونائب بنایا۔

ہر دور میں یہ وارثین اپنی خداداد صلاحیتوں کے ذریعہ قوم وملت کی رہنمائی فرماتے رہے ہیں اور ان شاء اللہ تا قیامت فرماتے رہیں گے، انہیں وارثین میں سے ماضی قریب کی ایک عظیم شخصیت حضور زینت الاتقیاء الحاج مفتی زین الدین اشرفی علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات ہے۔ آپ کی پیدائش مغربی بنگال کے ضلع اتر دیناجپور کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی۔ پھر آپ نے دینی علوم کی تکمیل کے لیے ایک ایسی درسگاہ کا انتخاب کیا جو خود بارگاہ رضویہ کا فیض یافتہ ہے۔ یعنی آپ نے جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے درس نظامی کی تعلیم مکمل کی۔ جس کی وجہ سے آپ تقویٰ کی اس منزل پر فائز ہوئے کہ لوگوں نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا کہ حرام تو حرام مشتبہ چیزوں سے بھی آپ پرہیز کرتے ہوئے نظر آئے۔

اس ناچیز نے یہ بارہا دیکھا کہ جب کوئی طالب علم آپ کے پاس بطور امانت اپنے روپے پیسے جمع کرنے آتا تھا تو آپ اس سے پوچھ لیتے کہ کیا میں ان نوٹوں اور پیسوں کو خرچ کرسکتا ہوں، جب آپ کو چاہیے آپ لے لینا، جبکہ حال یہ تھا کہ آپ ہر طالب علم کے پیسے الگ الگ باندھ کر رکھتے تھے اور بعینہ وہی نوٹ آپ اس طالب علم کو عنایت فرماتے تھے جو انہوں نے جمع کیا ہوتا۔ آپ آسمانِ علم کے ایک ایسے آفتاب تھے جس کے غروب ہونے بعد بھی آج مخلوق خدا آپ کی چھوڑی ہوئی ہزاروں شاگردوں کی جماعت سے ہدایت پاتے ہوئے نظر آرہی ہے۔

تدریسی خدمات:

آپ نے علم دین حاصل کرنے کے بعد قوم وملت بالخصوص طالبان علوم نبویہ کو سنوارنے کے لیے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مختلف دینی وملی خدمات تدریس، اصلاحی بیان، فتویٰ نویسی وغیرہ کی صورت میں پیش فرمائی۔ حضور زینت الاتقیاء کو اللہ رب العزت نے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازتھا۔

آپ جہاں جس مسند پر رونق افروز ہو گئے اپنی علمی صلاحیتوں کا لوہا منوالیا۔ آپ کے تلامذہ میں آج وقت کے جید علماء وخطباء نظر آتے ہیں۔ مدرسہ اشرفیہ برہان پو، مدرسہ عزیز العلوم نان پارہ اور دارالعلوم غریب نواز الہ آباد کے طلبا کو آپ نے اپنے علمی فیضان سے نوازا، پھر آپ نے اپنی علمی قابلیت کا سکّہ کچھوچھہ مقدسہ کی عظیم درسگاہ جامع اشرف پر جمایا، اس کے بعد دارالعلوم غریب نواز (ممبرا) کو آپ نے علمی فیضان سے فیض یاب کیا، دارالعلوم اہلسنت صادق العلوم شاہی مسجد (ناسک) کے طلبا نے آپ سے اکتساب فیض کیا، دارالعلوم حنفیہ سنیہ (مالیگاؤں) میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے اور دارالعلوم اہلسنت عظمت مصطفےٰ (مالیگاؤں) کے دارالافتاء میں بیٹھ کر آپ نے سینکڑوں فتاوے تحریر کیے۔ ناچیز نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا کہ جب آپ دارالعلوم عظمت مصطفی میں طلبا کو علمی فیضان سے نواز رہے تھے ان ہی دنوں میں کنیزانِ فاطمہ کے لیے آپ الگ سے ٹائم نکال کر بلا معاوضہ بناتِ حوا کو قال اللہ وقال الرسول کا درس دیا کرتے تھے۔

اخیر عمر میں تصوف کی عظیم درس گاہ جامعہ صوفیہ (کچھوچھہ شریف) میں مسند تدریس پر فائز ہو کر آپ نے وہاں کے طلبا کو تصوف کی تعلیم سے نوازا۔ غرض کہ آپ کی پوری زندگی تعلیم وتعلم، درس وتدریس ہی میں صرف ہوئی۔ اس دوران آپ کو بھی حادثات زمانہ کا سامنا کرنا پڑا، لیکن آپ نے اپنے مشن کو کامیاب بنانے کے لیے صبر واستقامت کے ساتھ ہر مشکل کو برداشت کیا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اللہ رب العزت نے آپ کو کامیابی عطا فرمائی اور وہ کامیابی یہ ہے کہ آپ نے اپنی کاوشوں سے کنیزانِ فاطمہ کی علمی تشنگی کی سیرابی کے لیے ایک علمی سرچشمہ منصہئ شہود پر لایا۔ گویا خواہش یہ تھی کہ۔۔۔۔۔

اسی محراب سے ایک راستہ صدرنگ نکلے گا سفر جب ختم ہوگا ہر مسافر دنگ نکلے گا

جامعۃ الزہراء اہلسنت کے لیے ناقابل فراموش کارنامہ

خداوند قدوس جن لوگوں سے دین کا کام لینا چاہتا ہے انہیں خلوص بھی عطا فرما دیتا ہے۔ جامعۃ الزہراء اہلسنت اظہار العلوم (مالیگاؤں) کی بنیاد خلوص پر رکھی گئی۔ ہوا یوں کہ ۱۹۸۲ء تک مالیگاؤں شہر میں کنیزانِ فاطمہ کی تعلیم وتربیت کا کوئی نظام نہیں تھا لیکن معاشرے میں کچھ لوگ نبض شناس بھی ہوتے ہیں جنہیں ان چیزوں کی کمیاں نظر آتی ہیں۔ مرحوم ماسٹر محمد یونس کاملی (سابق امام مدوسیٹھ مسجد اسلامپورہ) نے اس کمزوری کو محسوس کیا اور اپنے رفقاء کے ساتھ آپنے مدرسہ مصباح العلوم برائے طالبات (مدرسہ اشرفیہ برکاتیہ نجم العلوم میں) جاری کیا۔

مصباح العلوم سے جامعۃ الزہراء اہلسنت اظہار العلوم تک کا سفر

آہستہ آہستہ مدرسہ کو مقبولیت ملتی گئی، پھر ضرورت پڑنے پر حاجی محمد صابر اکھاڑہ مسجد کے سامنے کے مکان کو کرائے پر لے کر مدرسہ کو وہاں منتقل کیا گیا۔ اب تک اس مدرسہ میں ناظرہ اور تجوید کی تعلیم دی جاتی تھی لیکن حضور زینت الاتقیاء علیہ الرحمہ ایک مرتبہ مالیگاؤں تشریف لائے اور مدرسے کے تعلیمی امور کا جائزہ لیا اور مدرسہ کے اراکین کو حوصلہ دیتے ہوئے درس نظامی کے آغاز کا مشورہ عنایت فرمایا۔

اراکین کو حوصلہ ملنا تھا کہ کوششوں میں لگ گئے لیکن مشکل یہ تھا کہ طالبات کو پڑھائے تو پڑھائے کون، تو آپ کو ۱۹۸۵ء میں جب برہانپور کے مدرسہ سے شعبان کی تعطیل ملتی تو آپ بجائے اپنے وطن جانے کے مالیگاؤں تشریف لے جاتے اور قوم کی ہونہار بچیوں کو علم حدیث، تفسیر اور فقہ کی تعلیم سے نوازتے، لیکن جب حضرت زینت الاتقیاء کی تعلیم اور اخلاص کا سنگم ہوا تو اب اسلام پورہ (مدرسہ) کی زمین بھی تنگ دامنی کا شکار ہونے لگی تو اراکین مدرسہ نے مچھلی بازار میں آدھا پلاٹ زمین خرید کر اس پر مدرسہ قائم کیا اور یہ مدرسہ دیکھتے ہی دیکھتے مکتب سے جامعہ کی شکل اختیار کر گیا۔ نیز مصباح العلوم سے جامعۃ الزہراء اہلسنت اظہار العلوم ہو گیا۔ حضرت زینت الاتقیاء کی محنتیں رنگ لائیں اور جامعہ کے افتتاح کے وقت آپ نے باضابطہ طور پر عالمات وفاضلات کی ایک بڑی جماعت عطا کی اور انہیں اسناد فضیلت سے نوازا گیا لیکن اب بھی حضرت کی کرم نوازیوں کا سلسلہ جاری رہا۔

کنیزانِ فاطمہ کو بلامعاوضہ تعلیم وتربیت

جب ناسک کی سرزمین پر دارالعلوم اہلسنت میں آپ کا تقرر ہوا اس وقت آپ بچیوں کی تعلیم کے لئے جمعرات کے دن جب دارالعلوم سے فرصت ملتی دوپہر کے وقت مالیگاؤں تشریف لاتے اور بناتِ حوا کو قال اللہ وقال الرسول کا درس دیتے اور دوسرے روز جمعہ کو پھر ناسک تشریف لے جاتے۔ ان ایام میں آپ نے جامعہ کی بچیوں کو بلامعاوضہ تعلیم دی۔اس طرح سے آپ نے جامعہ کا پودا لگایا اور اسے اپنی محنتوں سے سینچ کر ایک تناور اور ثمر آور درخت بنادیا۔آج اس درخت کی کلیوں اور پھولوں سے پورا ہندوستان مہک رہا ہے۔ملک بھر میں جہاں کہیں بھی خواتین اسلام کا ادارہ جاری ہے اکثر وبیشتر جگہ حضور زینت الاتقیاء رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان علم سے فیض یافتہ ہیں۔جب تک جامعہ باقی رہے گا حضرت کی یاد اہلسنت کی مشام جاں کو معطر کرتی رہے گی اسی لئے حضرت علامہ سعید اعجاز کامٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا:

اللہ اللہ مفتی زین الدین کا یہ فیضانِ کرم،خوشبو بن کر پھیلے ہوئے ہیں الجامعۃ الزہراء میں جامعۃ الزہراء اہلسنت اظہار العلوم حضور زینت الاتقیاء علیہ الرحمہ کا ناقابل فراموش کارنامہ ہے جسے اہل سنت تادم حیات نہیں بھلا سکتے۔آپ کی وفات ۱۱/شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ بروز جمعرات، بعد نماز فجر ہوئی۔آپ کی پوری زندگی شریعت اسلامیہ کی پابندی اور خلوص کے ساتھ عظیم دینی خدمات پیش کرنے سے عبارت ہے۔

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہرباری کرے حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت کی ان خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے حضرت کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور ہم سب کو آپ کے نقش قدم پر چل کر دینی وملی خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین ثم آمین)

نوٹ: حضور مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہر سال ۷/شوال المکرم بمقام کھوکسا عمرہ، پوسٹ مجلسپور، وایا کانکی، ضلع اتر دیناجپور (بنگال) بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے جس میں دیوانوں کی بھیڑ امنڈ پڑتی ہے اور فیوض وبرکات سے مالا مال ہوکر واپس ہوتے ہیں۔

❁❁❁

زینت الاتقیا: پاسبان ملت کا حسین انتخاب

محمد محمود عالم نظامی سعدی
استاذ دارالعلوم غریب نواز الہ باد یوپی

خطیب مشرق حضور پاسبان ملت علیہ الرحمہ کی ہمیشہ خواہش رہی کہ دارالعلوم غریب نواز میں ماہر علوم وفنون اساتذہ کی جماعت موجود ہولہذا آپ کا دورۂ خطابت تلاش ماہرین میں مددگار ثابت ہوا آپ جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے باعمل با اخلاص ماہر مدرس کی تلاش جاری رکھتے چنانچہ حضرت علامہ مفتی زین الدین صاحب قبلہ کی تقرری بحیثیت صدرالمدرسین دارالعلوم نواز میں آپ کے حسین انتخاب کا نتیجہ ہے اور الحمد للہ مفتی زین الدین صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے فرائض منصبی کو بحسن وخوبی انجام دے کر حضور پاسبان ملت کے امیدوں پر کھرے اترے۔

راقم الحروف نے ایک مرتبہ حضرت علامہ مولانا خورشید انور نظامی استاذ دارالعلوم غریب نواز سے علامہ مفتی زین الدین علیہ الرحمۃ والرضوان کے تعلق سے استفسار کیا، تو حضرت علامہ خورشید انور نظامی صاحب (جوکہ مفتی زین الدین علیہ الرحمہ کے دور میں دارالعلوم غریب نواز میں طالبعلم تھے) نے تحریرا چند صفحات پر مشتمل اپنا تاثر پیش کیا جو قارئین کے لیئے پیش خدمت ہے آپ لکھتے ہیں کہ سیدی وسندی استاذی فاضل معقولات ومنقولات صوفیٔ باصفا پیکر زہد وتقوی۔

حضرت علامہ مولانا مفتی زین الدین صاحب قبلہ اشرفی رحمۃ اللہ علیہ سابق صدر المدرسین دارالعلوم غریب نواز الہ آباد کی پرشکوہ پروقار نستعلیق شخصیت محتاجِ تعارف نہیں صدیاں بیت جاتی ہیں تب جا کر کوئی ایسی شخصیت بحیثیت درنایاب اس عالم فانی میں نمودار ہوتی ہے جس کو خلق خدا اپنا مشعل راہ بنالیتی ہے اس قدر ان کی ذات مرجع خلائق ہوجاتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے ایک مقناطیسی قوت ہے جس کی کشش اپنے اور پرائے سب کو کھینچ لیتی ہے گویا کہ وہ ایک شمع ہے اور ساری مخلوق اس کے پروانے ہیں یہ اس دور کی بات ہے کہ میں ابتدائی تعلیم وتربیت یہ مراحل

سے گزر رہا تھا میرا صورت بھی پوری طرح بیدار نہیں ہوا تھا اور حصول علم کے لیے میں شمالی ہند کی مشہور ومعروف دینی درسگاہ دارالعلوم غریب نواز میں حاضر ہوا تو دارالعلوم کی عالی شان عمارت پاسبان ملت خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کی عظیم الشان شخصیت اور حضرت علامہ مولانا ناصر ملت حضرت علامہ مولانا انوار احمد نظامی علیہ رحمہ کی قدر ومنزلت نے میرے ذہن کو بہت متاثر کیا بعدہ داخلہ لے کر میں راہ تعلیم وتربیت میں رواں دواں ہو گیا۔

اسی اثنا میری نگاہ ایک ایسی شخصیت پر پڑی جو دارالعلوم غریب نواز کے حسن کو دوبالا کیے ہوئے تھی جن کا سراپا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کا مصداق تھا رفتہ رفتہ معلوم ہوا کہ یہ حضرت علامہ مفتی زین الدین صاحب قبلہ صدر المدرسین دارالعلوم غریب نواز ہیں ایک سال یا اس سے زیادہ کا زمانہ حضرت کے ساتھ دارالعلوم غریب نواز میں گزرا ہوگا کہ حضرت غالبا مالیگاؤں تشریف لے گئے حضرت کا فقہی مقام کی بلندی کے بارے میں سنا کرتا تھا بعدہ میں علماء کرام سے حضرت کی تبحر فقاہت کے تعلق سے سنا چنانچہ حضرت کی شخصیت سے متعارف ہوا جو میری نگاہ نے دیکھا اور ذہن نے سمجھا وہ بیان کر رہا ہوں اس وقت میرا طفلانہ ذہن تھا لیکن میں ذہین تھا بغیر مبالغہ آرائی کے بیان کر رہا ہوں حضرت کی شخصیت خشیت الہی اور خوف خدا کا پیکر تھی بہت ہی منکسر المزاج سنجیدہ متین اور عالم باعمل تھے۔

جبل علم ہوتے ہوئے باطنی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن سے مرصع تھے یہ دور حضرت کی عالم شباب کا تھا پھر بھی اتنی عاجزی انکساری کہ مثال نہیں ملتی الہ آباد کی اکثر محلے کے بے شمار لوگ حضرت کی زیارت کے لیے صبح شام آتے تھے چونکہ حضرت کی شخصیت عالمانہ اور صوفیانہ شان وشوکت کی حامل تھی الہ اباد کی سنی عوام بہت حد تک ان کے گرویدہ تھی۔

پابندئی صلاۃ وجماعت کا اہتمام خود بھی کرتے اور طلباء سے بھی کراتے تھے آپ سراپا پیکر زہد وتقوی تھے غالبا ہمیشہ باوضو رہا کرتے تھے آپ بہت ہی نرم گو اور کم گو تھے بات کرنے کے درمیان ہمیشہ چہرے پر ایک حسین وخفی مسکراہٹ رینگتی تھی آپ بہت ہی سنجیدگی و متانت کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے تھے گویا کہ ان کا اٹھنا بیٹھنا ایک نمونہ عمل تھا آپ مجلسی

گفتگو میں مسلک اعلی حضرت کی ترویج و اشاعت بھرپور طریقے سے کرتے تھے طلباء کو ہمیشہ مسلک اعلی حضرت پر کاربند رہنے کی تلقین کیا کرتے تھے صبح کے وقت افتتاح درس سے پہلے سلام اعلی حضرت مصطفی جانے رحمت جو برمحل ترانہ ہے طلباء کے ساتھ صف میں کھڑے ہو کر پڑھتے تھے پھر اس کے بعد درسگاہ میں شاہی شاہانہ مزاج عالمانہ فکر اور صوفیانہ تدبر کے ساتھ تشریف فرما ہوتے بس یوں سمجھ لیجئے کہ تمام تر خوبیوں کے باوجود ایک بہت ہی اعلی معیار کے مدرس اور استاد تھے جس کی نظیر پیش کرنے سے دور حاضر قاصر ہے میرے خیال میں ایک عالم باعمل صوفی باصفا میں جو رکھ رکھاؤ اور طور طریقہ ہوتا ہے۔ حضرت میں بدرجہ اتم موجود تھا اور آپ کی شخصیت ہر لحاظ سے قابل تھی اور آپ اللہ کے برگزیدہ بندے تھے۔

میرے مربی میرے رہبر:
زینت الاتقیا مفتی محمد زین الدین نعیمی اشرفی

عالمہ زلیخا زبدہ، مالیگاؤں (ناسک، مہاراشٹرا)

اس دنیاے فانی میں روزانہ نہ جانے کتنے افراد پیدا ہوتے ہیں اور اپنی حیاتِ مستعار کے لمحات گزار کر موت کے دبیز پردوں میں روپوش ہوجاتے ہیں۔ دیکھا یہ جاتا ہے کہ ان میں سے اکثر کے اعزہ واقربا امتدادِ زمانہ کے ساتھ ان کی یادوں اور ان کی باتوں کو فراموش کردیتے ہیں۔ لیکن اس خاکدانِ گیتی پر کچھ ایسی مقدس، نیک طینت اور پاکباز ہستیاں بھی جلوہ گر ہوئی ہیں جنھیں نہ تو ان کے اعزہ واقربا فراموش کرتے ہیں نہ ہی انھیں قرب وجوار کے لوگ بھلاتے ہیں بلکہ ان کی شہرت ومقبولیت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ان کی یادوں کے چراغ ہزاروں لاکھوں دلوں میں جگمگ جگمگ کرتے رہتے ہیں۔ ان کی باتوں کا محفل محفل چرچا ہوتا رہتا ہے۔ ان کی تعلیمات کو لوگ حرزِ جاں بنائے ہوئے ان پر عمل پیرا رہتے ہیں۔

ایسے ہی جلیل القدر شخصیات میں بلاشبہ مؤقر ومستند ہستی، استاذ الاساتذہ، استاذِ گرامی عمدۃ المحققین، زینت الاتقیاء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد زین الدین نعیمی اشرفی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذاتِ ستودہ صفات کا شمار ہوتا ہے۔

آپ علیہ الرحمہ کی ذاتِ بابرکات بُرجِ سعادت پر شمسِ بازغہ بن کر چمکتی رہی، جس کی چمک دمک سے نہ جانے کتنے قلوب آج بھی روشن وتابناک ہیں۔ آپ کی علمی فیاضیوں اور جود وسخا کا ابرِ کرم لاکھوں بنجر دلوں پر آبِ رحمت برساتا رہا جس کی شادابی سے گلشنِ دین و ایمان آج بھی بہار بداماں ہے۔ آپ علیہ الرحمہ کے فیضانِ تجلی سے لاکھوں افراد سبیلِ ہدایت اور صراطِ مستقیم پر چل کر ایصال الیٰ المطلوب کی منزلوں اور حلاوتِ عشق ومحبت کی لذتوں سے ہمکنار ہوتے گئے اور وہ خود نہ جانے کتنوں کو مسلسل مستفیض کررہے ہیں جو حضرت علیہ الرحمہ کے لیے یقیناً ایک ثوابِ جاریہ ہے۔

علم وعمل کا یہ دُرِّ نایاب 7/ جولائی 1943ء بمطابق 4/ رجب المرجب

1362ھ کو مغربی بنگال کے قصبے اتر دیناج پور میں جلوہ گر ہوا۔ آپ کا نام محمد زین الدین رکھا گیا۔ والد گرامی فرم الدین علیہ الرحمہ نے آپ کی عمدہ تربیت فرمائی۔ اپنے علاقے میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ دینی تعلیم کے لیے خلیفۂ اعلیٰ حضرت مفسر قرآن حضور صدر الافاضل مولانا مفتی سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ کی ایک عظیم علمی یادگار معروف دینی درس گاہ "جامعہ نعیمیہ، مرادآباد" کا رخ کیا۔ یہاں کے یکتائے زماں علما و اساتذۂ ذوی الاحترام سے اکتسابِ علم کیا اور ان کی قابلِ رشک صفات کا مظہر و پیکر بن کر 16رفروری 1959ء مطابق 7رشعبان المعظم 1378ھ کو ملک و ملت کے مقتدر علما و مشائخ اور دانشوروں کی موجودگی میں سندِ فضلیت سے سرفراز کیے گئے۔

تعلیم و تربیت کی تکمیل کے بعد آپ نے مختلف علاقوں کو اپنی صلاحیتوں سے خوب خوب فیض پہنچایا۔ آپ نے درج ذیل مدارس میں درس و تدریس کے فرائض کامیابی سے انجام دیئے۔ جہاں بھی رہے مرجعِ علما و خلائق رہے:

(1) مدرسہ عزیز العلوم بہرائچ شریف
(2) جامعہ نعیمیہ مرادآباد
(3) دارالعلوم حنفیہ سنیہ مالیگاؤں
(4) دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز، ممبرا
(5) جامعہ اہل سنت صادق العلوم، ناسک
(6) مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم، برہان پور
(7) دارالعلوم غریب نواز، الٰہ آباد
(8) جامع اشرف، کچھوچھہ شریف
(9) جامعہ صوفیہ، کچھوچھہ شریف
(10) جامعۃ الزہراء اہل سنت اظہار العلوم، مالیگاؤں
(11) دارالعلوم عظمتِ مصطفی عائشہ نگر قبرستان، مالیگاؤں

حضرت علیہ الرحمہ جہاں بھی رہے اداروں کی جانب سے متعینہ اوقات کے علاوہ بھی آپ اس علاقے کے لوگوں کی علمی پیاس بجھانے کے لیے متحرک اور فعال رہے۔ آپ جہاں بھی

گئے وہاں تعلیمِ بالغاں کا نظم بھی کیا۔ جب یہ سلسلہ دراز ہوا تو آپ نے کنیزاتِ فاطمہ کی جانب خصوصی توجہ فرمائی اور وقت کی اہم ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے تعلیم نسواں کے فروغ کے لیے عملی کوششیں کیں۔ انھوں نے ہم طالبات کے بہترین اور تابناک مستقبل کے لیے اپنی زندگی کا وہ زرخیز اور حسین حصہ جو آپ کو اپنے وطن اور اہل وعیال میں بسر کرنا تھا ہمیں عطا کر دیا۔ جب آپ برہان پور اور کچھوچھہ مقدسہ میں درس وتدریس کے منصب پر فائز تھے تو اپنی سالانہ تعطیلات میں مالیگاؤں تشریف لا کر ہمیں درس دیا کرتے تھے۔ برہان پور کے بعد جب آپ ناسک تشریف لائے تو ہر ہفتہ بلا ناغہ جمعرات اور جمعہ کے روز مالیگاؤں تشریف لا کر ہم بچیوں کی تعلیم وتربیت میں مصروف رہتے۔
اب ایسا مخلص مربی چراغ لے کر بھی ڈھونڈنے سے کہیں نہ ملے گا۔ جس وقت میں الجامعۃ الزہراء اہل سنت اظہار العلوم برائے طالبات، مالیگاؤں میں زیرِ تعلیم تھی آپ ہمیں تفسیرِ بیضاوی، ملاحسن، شرحِ جامی وغیرہ پڑھانے میں افہام وتفہیم کا یہ انداز تھا کہ مشکل اسباق بھی بڑے ہی سہل پیرائے اور سادہ لب ولہجے میں مرحمت فرماتے۔ لہجے کی نرمی اور فہمائش کا حُسن دل ودماغ کو مسخر کر دیتا۔

ٹھوس علمی صلاحیت اور پختہ فقہی بصیرت و بصارت استاذِ گرامی کو حاصل تھی۔ آپ ایک باکمال معلم و مدرس اور مخلص مربی تھے۔ طلبہ کی دینی و ایمانی تربیت فرماتے، عقائدِ اہلِ سنت خصوصاً مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترجمانی فرماتے۔ آپ کی علمی جلالت، فقہی بصارت اور بلندیِ اخلاق کی شہرت ومقبولیت آفاق کی بلندیوں کو چھوتا تھا۔ آپ مختلف علوم وفنون میں مہارتِ تامّہ کے ساتھ ہی فنِ افتا میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔

آپ علیہ الرحمہ کے اندر خدمتِ خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا، خلقِ خدا کی دینی، ملی، شرعی، عائلی، معاشرتی اور دیگر روحانی ضروریات کی تکمیل کے لیے پیرانہ سالی کے باوجود ہمیشہ متحرک رہتے۔ کبھی بھی کسی حاجت مند کو نہ جھڑکا نہ کسی کی دل آزاری کی۔ رات دیر تک لوگوں کے مسائل حل فرماتے۔ اوراد ووظائف اور تعویذات کے ذریعے لوگوں کی پریشانیوں کا تدارک کرتے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور ادب واحترام ایمان کا جزوِ لاینفک ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے محبت اور وابستگی بھی ایمان کا تقاضہ ہے۔ علمائے حق اور اکابرامت نے اس محبت کا عملی ثبوت فراہم کیا۔ حضرت مفتی محمد زین الدین نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ نے بھی تا زیست سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت والفت سے سرشار رہے۔ اسی

طرح آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والوں بالخصوص ساداتِ کرام سے بھی بے پناہ انسیت رکھتے اور ان کا بے حد خیال فرماتے۔ اگر طالب علم سید ہے تو اسے سامنے بٹھانے کی بجائے اپنے پہلو میں بٹھاتے، یہ میرا خود کا مشاہدہ ہے۔ میں نے خود جانشین شہید راہِ مدینہ معین ملت سید محمد معین اشرف میاں اشرفی الجیلانی، کچھوچھہ شریف کو اپنے پہلو میں بٹھا کر حضرت کو درس دیتے ہوئے دیکھا ہے۔

علم وفضل اور زہد وتقویٰ میں آپ اپنے عہد کے علما میں نمایاں حیثیت کے حامل تھے یہی وجہ ہے کہ خلقِ خدا آپ سے بے پناہ لگاؤ رکھتی تھی۔ لوگ آپ کے جوٹھے (بچا ہوا، پس خوردہ) کے لیے ترسا کرتے تھے۔ دیوانے خوب جانتے تھے کہ ان کی پی ہوئی چائے کی ایک چسکی بھی کسی آبِ حیات سے کم نہیں۔ جن حسین یادوں کی خوب صورت جھلکیوں سے میرے شبستانِ حیات میں مسرتوں کا سویرا ہے۔ مشاہدات کی جو کرنیں لوحِ ذہن پر مرتسم ہیں وہ انمٹ ہیں جس نوری پیکر کو اذہان وقلوب میں بسایا ہے۔ اس کی رنگینی ولطافت فلاحِ دارین کی ضمانت ہے۔ دین پر استقامت اور تفقہ کے لیے آپ کی ذات بے مثل اور نمونۂ عمل ہے۔ آپ کی تعلیمات قرآنِ مقدس، احادیثِ مبارکہ اور مشاہیر فقہا ومحدثین کے اقوال کی ترجمانی کرتی ہیں۔

آپ کی سیرت وصورت سادگی کا پیکر تھی۔ ذات میں انکساری اور عاجزی تھی۔ ایک مرتبہ جو آپ سے مل لیتا وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ ایک جلسے کی صدارت فرما رہے تھے اور اُس جلسے میں خانوادۂ ربانیہ کے صحیح النسب حسینی سادات کے چشم و چراغ جن کی بسم اللہ خوانی خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضور صدر الافاضل قدس سرہٗ کی زبان فیض ترجمان سے ہوئی تھی یعنی پیر طریقت، رہبر شریعت، مفسر قرآن حضرت مفتی سید غازی ربانی رحمۃ اللہ علیہ باندہ شریف بھی رونق افروز تھے۔ حضرت سید غازی ربانی میاں نے استاذِ گرامی مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی طرف نگاہ ڈالی اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو حضور صدر الافاضل کا دیدار کرنا چاہتا ہے وہ مفتی صاحب کو دیکھ لے مجھے انھیں دیکھ کر صدر الافاضل کی یاد آ گئی۔

آپ علیہ الرحمہ نے ہمیشہ تعلیم وتربیت کے معاملے میں بڑی حساسیت کا مظاہرہ کیا۔ دار العلوم میں تربیت کا خاص نقطۂ نظر یہی تھا کہ آپ کے اداروں سے جو عالم اور عالمات تیار ہوں وہ عمل میں شریعت کے پابند رہیں۔ الحمد للہ! آج پورے شہر مالیگاؤں ہی نہیں بلکہ بیرونِ شہر آپ

کی شاگردات وتلامیذہ عامۃ الناس کو صراطِ مستقیم کی طرف گامزن کررہی ہیں۔ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی ساری زندگی شریعت وطریقت کی حفاظت وصیانت اور پاسداری میں گزری۔ شریعت وطریقت کا یہ چمکتا دمکتا آفتاب و ماہتاب اپنے معتقدین ومتوسلین کو روتا بلکتا چھوڑ کر 11/ شعبان المعظم 1432ھ مطابق 14/ جولائی 2011ء بروز جمعرات کو اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون!

سنے کون قصۂ دردِ دل مرا غم گسار چلا گیا
جسے آشناؤں کا پاس تھا وہ کرم شعار چلا گیا

وہی بزم ہے وہی دھوم ہے وہی عاشقوں کا ہجوم ہے
ہے کمی تو بس اسی چاند کی جو تہہِ مزار چلا گیا

بہیں کیوں نصیرؔ نہ اشکِ غم کروں کیوں نہ نالہ و زاریاں
ہمیں بے قرار وہ چھوڑ کر سرِ رہ گذار چلا گیا

زینت الاتقیا کشف و کرامات کے آئینے میں:

محمد ابرار احمد قادری مصباحی

کشف و کرامات کا صدور اللہ جل مجدہ کے ان پاک طینت، نیک خصلت اور تقوی شعار بندوں سے ہوتا ہے جو یاد الٰہی میں ہمیشہ مستغرق اور فنافی اللہ ہوتے ہیں، عجز و بینوائی ،خاکساری و انکساری، تضرع و الحاح سے ان کی جبینیں ہمیشہ بارگاہ صمدیت میں خم رہتی ہیں ،تجلیات ربانی و فیض سبحانی جیسی قدسی صفات کی بدولت ان نفوس قدسیہ پر حسب مراتب عالم غیب کی چیزیں آشکارا ہو جاتی ہیں۔

خداوند قدوس کے ان برگزیدہ بندوں میں عمدۃ الاصفیا، زینت الاتقیا، منبع صدق وصفا حضرت علامہ مفتی زین الدین علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات بھی ہے، جنہیں خدائے کارساز نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا، نہایت دیندار، تقوی شعار اور متصلب وراسخ العقیدہ و متبع اہل سنت (مسلک اعلی حضرت) تھے، بارگاہ رسالت سے ایک خاص قسم کی لو لگی ہوئی تھی، دل مصطفی جان رحمت کا مدینہ بنا ہوا تھا، مقصد حیات اشاعت دین متین واطاعت سید المرسلین تھا۔

ویسے تو آپ کی سب سے بڑی کرامت استقامت دین واتباع سید المرسلین تھی لیکن خرق عادت گاہے گاہے کچھ ایسی چیزیں بھی صادر ہو جاتیں جو لوگوں کو حیرت واستعجاب میں ڈال دیتی تھیں۔ ذیل میں ہم آپ کی چند کرامتیں اختصاراً ذکر کر رہے ہیں۔

(۱) مولانا شمیم اشرفی نے راقم سے بیان کیا کہ ایک بار حضور زینت الاتقیا دار العلوم حنفیہ سنیہ (مالیگاؤں) سے ناسک کے لئے نکلے، بس اسٹیشن پہنچے، آپ کو چھوڑنے کے لئے چند طلبہ بھی تھے ،ایک بس ناسک کے لئے روانہ ہونے والی تھی، اس میں کئی سیٹیں خالی تھیں، آپ سے کہا گیا کہ حضور کئی سیٹیں خالی ہیں آپ کسی ایک سیٹ میں تشریف رکھیں لیکن آپ نے انکار کر دیا تھوڑی دیر بعد دوسری بس آئی اور آپ اس میں بیٹھ گئے۔ گاڑی چل پڑی، کچھ مراحل طے کرنے کے بعد ایک مقام پر حضور زینت الاتقیاء کیا دیکھتے ہیں کہ وہی بس جو کچھ دیر قبل ناسک کے لئے روانہ ہوئی تھی حادثہ کا شکار ہو گئی۔ آپ نے اللہ کا شکر بجالایا۔ جب آپ ناسک سے واپس تشریف لائے تو آپ نے ساری کہانی سنائی جسے سن کر ہم لوگ دم بخود رہ گئے تب ہمیں سمجھ میں آیا کہ ماجرا کیا تھا۔

(۲) انہیں کا بیان ہے کہ حضرت زینت الاتقیا کی اہلیہ محترمہ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ جس سال آپ کا وصال ہوا، اسی سال جب ماہ شعبان شروع ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ آج شعبان کی کونسی تاریخ ہے میں نے بتادیا کہ ماہ شعبان شروع ہو چکا ہے اس کے بعد سے آپ اپنی انگلیوں کے ذریعہ روزانہ گیارہ تک گنتے اور پھر خاموش ہو جاتے۔ پھر جب شعبان کی گیارہویں تاریخ آئی تو آپ دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۳) حضرت علامہ مفتی محبوب رضا شیخ الحدیث جامعہ صادق العلوم نے اپنے مضمون میں ایک واقعہ ذکر کیا ہے اور یہی واقعہ مجھ سے کئی لوگوں نے بیان کیا کہ جس دن آپ کا وصال ہوا اس دن بارش بہت برس رہی تھی لیکن جب جنازہ تیار کر کے ایک وسیع وعریض میدان میں لایا گیا تو سبھی لوگ یہ دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے کہ چاروں طرف بارش ہو رہی تھی لیکن جنازہ گاہ بارش سے بالکل محفوظ تھا۔

(۴) مولانا اسمعیل صاحب نے راقم سے بیان کیا کہ جب حضرت زینت الاتقیا مالیگاؤں میں پڑھاتے تھے تو میں بھی حضرت کی نگرانی میں زیر تعلیم تھا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ سالانہ تعطیل کے موقع پر ہم کئی لڑکوں نے حضرت سے اجازت چاہی کہ ہم لوگ یہاں سے پہلے الہ باد جانا چاہتے ہیں پھر وہاں سے پٹنہ، اور پھر وہاں سے کشن گنج۔ اور حضرت یہ چاہتے تھے کہ ہم لوگ ڈاریکٹ گھر جائیں لیکن ہم لوگ بضد ہو گئے، ہم نے یہاں تک کہہ دیا کہ حضور ہمارے پاس پیسے بہت ہیں لیکن آپ نے فرمایا کہ تمہیں پریشانی بہت ہو گی۔ بہرحال ہم لوگ چل پڑے، الہ باد پہنچتے ہی پریشانیاں لاحق ہو گئیں یہاں تک کہ فاقہ کشی کی نوبت آ گئی لیکن کسی طریقے سے گھر پہنچ گئے۔

یہ واقعات اور حیرت انگیز مشاہدات بلاریب آپ کی روحانیت پر کھلی دلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مرقد پر نور ورحمت کی بارشیں نازل فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے:
زینت الاتقیاء مفتی محمد زین الدین نعیمی اشرفی

عالمہ ریحانہ نکہت اشرفی، مالیگاؤں (ناسک، مہاراشٹرا)

حامدًا وَّ مُصَلِّیًا وَّ مُسَلِّمًا

الحمد للہ الذی اعلیٰ منزلۃ المؤمنین بکریم خطابہ ورفع درجۃ العالمین بمعانی کتابہ وخصّ المستنطین منہم بمزیدِ الاصابۃ وثوابہ والصلوٰۃ النبی الکریم واصحابہ والسلام علیٰ ابی حنیفۃ واحبابہ وبعدہ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم، الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون، صدق اللّٰہ العظیم

اے علم تیرا تاج سجائے ہیں بہت لوگ
آ چوم لے قدموں کو اُمّی لقبی کے

آج ماہِ رمضان المبارک 1442ھ پانچواں روزہ بروز اتوار بعد نمازِ فجر خلیفۂ سرکار کلاں سیدی وسندی عمدۃ المحققین، زبدۃ العارفین حضرت علامہ مولانا مفتی محمد زین الدین نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ کی بارگاہِ عالی وقار میں امۃ المذنبہ کو خامہ فرسائی کا شرفِ ناز حاصل ہو رہا ہے۔

استاذ زادہ حضرت علامہ مولانا محمد انوار رضا صاحب کی آرزو و خواہش ہے کہ استاذی المکرم حضرت مفتی زین الدین نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ کے حوالے سے کچھ باتیں کچھ یادیں سپردِ قرطاس کروں۔ عرض ہے کہ استاذ گرامی علیہ الرحمہ کی ذاتِ بابرکات کسی تعارف کی محتاج نہیں مگر جو لوگ ان کی علمی و دینی کاوشوں سے نابلد ہیں ان کے قلوب واذہان کو آشنا کرنے کے لیے یہ چند سطریں صفحۂ قرطاس پر ثبت کر رہی ہوں۔ حالانکہ اِس سے قبل مجھ ناچیز بندی نے کبھی کسی ہستی کے بارے میں کچھ گفت و نوشت نہیں کیا اب موقعِ زیبا میسر ہے تو ہستیِ ذی

شان، استاذِ من، حضرت مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی بارگاہِ ذی وقار میں قبل تحریر قدم؛ بوسی معروض! بعدہٗ عرض ہے کہ:

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کا درس و تدریس کے لیے سرزمین مالیگاؤں دارالعلوم حنفیہ سنیہ (تقریباً 1980 / 81) میں تقرر ہوا۔ دارالعلوم میں طلبہ کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ حضرت نے ہم طالبات کے لیے بھی بعد نمازِ مغرب تا عشا آوقت معین فرمایا اور ہم کچھ عرصے تک ان کے پاس روزانہ دارالعلوم جا کر تعلیم حاصل کرتے رہے۔ واے محرومیِ قسمت کہ چند سالوں بعد (مجھے حتمی علم نہیں کہ کب؟ چوں کہ میں اس وقت ساتویں یا آٹھویں جماعت میں زیر تعلیم تھی) حضرت کا تبادلہ ہو گیا اور آپ علیہ الرحمہ برہانپور کی سرزمین پر مدرسہ اہل سنت اشرفیہ اظہار العلوم میں اپنی خدمات انجام دینے کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت کے اس طرح چلے جانے کے بعد ہمارا تعلیمی سلسلہ منقطع ہو گیا۔

حضرت کی غیر موجودگی سے ہمیں ان کی اہمیت کا احساس ستانے لگا۔ حضرت نے ہمارے دلوں میں علمِ دین کی جو تشنگی ہویدا فرمائی تھی وہ مزید بڑھ گئی۔ ہماری اس بے قراری کو دیکھتے ہوئے مالیگاؤں کے کچھ خیر خواہ اور تعلیمِ نسواں سے محبت رکھنے والے حضرات جیسے ماسٹر محمد یونس کاملی، اعجاز احمد کپڑے والے، الحاج کاملی محمد مختار، کاملی محمد رمضان، کاملی محمد اسحاق وغیرہم نے حضرت سے بات چیت کی۔

ان لوگوں کے پیہم اصرار پر حضرت علیہ الرحمہ نے ہم پر بے پناہ شفقت اور کرم فرمایا۔ اپنی زندگی کے وہ قیمتی لمحات جو انھیں اپنے گھر والوں میں بسر کرنا تھے انھیں ہمارے لیے وقف کر دیا۔ چناں چہ آپ برہانپور سے تعطیلاتِ کلاں کے دوران مالیگاؤں تشریف لاتے اور شعبان المعظم کے پہلے عشرے سے لے کر رمضان المبارک کے آخری عشرے 26 / 27 رمضان تک ہم کو زیورِ علمِ دین سے آراستہ و مزین فرماتے رہتے۔ ہمارا یہ درس و تدریس کا سلسلہ عام مدارس کی طرح ایک شفٹ یا دو شفٹ والا نہیں ہوتا تھا بلکہ حضرت علیہ الرحمہ ہمیں بعد نمازِ فجر سے لے کر رات 1 / 12 بجے تک علمی چاشنی سے سیراب کیا کرتے۔ صرف نمازوں کے اوقات اور افطار کے اوقات میں سلسلۂ تدریس موقوف فرماتے۔ اسی طرح

جب برہانپور سے حضرت علیہ الرحمہ کا تقرر ناسک کے دار العلوم اہل سنت شاہی مسجد میں ہوا تو ناسک سے مالیگاؤں کی مسافت بہ نسبت برہانپور کے نزدیک ہونے کے سبب ہر ہفتہ جمعرات دوپہر کو مالیگاؤں تشریف لاتے اور جمعرات اور جمعہ کو ہمیں درس دیتے۔ غرض یہ کہ حضرت علیہ الرحمہ سفر کی تمام تر صعوبتیں اور تکالیف برداشت کرتے ہوئے ہم طالباتِ علم دین کاملی وحیدہ نسرین، کاملی مہر النساء، کاملی زبیدہ خاتون، اشرفی سکینہ خاتون، اشرفی شاہدہ، زلیخاہ زبدۃ، راقمہ ریحانہ نکہت اشرفی و دیگر طالبات کو بھی اپنے علمی چشمے سے سیراب فرماتے۔

آج جب ماضی کے دریچوں میں جھانک کر دیکھتی ہوں اور ترقی یافتہ حال سے گذرے ہوئے ایام کا تقابل کرتی ہوں تو بڑی حیرت ہوتی ہے کہ اُس دور میں جب کہ سفری سہولیات ویسی نہیں تھیں جیسی کہ اب ہیں برہانپور سے مالیگاؤں تشریف لانا۔ شعبان المعظم سے رمضان المبارک تک ہمیں صبح سے رات تک درس دینا پھر 26 / 27 رمضان کو اپنے گھر عید الفطر منانے کے لیے بنگال کا طویل سفر کرنا اور محض چند دنوں کے بعد واپس برہانپور جانا، برہانپور سے ناسک تقرر ہو جانے کے بعد ہر ہفتہ جمعرات جمعہ مالیگاؤں آکر ہمیں پڑھانا، یہ سب کچھ محض دینی تعلیم کے فروغ و استحکام کا جذبۂ صادق تھا جو حضرت کو اپنے دور کے دیگر علما میں ممتاز کرتا ہے۔ آج کے اس ترقی یافتہ اور سفری لحاظ سے سہل ترین دور میں ہمیں کہیں کوئی ایسی مثال نظر نہیں آتی۔

حضرت علیہ الرحمہ ہی کی ذات تھی کہ ہم بناتِ عائشہ صدیقہ و کنیزاتِ فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہما) کے لیے سب کچھ قربان کر دیا یہاں تک کہ اپنی بیوی، بچوں اور بچیوں، رشتہ دار و دوست احباب کی الفت و محبت کو بالائے طاق رکھ کر رسولِ اکرم، نورِ مجسم، شارعِ اسلام، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی ترویج و اشاعت کے لیے اپنا تن من دھن سب کچھ وقف کر دیا، بقول شاعر معمولی ترمیم کے ساتھ:

ڈھونڈتے ڈھونڈتے اِس دہر میں تھک جاؤ گے
ایسا اُستاذ زمانے میں نہ کہیں پاؤ گے

حضرت مفتی محمد زین الدین نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ کی ذات وہ ذات ہے کہ جنھیں درسِ نظامی کے میدان میں مہارتِ تامہ اور دسترسِ کاملہ حاصل تھی۔ درسِ نظامی کی تمام تر

کتابیں فارسی کی پہلی سے لے کر بخاری شریف تک حتیٰ کہ منطق وفلسفہ کا بھی درس دیا کرتے تھے۔آپ علیہ الرحمہ جہاں دینی تعلیم وتربیت میں مصروف رہتے ، درس وتدریس میں منہمک رہتے وہیں ہر مصیبت زدہ، سحر زدہ ، آسیب زدہ اور دوسرے جسمانی و روحانی امراض میں مبتلا افراد کی دل جوئی فرماتے ، دعا وتعویذ اور استخارے کی مدد سے مصائب وآلام کا تدارک بھی کرتے رہتے۔ جہاں بھی رہے وہاں بعد نمازِ عصر لوگوں سے ملاقات کرتے ، مالیگاؤں ، ناسک ، برہانپور، ممبرا اور ملک کے دوسرے علاقوں سے تعلق رکھنے والے کثیر تعداد میں عوام وخواص بلا معاوضہ حضرت سے روحانی استفادہ کرتے رہے۔

حضرت نے کبھی بھی کسی کو مایوس نہیں لوٹایا اور نہ ہی کسی کی زجر وتوبیخ کی۔ حضرت علیہ الرحمہ کی ذات بڑی ہی سادہ طبیعت کی مالک تھی ،آپ بڑے ہی پاک طینت، نیک سیرت،خوش خصال، بااخلاق ،ملنساراور شرافت ومروت کے حسین وجمیل پیکر تھے۔علم وفضل ، زہد وتقویٰ ،عبادت وریاضت،فقر وغنا،تصلب فی الدین اور تفقہ میں اپنی مثال آپ تھے۔ درس وتدریس کے میدان کے دُرِنایاب تو تھے ہی آپ میدانِ افتا کے بھی ایک عظیم شہسوار تھے ۔جس ادارے میں بھی منسلک رہے وہاں کی مسندِ افتا کو بھی زینت بخشی اور ہزاروں استفتا لکھے ،افسوس کہ حضرت کے فقہی شاہ کار محفوظ نہ رہ سکے ممکن ہے اُن مدارس کی فائلز میں حضرت کے مرقومہ فتاوے موجود ہوں جن میں حضرت نے خدمات انجام دیں۔ برادرِ اصغر ڈاکٹر محمد حسین مشاہدؔ رضوی نے اپنی ایک منقبت میں حضرت علیہ الرحمہ کو یوں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے:

آپ کی دیں داری وتفقہ سارے جہاں پہ تھا روشن
واقفِ رازِ علمِ شریعت حضرت مفتی زین الدین
زہد و ریاضت میں بے ہمتا فقر وغنا میں تھے یکتا
آگاہِ اسرارِ طریقت حضرت مفتی زین الدین
آپ کی سادہ طبعی میں بھی ایک عجیب جلالت تھی
پیکرِ سنت ،عامل سیرت حضرت مفتی زین الدین
جانے کتنے تشنہ لبوں کی علمی پیاس بجھائی ہے

زینتِ مسندِ درس و حکمت حضرت مفتی زین الدین

حضرت علیہ الرحمہ کی ایک ہی تڑپ اور خواہش تھی کہ قوم کی بچیاں زیورِ تعلیم سے آراستہ ہو جائیں خصوصاً مالیگاؤں پر آپ کی نظرِ عنایت بہت زیادہ تھی کیوں کہ اس زمانے میں مالیگاؤں شہر میں عموماً حلقۂ اہل سنت میں لڑکیوں کی اعلیٰ دینی تعلیم کا رجحان نہیں تھا۔ اگر یوں کہا جائے کہ مالیگاؤں شہر میں حلقۂ اہل سنت میں تعلیم نسواں کی سرخیلِ اعظم مفتی زین الدین نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ ہیں تو یہ قطعی مبالغہ آرائی نہ ہوگی۔ صنفِ نسواں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کی حضرت کی لگن اپنے آپ میں بے مثالی رہی ہے۔

مالیگاؤں میں طالبات کی درجۂ عالمیت میں پہلی فراغت 1987ء میں جامعۃ الزہراء اہل سنت اظہار العلوم میں ہوئی اور یہ سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا رہا۔ یہ حضرت علیہ الرحمہ ہی کی دین اور ان کا فیضان ہے کہ ان کے دست مبارک سے لگایا ہوا شہر مالیگاؤں کے حلقۂ اہل سنت میں تعلیم نسواں کا پودا اب تناور درخت کی شکل میں پھل پھول رہا ہے۔

شہر مالیگاؤں میں جتنے بھی لڑکیوں کے مدارسِ اسلامیہ ہیں وہ براہِ راست یا بلا واسطہ حضرت مفتی محمد زین الدین نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ کی کاوشاتِ جمیلہ کے نتیجے میں ہی پھل پھول رہے ہیں کیوں کہ ان مدارس میں درس و تدریس کے فرائض انجام دینے والی معلمات حضرت علیہ الرحمہ ہی کی بالواسطہ یا بلا واسطہ فیض یافتہ ہیں۔

ان مدارس میں نمایاں طور پر جامعۃ الزہراء اہل سنت اظہار العلوم، مدرسہ امدادیہ رضائے مصطفی، مدرسہ اشرف البنات سراج العلوم، مدرسہ تہذیب البنات رضا اکیڈمی، مدرسہ ام حبیبہ، مدرسہ منیرہ سنی دعوتِ اسلامی، مدرسہ اشرفیہ امین العلوم، مدرسہ سعید العلوم، مدرسہ فیضانِ عائشہ صدیقہ دعوتِ اسلامی وغیرہ کا شمار کیا جا سکتا ہے۔ آج شہر عزیز کے چپے چپے پر اہل سنت کی جو بھی معلمات ہیں ان سب کی تربیت حضرت علیہ الرحمہ کے پاس فیض یافتہ معلمات ہی کے ذریعے ہوئی ہیں اس لحاظ سے حضرت علیہ الرحمہ کی ذات والا صفات بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ حضرت علیہ الرحمہ کی ذاتِ بابرکات بڑی ہی سادہ تھی۔ آپ دنیاوی دولت و ثروت سے بالکل بے نیاز تھے۔ ملک کی مشہور و معروف دینی درسگاہوں مثلاً مدرسہ عزیز العلوم بہرائچ شریف، جامعہ نعیمیہ مرادآباد، دار العلوم حنفیہ سنیہ مالیگاؤں، دار العلوم

اشرفیہ غریب نواز ممبرا، جامعہ اہل سنت صادق العلوم ناسک، مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم برہان پور، دارالعلوم غریب نواز الہ آباد، جامع اشرف کچھوچھہ شریف، جامعہ صوفیہ کچھوچھہ شریف، جامعۃ الزہراء اہل سنت اظہار العلوم مالیگاؤں، دارالعلوم عظمتِ مصطفی عائشہ نگر قبرستان مالیگاؤں وغیرہ میں درس وتدریس کے فرائض انجام دیے۔

اگر آپ چاہتے تو ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہزاروں شاگردوں کے ذریعے مالی منفعت بھی حاصل کر سکتے تھے مگر آپ نے کبھی بھی حرص وطمع اور لالچ سے اپنے دامن کو آلودہ ہونے نہیں دیا۔ اب اس دورِ قحط الرجال میں آپ جیسی شخصیت کا ملنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اللہ کریم سے دعا گو ہوں کہ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل حضرت کی جملہ کاوشوں، قربانیوں اور فروغِ علم دین کے لیے جاں فشانیوں کو شرفِ قبول فرماتے ہوئے ان کے درجات کو بلند تر فرمائے، آمین بجاہ النبی الحبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم!

زینت الاتقیا مفتی زین الدین اشرفی نعیمی شخصیت اور کارنامے

مبسملا و حامدا و مصلیا و مسلما

قرطاس وقلم وہ عظیم سرمایہ اور بیش بہا دولت ہے کہ اس کے ذریعہ ہی ہمیں اپنے اسلاف کا علمی ورثہ ہاتھ آیا، اسی کی ایک بابرکت شاخ ’’سوانح نگاری اور تاریخ نویسی‘‘ ہے، جس میں اصحاب قلم اپنے اسلاف کی حیات طیبہ، ان کے شب وروز کے معمولات، لیل ونہار کے مشاہدے اور خلوت وجلوت میں ان سے رونما ہونے والے حوادث وواقعات اور ان کی دینی وعلمی، ملی وقومی خدمات اور کارناموں کو الفاظ کا جامہ پہنا کر ہمیشہ کے لیے محفوظ کرتے ہیں، یہی وہ بافیض ذریعہ ہے جس کے وسیلے ہم اپنے مشائخ متقدمین کے علمی کارناموں، ان کے انمٹ نقوش زندگی اور زریں خدمات دینیہ سے باخبر ہوئے اور ہمیں روشن مستقبل کے رہنما خطوط حاصل

ہوئے، اگر قرطاس وقلم کا یہ بیش بہا ذریعہ نہ ہوتا تو ہم اپنے اسلاف کے اس علمی اثاثہ اوران کے نقوش حیات سے بے خبر ہوتے اور اپنا مستقبل سنوارنے سے قاصر رہتے۔

زیر نظر مجموعہ اسی بابرکت سلسلہ کی ایک حسین کڑی ہے، جو اسلاف سناشی اوراحسان سناشی کی جیتی جاگتی تصویر ہے،اس نیک اقدام کے محرک باوقار، صاحبزادۂ گرامی والا تبار حضرت مولانا انور رضا اشرفی اوراس کے روح رواں عالم حق بیاں فاضل محقق حضرت مفتی محمد ابرار رضا قادری مصباحی صاحبان کی خدمت میں ہدیہ تبریک وتہنیت پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ اس کوشش کو مشکور فرمائے آمین۔

یہ ایک مسلم الثبوت حقیقت اور نا قابل انکار امر ہے کہ شخص تو روز پیدا ہوتے ہیں مگر شخصیتیں کبھی کبھی پیدا ہوتی ہیں، ریاست بنگال کا خطۂ دیناج پور وہ زرخیز اور سرسبز وشاداب خطہ ہے جہاں کی مٹی نے کئی اہم اور عہد ساز شخصیات کو جنم دیا ہے، یہاں کے تاریخی اوراق ایسی عظیم وعبقری شخصیات کے زریں کارناموں اور بے مثال خدمات کی حیرت انگیز داستان سے مالا مال ہیں، زینت الاتقیا حضرت علامہ مفتی زین الدین اشرفی نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی سرزمین علم وادب کی باکمال اور بافیض شخصیات میں سے ایک ہیں۔

پیدائش اور نام ولقب:

آپ کی ولادت ۱۹۴۴ء کو ''کھوسا عمرۃ'' نامی گاؤں کے ایک دین دار گھرانے میں ہوئی، یہ گاؤں کشن گنج بہار سے کم وبیش ۱۷ رکلومیٹر دور جانب دکھن ریاست بنگال کے ضلع اتر دیناج پور میں واقع ہے،آپ کا نام ''زین الدین'' ہے اور علمی حلقوں میں آپ ''زینت الاتقیا'' کی عظیم اور پاکیزہ لقب سے یاد کیے جاتے ہیں،آپ والدین کی شفقتوں اور عنایتوں میں پروان چڑھتے رہے حتی کہ جب کچھ سمجھ بوجھ کے لائق ہوئے تو قریب کے مکتب میں قاعدۂ بغدادی کی تعلیم شروع کی اور ابتدائی تعلیم کے حصول میں مصروف ہو گیے۔

حصول تعلیم وفراغت:

علاقائی پس ماندگی کے باوجود آپ کے والدین نے آپ کی تعلیم وتربیت کا بھرپور

خیال رکھا، آپ کوکسب معاش میں لگانے کے بجائے علم دین کی تحصیل کی طرف نہ صرف راغب کیا بلکہ حصول تعلیم کے لیے آپ کو وقف کر دیا، آپ کو شروع ہی سے علمی شوق وذوق تھا پھر والدین کی بھرپور توجہ نے مزید اس میں پختگی اور مضبوطی پیدا کر دی اور آپ حصول تعلیم میں لگے رہے حتی کہ آپ نے ریاست بہار اور یوپی کے مختلف مدارس اہلسنت میں اپنا تعلیمی سفر طے کرتے ہوئے شہر مرادآباد میں مفسر قرآن حضور صدرالافاضل، فخر الاماثل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کے قائم کردہ شہرۂ آفاق ادارہ جامعہ نعیمیہ میں درجۂ خامسہ میں داخلہ لیا اور یہیں سے دورۂ حدیث تک علمی تشنگی بجھاتے رہے اور درجہ فضیلت کی تکمیل پر مقتدر علما و مشائخ اہل سنت اور اپنے مشفق اساتذۂ کرام کے مقدس ہاتھوں فضیلت کی سند اور خلعت ودستار سے نوازے گیے۔

فتوی نویسی کی تربیت:

آپ کو فقہ وفتاویٰ سے کافی شغف تھا چناں چہ درس نظامی کی تکمیل کے بعد فقہ وفتاویٰ میں درک وکمال پیدا کرنے کے لیے عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ قدس سرہ کی خدمت میں رہے، ابتدا میں نقل فتاوی پر مامور تھے بعدہ حضرت ہی کی نگرانی اور بابرکت سرپرستی میں فتاوی بھی تحریر فرماتے رہے حتی کہ آپ فقہ وفتاویٰ میں ماہر وکامل بن کر ابھرے۔

مشاہیر اساتذۂ کرام:

یوں تو آپ نے متعدد مدارس وجامعات میں کثیر اساتذۂ کرام کی بارگاہ عالیہ میں حصول علم کے لیے زانوے ادب تہ کیا اور ان کے بحر علم وفضل سے علمی سیرابی حاصل کی مگر آپ کے اساتذۂ کرام میں عمدۃ المحققین مفتی حبیب اللہ اشرفی نعیمی صدر مفتی جامعہ نعیمیہ مرادآباد، یوپی اور نمونۂ اسلاف حضرت حضرت علامہ ومولانا مفتی طریق اللہ اشرفی نعیمی علیہما الرحمۃ والرضوان کے اسمائے مبارکہ سرفہرست شمار کیے جاتے ہیں۔

تدریسی خدمات:

جب علوم وفنون کے دولت لازوال سے مالامال ہو چکے، زیور علم دین سے خود کو آراستہ

وپیراستہ کر چکے اور درسیات وفقہیات میں کامل عبور حاصل کر چکے تو آپ نے میدان عمل میں قدم رکھا اور مختلف مدارس وجامعات میں تدریس اور فتویٰ نویسی کی گراں قدر خدمات انجام دیں، جن مدارس وجامعات میں آپ نے تدریس کا فریضہ انجام دیا، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

☆ مدرسہ عزیز العلوم نان پارہ بہرائچ شریف ☆ جامعہ نعیمیہ مرادآباد ☆ جامعہ حنفیہ سنیہ مالیگاؤں ☆ دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز ممبرا ☆ جامعہ اہل سنت صادق العلوم شاہی مسجد ناسک ☆ مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم ،برہان پور ☆ دارالعلوم غریب نواز الہٰ اباد ☆ جامع اشرف کچھوچھہ شریف ☆ جامعہ صوفیہ کچھوچھہ شریف

تدریسی مہارت:

تدریسی صلاحیت ومہارت رب تعالیٰ کی وہ عظیم نعمت ودولت ہے جو کسی کسی کو عطا ہوتی ہے، ممدوح گرامی قدران قدرآور اور بلند قامت علمی شخصیات میں سے ایک تھے جن کو پروردگار عالم نے بے پناہ تدریسی کمالات وخصوصیات سے سرفراز فرمایا تھا، آپ کو جنون کی حد تک تدریس کا شوق وذوق تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ درسیات کے میدان میں بلند وبالا مقام پر فائز تھے، آپ کی درسی تقریر بڑی دلنواز اور دلکش ہوتی تھی، آپ کا انداز تدریس نہایت سہل اور آسان ہوتا، آپ تدریس میں بچوں کی صلاحیت ولیاقت اور قوت فہم وفراست کا بھرپور خیال رکھتے تھے۔

ماہرین تعلیم نے ایک کامل ومکمل استاذ کی جو خصوصیات وامتیازات اپنی تحقیق سے پیش کی ہیں حضرت زینت الاتقیا علیہ الرحمہ میں وہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔ گویا آپ ایک استاذ کامل کے منصب جلیل پر فائز تھے جس کا آپ کے معاصر واقران علما ومشائخ کھلے دل سے معترف تھے۔

علم توقیت پر مہارت:

نماز کی صحت اور روزہ کی درستگی جس علم پر موقوف ہے وہ ہے علم توقیت یعنی درست اوقات معلوم کرنے کا علم، موقوف علیہ کی عظمت وجلالت موقوف کی کرامت وبزرگی سے لگایا جاتا ہے، علم توقیت کا موقوف نماز اور روزہ جیسی عبادات مقصودہ ہیں جس سے اس علم کی اہمیت وافادیت خوب خوب اجاگر ہوتی ہے، مجدد دین وملت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام

احمد رضا قدس سرہ نے اپنے ایک مکتوب میں اس علم کے فرض کفایہ ہونے کی صراحت نقل کی ،افسوس صد افسوس کہ یہ علم جس قدر اہم وکارآمد ہے اتنا ہی ہمارے علما میں اس علم کا فقدان پایا جاتا ہے،ادھر چند سالوں سے اس جانب کچھ چہل پہل نظر آرہی ہے خدا کرے مزید تیزی پیدا ہو اور ہمارے علما اس علم شریف سے آشنا ہو جائیں،اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے خاص تلمیذ اور معتمد علیہ خلیفہ ملک العلما علامہ مفتی سید ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ علم توقیت میں لکھی گئی اپنی مایہ ناز تصنیف ''توضیح التوقیت'' کے آغاز میں تحریر فرماتے ہیں:

''ہیئت وتوقیت یہ دونوں علم جس درجہ کارآمد اور مسلمانوں خصوصا علما کے لیے جس قدر ضروری ہیں افسوس ہے کہ مسلمانوں خصوصا عربی خوانوں نے اس سے بہت زیادہ استغناء سے کام لیا یہ وہی مبارک علم ہے جس کے جاننے سے خداوند عالم کی معرفت بروجہ کمال پیدا ہوتی ہے،امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:من لم یعرف الھیئۃ والتشریح فھو عنین فی معرفۃ اللہ تعالیٰ یعنی جو شخص ہیئت وتشریح نہیں جانتا وہ اللہ عزوجل کی معرفت میں نامرد ہے''۔

حضرت زینت الاتقیا علیہ الرحمہ کو فنون درسیات کے ساتھ اس علم میں بھی کافی مہارت ودسترس حاصل تھی،آپ نہ صرف اس علم کے جانکار تھے بلکہ آپ نے اپنی نگاہ کرم سے حالات زمانہ کو بھانپ کر باضابطہ اس علم کی تدریس فرمائی اور علم توقیت داں شاگرد پیدا کیے،جس پر شہر ناسک میں مقیم آپ کے تلمیذ رشید حضرت مفتی سید آصف اقبال رضوی واضح ثبوت ہیں،سید صاحب کو حضرت زینت الاتقیا علیہ الرحمہ ہی نے اس علم کی تعلیم فرمائی تھی جس کی بدولت سید صاحب آج اس فن میں کافی کمال رکھتے ہیں،شہر ناسک کے لیے آپ ہی نے دائمی اوقات الصلوٰۃ کی تخریج فرمائی،آپ کا تخریج کردہ نقشہ جب ماہرین فن خصوصا امام علم وفن محقق علوم قدیمہ وجدیدہ خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمہ کی خدمت بابرکت میں پیش کیا گیا،امام علم وفن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے درست پاکر اپنی دستخط ثبت فرمائی اور اسے سند اعتبار واستناد عطا فرمایا۔

تحریری خدمات:

ممدوح گرامی حضرت زینت الاتقیا علیہ الرحمہ کو تدریس کے ساتھ تحریر سے بھی خاصا

شغف تھا، باضابطہ کوئی کتاب تصنیف کی ہے یا نہیں اس سلسلے میں آپ کے تلمیذ رشید مفتی محبوب عالم رضوی، صدر المدرسین جامعہ اہل سنت صادق العلوم ناسک سٹی نے یہ خلاصہ فرمایا جو حسب ذیل ہے:

''حضور زینت الاتقیا کو مطالعہ اور لکھنے لکھانے کا بڑا شوق تھا، بخاری شریف پڑھانے کے دوران بوقت مطالعہ مفردات کا ترجمہ لکھتے، ہر ایک لفظ کی تنقیح فرماتے۔ احقر کو اس بات کا علم نہیں کہ کوئی کتاب آپ نے لکھا ہے مگر آپ کے جانشین خلیفہ معین ملت حضرت مولانا انور صاحب نے بتایا کہ علم الصیغہ اور سراجی کی شرح حضرت نے تحریر کیا ہے۔ ان شاء اللہ موصول ہونے پر ان کو منظر عام پر لایا جائے گا''

فقہی تبحر و کمال:

آپ کو درسیات میں مہارت مطلقہ کے ساتھ فقہیات میں بھی کافی درک وکمال اور مضبوط گرفت حاصل تھی، آپ نے مختلف مدارس اہل سنت میں تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ دارالافتا کے مسند عظیم پر بیٹھ کر کثیر فتاویٰ بھی تحریر فرمائے ہیں، آپ کے فتاویٰ میں بعض مختصر، کچھ درمیانی اور بعض بڑے مطول اور تحقیقی ہیں، کچھ دنوں قبل آپ کے نوک قلم سے جاری شدہ فتاویٰ کا مسودہ نظر نواز ہوا جسے پڑھ کر آپ کی فقہی بصیرت کا اندازہ ہوا۔

بیعت: آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور سرکار کلاں حضرت سید مختار اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے بیحد متاثر تھے، چناں چہ آپ نے انہی کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور آپ کی بارگاہ عالیہ سے آپ سلسلہ عالیہ اشرفیہ کی اجازت وخلافت سے بھی نوازے گیے۔ آپ مشربا اشرفی ہونے کے باوجود امام اہل سنت مجدد دین وملت سیدی وسندی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے بے پناہ والہانہ محبت فرماتے تھے۔

تعلیمی مراکز کا قیام:

مخدوم گرامی حضرت زینت الاتقیا علیہ الرحمہ اپنے دل میں قوم وملت کی خدمت کا ایک جذبۂ بے کراں رکھتے تھے، آپ کی خواہش تھی زیادہ سے زیادہ اسلام اور دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت ہو، درس وتدریس اور فتویٰ نویسی کے ذریعہ دینی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ

نے مختلف مقامات پر مختلف معتقدین کو رغبت دلا کر کئی تعلیمی ادارے قائم فرمائے، ذیل میں چند اداروں کے ناموں کی فہرست ملاحظہ کریں۔

(۱) مدرسہ حنفیہ معین العلوم، یہ سب سے پہلا ادارہ ہے جو آپ نے اپنے گاؤں میں قائم کروایا۔
(۲) دار العلوم عظمت مصطفی مالیگاؤں
(۳) جامعۃ الزہراء اظہار العلوم للبنات مالیگاؤں
(۴) مدرسہ رضویہ اشرفیہ بنگال

ان کے علاوہ مختلف دیہات اور شہروں میں آپ نے کئی مساجد بھی قائم فرمائے، جہاں سے آج بھی اہل سنت و جماعت کا کام جاری ہے، مخلوق خدا اپنے سجدوں سے ان گھروں کو آباد کیے ہوئے ہیں، **فجزاھم اللہ احسن الجزاء و تقبل اللہ سعیکم مشکورا**، آمین۔

وصال باکمال:

علم وفن، زہد وتقویٰ اور صدق وصفا کا یہ نیر تاباں کئی دہائیوں تک اپنی پر نور کرنوں سے قوم وملت کے تاریک دلوں کو روشن ومنور کرتے ہوئے 11 شعبان المعظم 1430 مطابق 14 جولائی 2011 جمعرات کی صبح ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون، آپ کے وصال کی خبر نشر ہوتے ہی آپ کے تلامذہ، مریدین ومخلصین میں غم کی ایک لہر دوڑ گئی، دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کا جم غفیر جمع ہوگیا، محدث گجرات حضرت علامہ مفتی معین الدین صاحب رضوی مصباحی نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ (بشکریہ مفتی محبوب عالم رضوی، ناسک)

عقیدت کیش
ابو الاختر مشتاق احمد امجدی غفرلہ
خادم الافتا وصدر المدرسین
امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک، مہاراشٹر
متوطن
مقام احمد پور (افریل) پوسٹ کرہیلا بوبرا، ضلع کٹیہار، بہار
8830789911

زینت الاتقیا: اپنے دور کے ایک قد آور عالم دین تھے

نبیرۂ سرکار کلاں وفرزند شیخ اعظم سید محمد اشرف اشرفی جیلانی
کچھوچھوی صدر آل انڈیا علما ومشائخ بورڈ

الحمدﷲ و کفٰی و سلام علی عباده الذین اصطفی امابعد

محترم قارئین! علمائے ربانیین روئے زمین کی زینت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دریا کی مچھلیاں بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہیں۔ علمائے کرام، انبیائے عظام علیہم الصلاۃ والسلام کے علم کے وارث ہیں اور اب قیامت تک یہی علما دین اسلام کے پاسدار و پاسبان ہیں۔ ہم نیک وصالح علما (جن کے فضائل ومناقب قرآن وحدیث میں مذکور ہیں) کے بڑے قدردان ہیں، انہیں اپنا سرمایہ اور رہنما مانتے ہیں۔ اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے کہتے ہیں کہ جن علمایے اسلام سے علمی کارواں آگے بڑھا ہے اور جن سے ہزاروں تشنگان علم سیراب ہو کر دوسروں کو سیراب کر رہے ہیں ان میں ایک بڑا نام ہمارے جد کریم حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ حضرت علامہ مفتی زین الدین اشرفی نعیمی اتر دیناجپوری علیہ الرحمہ کا ہے جو اپنے دور کے ایک قدآور عالم دین تھے۔ یوں تو آپ سے بہت سی ملاقاتیں رہیں لیکن جب آپ نے جد کریم حضور سرکار کلاں اور والد گرامی حضور شیخ اعظم کی طلب پر جامع اشرف کی مسند صدارت و مشیخت اور مسند افتا کو زینت بخشی تو آپ کو بہت قریب سے دیکھا اور آپ سے علمی استفادہ بھی کیا۔ آپ کو مکمل طور پر اپنے اسلاف کا نمونہ پایا۔ نہایت خداترس، متقی اور عابد وزاہد، ذمہ داریوں کو پورا کرنے والا، وقت کو غنیمت جاننے والا، طلبہ کی اچھی تربیت کرنے والا، ماتحت اساتذہ سے مسکرا کر ملنے والا

"خیرے کن اے فلاں وغنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید کہ فلاں نماند"

کو ملحوظ خاطر رکھنے والا، سرکار کلاں اور شیخ اعظم کی تعظیم میں اپنی پلکیں بچھا دینے والا۔ علم میں وافر، عمل میں کامل اور بزرگوں سے عشق کی حد تک محبت کرنے والا۔ چنانچہ سرکار

کلاں نمبر میں اپنے مضمون میں آپ نے لکھا ہے کہ سرکار کلاں کے ہدیۃً عطا کردہ کپڑے آپ نے اپنے اور اپنی زوجہ کے کفن کے لئے محفوظ کر رکھے تھے۔ اس سے سرکار کلاں حضرت سید مختار اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ سے آپ کے والہانہ عشق کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

آج جب آپ کے شاگرد مولانا نوشاد عالم اشرفی جامعی استاذ جامع اشرف کے ذریعہ معلوم ہوا کہ آپ کے شہزادگان و محبین آپ کی سیرت و شخصیت پر عنقریب ایک نمبر نکال رہے ہیں تو ان چند سطور کو تحریر کرتے ہوئے بڑی فرحت محسوس ہو رہی ہے۔

مولا تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت مفتی صاحب کے درجات بلند ہوں اور آپ کے تمام شہزادگان بالخصوص مولانا انور رضا اشرفی جامعی جن کی ادارت و سرپرستی میں یہ کام ہو رہا ہے انہیں حضرت مفتی صاحب قبلہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق حاصل ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

چند معروف تلامذہ
کا
تعارف

زینت الاتقیا کے ایک قابل فخر و ناز شاگرد رشید معین المشائخ حضرت سید شاہ معین الدین اشرف الجیلانی ممبئی

علامہ ابراہیم آسی، شیخ الحدیث جامعہ قادریہ اشرفیہ ممبئی

بلا شبہ ہر دور میں کچھ ایسے افراد ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو قوم وملت کیلئے وقف کر دیتے ہیں عروس البلاد ممبئی کی سرزمین پر ماضی قریب میں شہید راہ مدینہ حضور مثنی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان ایک باکمال شخص تھے جنھوں نے خود کو خدمت خلق اور قوم کی فلاح و بہبود کیلئے وقف کر دیا تھا۔

ہندوستان کے مختلف گوشے میں متعدد دینی اور رفاہی ادارے قائم کئے پھر دیار نبی میں زندگی کی آخری سانس لیکر مالک حقیقی سے جا ملے ان کے وصال کے بعد آپ کے شہزادے پیر طریقت رہبر شریعت قائد اہلسنت حضرت علامہ ومولانا الحاج الشاہ السید معین الدین اشرف اشرفی الجیلانی (المعروف معین میاں صاحب قبلہ) سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے آپ کی جانشینی اختیار کی اور والد بزرگوار کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ کے مشن کو فروغ دیا۔ آپ کے قائم کردہ اداروں کی ترقی کیلئے ہمہ تن مصروف ہو گئے آپ کی قومی ملی وسماجی اور دینی خدمات کو دیکھتے ہوئے بلا شبہ یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ حضور شہید راہ مدینہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے آپ بہترین جانشین ہیں۔

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ سید معین الدین اشرف اشرفی الجیلانی سرزمین ممبئی میں مسلمانوں کے ایک دوراندیش بالغ نظر قائد ہیں والد صاحب کی طرح آپ میں بھی قائدانہ صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہے ممبئی کی دھرتی پر اکثر وبیشتر دینی جلسے اور جلوس کی قیادت وصدارت اور سرپرستی آپ فرماتے ہیں آپ دل میں قوم کے دکھ درد کا بیحد جذبہ رکھتے ہیں آپ کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ شہر کے حالات پرامن رہے اور کشیدگی پیدا نہ ہونے پائے، کشیدہ ماحول میں اعلیٰ افسران سے مل کر حالات کو پرامن بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور متعدد بار اس میں کامیابی بھی ملی ہے۔

کم عمری میں پیرانہ تدبر رکھتے ہیں! ممبئی کے مشہور و معروف دینی ادارے قلب شہر میں جامعہ قادریہ اشرفیہ دو ٹانکی اور ممبرا میں دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز اس کے علاوہ شہر اور بیرون شہر میں کئی دینی ادارے آپ کی سرپرستی میں چل رہے ہیں، ممبئی اور بیرون ممبئی یا بین الاقوامی سطح پر قوم وملت کے سلگتے ہوئے مسائل صحیح فکر ونظر اور پرکھ رکھنے والے افراد آپ سے رجوع کرتے ہیں آپ پوری لگن اور ہمدردی کے ساتھ قوم کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بلاتفریق مذہب وملت سبھی آپ کے فیصلے کو قبول کرتے ہیں۔

خردنوازی، علماء نوازی، اور اخلاق کریمانہ آپ کو ورثہ میں ملا ہے۔ حسن اخلاق سے ملنا آپ کا طرۂ امتیاز ہے دوسروں کی مشکل، اور مسائل حل کرنے کے لیے آپ اپنے آرام کا بھی خیال نہیں فرماتے ہیں آپ ہمیشہ لوگوں کو ملک میں امن وشانتی پیدا کرنے کا پیغام دیتے ہیں آپ کی ہر خدمت بے لوث ہوا کرتی ہے کم عمری میں جو ذمہ داری آپ نبھا رہے ہیں اور احسن طریقے سے قوم کی قیادت فرمارہے ہیں دوسروں کو اس مقام تک پہونچنے کیلیئے دہائیوں کی ضرورت ہے آپ کی ذات بلاشبہ قوم کے لئے حضور شنی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا نعم البدل ہے۔

مخدوم ابن مخدوم نازش سنیت معین میاں صاحب قبلہ ملی وقومی مسائل سے ہمدردی رکھنے والے دینی و تعلیمی حمیت رکھنے والے اور بین الاقوامی سطح پر ایسی منفرد شخصیت کے حامل ہیں جن سے ایک زمانہ فیض پا رہا ہے آپ کا پورا نام سید معین الدین اشرف ابن سید انوار اشرف اشرفی الجیلانی ہے۔ آپ حضرت سیّد انوار اشرف صاحب شہید راہ مدینہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے اور ان کے جانشین ہیں۔

آپ کی پیدائش ممبئی شہر میں ہوئی آپ کا آبائی وطن بسکھاری کچھوچھہ شریف ضلع امبیڈکرنگر یوپی ہے آپ کی ابتدائی تعلیم ممبئی میں ہوئی اعلی دینی تعلیم کے حصول کے لئے مالیگاؤں تشریف لے گئے وہاں زینت الاتقیا حضرت علامہ مولانا مفتی محمد زین الدین اشرفی نعیمی کی سرپرستی میں آپ نے دینی علوم حاصل کئے۔ مزید تعلیم کے حصول کے لئے یوپی کی مشہور دینی درس گاہ الجامعۃ الاسلامیہ قصبہ روناہی ضلع فیض آباد یوپی تشریف لے گئے اور علوم اسلامیہ میں فضیلت کی ڈگری حاصل کی آپ کے مشہور اساتذہ میں زینت الاتقیا حضرت علامہ مولانا مفتی محمد

زین الدین اشرفی نعیمی، عمدۃ المدرسین ماہر علوم فنون حضرت علامہ مولانا نعمان خان صاحب، یادگار اسلاف استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا مفتی شبیر حسن صاحب قبلہ، مفسر قرآن حضرت علامہ مولانا عبداللہ خان صاحب کے اسما قابل ذکر ہیں۔

معین میاں کی طالب علمی کے زمانے ہی میں آپ کے والد گرامی شہید راہ مدینہ نے آپ کو اپنی جانشینی اور سجادگی کے لئے منتخب کر لیا تھا اسی لئے فراغت کے ساتھ ہی والد گرامی نے آپ کی جانشینی کا باضابطہ اعلان فرمادیا اور وصال سے قبل ہی آپ کی رسم تاجپوشی فرمادی گئی۔

بعد فراغت معین ملت ازہر یونیورسیٹی مصر جانے کی تیاریوں میں مصروف تھے کہ اچانک والد محترم کے ہمراہ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے جہاں شہید راہ مدینہ کا مدینہ کے راستے میں ایک حادثۂ جانکاہ میں شہید ہو گئے۔

شہید راہ مدینہ کے وصال کے بعد تمام تر دینی ملی سرگرمیوں کی ذمہ داریاں آپ کے سر آ گئیں اس لئے آپ نے مصر جانے کا ارادہ ملتوی کر کے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تمام دینی ملی سرگرمیوں اور تعلیمی مشن کو تیزی کے ساتھ آگے بڑھاتے ہوئے خلوص اور للّٰہیت کا بہترین مظاہرہ فرمایا۔

قوم وملت اور انسانیت کے لئے آپ ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بلا تفریق مذہب وملت تمام مکتبہ فکر کے لوگ آپ کے فیصلے کو قول فیصل کی حیثیت سے جانتے اور مانتے ہیں۔

حضور شہید راہ مدینہ کے قائم کردہ ادارہ دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز ممبرا سے لیکر جامعہ قادریہ اشرفیہ ممبئ اور دیگر کئی اداروں کے انتظامی امور اور تعلیمی معیار کو فروغ دینا قومی سطح پر تعلیمی مشن کو آگے بڑھانا اور نونہالوں کو علوم دینی اور عصری سے آراستہ کرنا اور شریعت اسلامیہ کی حفاظت و پاسداری آپ کا مقصد اور نصب العین ہیں۔

حضرت علامہ مولانا ایوب عالم نعیمی:

حافظ احمد رضا

نیک نام بزرگاں ضائع مکن　　تا بماند نام نیکت برقرار

تاریخ پیدائش: 26/01/1959ء

تعلیم: آپ نے ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں حاصل کی، ناظرہ قرآن مجید وفارسی کی ابتدائی کے بعد آپ نے مدرسہ غوثیہ فیض عالم پلن کاف میں 1970ء میں داخلہ لیا وہاں آپ نے حضرت مولانا محمد ادریس صفی عالم صاحب وحضرت مولانا محمد غیاث الدین صاحب قادری سے گلستاں، بوستاں، میزان منشعب اور پنج گنج کی تعلیم حاصل کی۔ پھر آپ نے حضرت مولانا محمد ادریس صفی عالم کی معیت میں علاقہ بہادر گنج مدرسہ اتحاد المسلمین جھیل جھیلی میں کچھ دنوں تک رہے۔ کافیہ، قدوری ودیگر کتابوں کی تعلیم حضرت مولانا محمد ادریس صفی عالم صاحب سے حاصل کی ۱۹۷٤ء کے اوائل میں اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ جامعہ نعیمیہ مرادآباد تشریف لے گئے، اس دور میں آپ نے رابعہ سے فضیلت تک کی تعلیم حاصل کی۔ جس سال آپ کی دستار فضیلت ہونے والی تھی اسی سال مرادآباد میں فساد پھوٹ پڑا، گھر والے، گاؤں والے، رشتے دار سبھی پریشان ہو گئے نہ کوئی خبر نہ کوئی خط۔

آخر کار دیڑھ ماہ بعد آپ کا خط آیا کہ میں مرادآباد سے کسی طرح دارالعلوم اہل سنت ناسک میں حضرت مولانا مفتی محمد زین الدین صاحب اشرفی کے پاس آ گیا ہوں۔ یہ خبر سن کر گھر والوں اور دیگر رشتہ داروں نے راحت کی سانس لی اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالا یا۔ آپ وہاں ایک سال رہے پھر آپ نے جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے دستار فضیلت ۱۹/۰۷/۱۹۸۰ میں حاصل کی اور یوپی بورڈ سے منشی اور مولوی، عالم فاضل کی سند بھی حاصل کی۔

اولاد: اولاد میں تین لڑکے اور چھ بیٹیاں ہیں۔

قیام ماٹی گاڑھا اور کارنامے:

۱۹۷۹ء میں آپ ماٹی گاڑھا تشریف لے گئے اور وہاں ایک مدرسہ میں درس وتدریس کا کام انجام دینے لگے اس وقت وہاں کے اکثر باشندے پیشہ سے مزدور تھے، آپ نے اپنے عمل اور کردار سے لوگوں کا دل جیت لیا۔

جامع مسجد کا قیام

پھر آپ نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور اپنی بات رکھی کہ یہاں جامع مسجد کی سخت ضرورت ہے سب نے ہاں سے ہاں ملایا، ایک سال تک چندہ جمع ہوتا رہا، ایک سال کے بعد پھر میٹینگ بلائی کہ اب کام شروع کیا جائے، ان میں دو راج مستری تھے اور مزدور بھی تھے انہوں نے لوگوں کا حوصلہ دیکھ کر کہا کہ مولانا! خانہ خدا بننے جارہا ہے آپ پیسوں کی فکر نہ کریں ۔آپ صرف پانچ لوگوں کی چائے کا انتظام کریں، ہم لوگ روزانہ تین گھنٹہ کام کریں گے۔ شاید ہم لوگوں کا یہ کام خدا کو پسند آجائے، اتنا سنتا تھا کہ نعرۂ تکبیر سے فضا گونج اٹھی پھر اللہ تعالیٰ کا ایسا کرم ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے مسجد تیار ہوگئی یہ تھا آپ کا ۱۹۷۹و۱۹۸۰ کا کارنامہ۔ اور اس درمیان مدرسہ منظر اسلام جنم جے جو بہار مدرسہ بورڈ سے منظور ہونے والا تھا جب بھی گھر آتے وہاں حاضری دیتے۔ پھر آپ ۱۹۸۱ میں مدرسہ منظر اسلام جنم جے کمات میں درس وتدریس کا کام انجام دینے لگے۔ روزانہ گاؤں کے بچوں کو کو پڑھانا پھر وقت پر مدرسہ منظر اسلام جنم جے کمات جانا پھر سہ پہر کو بچوں کو پڑھانا یہ روزانہ کا معمول تھا پھر آپ نے دارالعلوم اشرفیہ معین اسلام کے نام سے منورہ میں عیدگاہ کے قریب ایک ادارہ قائم کیا پھر جب بچوں کی تعداد بڑھ گئی اور جگہ کی تنگی ہوئی تو لوگوں کے مشورے سے دارالعلوم کو وہاں سے منورہ میں واقع مزار شریف کے قریب منتقل کردیا گیا اور اس کا نام دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز رکھا گیا۔

قادری جامع مسجد

منورہ بازار میں آپ نے بہت پہلے سے ہی سوچ رکھا تھا کہ یہاں جامع مسجد کی اشد ضرورت ہے سب سے پہلے آپ نے علاقے کا دورہ کیا جہاں جاتے اس کا چرچہ ضرور کرتے، سبھوں نے اس بات کو سمجھا بھی اور مفید مشورہ بھی دیا پھر علاقائی میٹنگ ہوئی، ہر گاؤں کی الگ فہرست تیار ہوئی لوگوں کے تعاون سے زمین خریدی گئی اور مسجد کا قیام عمل میں آیا۔ یہ ۱۹۸۲ء کی بات ہے۔

دارالعلوم محمدیہ منورہ بازار کا قیام

دارالعلوم اشرفیہ مزار شریف منورہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا دور دور تک

شہرت بھی ہوئی لیکن ۱۹۹۰ء میں کچھ نا اتفاقی کی بنا پر مولانا صاحب دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز سے الگ ہو گئے اور قادری جامع مسجد کے احاطہ میں دارالعلوم محمدیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ وہ دور تھا کہ بچے تو بہت تھے۔لیکن رہائش کیلئے کوئی معقول انتظام نہ تھا، مجبوراً بانس کے ستون اور بانس سے بنی ہوئی ٹاٹی سے کئی کمرے تیار کئے گئے۔کئی سال تک ایسا ہی رہا۔ ۲۰۱۰ء میں پانچ بچے حافظ قرآن بن کر فارغ ہوئے۔جنوری ۲۰۱۱ء میں نظام ملت حضرت پیر طریقت سید شاہ نظام الدین اشرفی کے دست اقدس سے سات کمروں کی بلڈنگ کی بنیاد رکھی گئی جو ۲۰۱۹ء میں مکمل تیار ہوگئی۔مولانا محمد ایوب عالم صاحب اشرفی نعیمی کا بہت بڑا احسان ہے کہ یہاں سے ''قال اللہ وقال الرسول'' کی صدائیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔وہ ایک باعمل عالم تھے ہی ساتھ ساتھ وقت کے بڑے نباض بھی تھے اور قوم کے مخلص بھی۔ یہ تمام خوبیاں انہیں حضرت علامہ مفتی زین الدین صاحب اشرفی کی ذات ستودہ سے تحفۃً ملی تھیں، آپ اکثر ان کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ آخر ۱۷ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ ۳۱ دسمبر ۲۰۱۳ء بروز پیر، رات سات بجکر ۲۰ منٹ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

میں بس اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ حضرت مولانا محمد ایوب عالم صاحب اشرفی نعیمی صاحب علامہ اقبال کے اس شعر کے مصراق تھے۔

بمنزل کوش مانند ماہ نو
دریں نیلی فضا ہر دم فزوں شو
مقام خویش اگر خواہی دریں دیر
بحق دل بنہ راہ مصطفیٰ رو

جب میں نے آپ کے رخ سے پردہ اٹھایا تو میں نے اپنے دل میں کہا:

نشان مرد مومن باتو گفتم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

مفتی محمد محبوب عالم رضوی

ولد عبد الستار شیخ بن سخاوت علی بن سوداگر صاحب،

ابو المصباح آزاد نقشبندی، خادم تنظیم پیغامِ سیرت بنگال

تاریخ ولادت: 20 جنوری 1972

جائے پیدائش: ٹی ٹی ہا۔ پوسٹ، سید پور با بھن ٹولی وایہ کانکی، دلکولہ اتر دیناجپور مغربی بنگال

تعلیمی سفر: ابتدائی تعلیم یعنی ابجد خوانی وناظرہ اپنے گاؤں میں مدرسہ تعلیم القرآن (موجودہ نام مدرسہ رضویہ اشرفیہ) میں منشی عبد الحکیم ومنشی عبد السبحان کے پاس ہوئی۔ بعدہ اعلیٰ تعلیم کے لئے فیاض المسلمین بائسی بہار پھر کچھ دن الجامعہ الاشرفیہ مبارک پور میں پھر دار العلوم شمس العلوم گھوسی مئو دار العلوم گلشنِ بغداد رام پور دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف دار العلوم حنفیہ سنیہ مالیگاوں دار العلوم شاہ عالم احمد آباد گجرات، جامعہ اشرفیہ اظہار العلوم برہان پور، دار العلوم اہل سنت شاہی مسجد ناسک میں 1987 میں فضیلت کی دستار بندی ہوئی، بعدہ جامعہ منظرِ اسلام بریلی شریف سے بھی فضیلت کی دستار بندی ہوئی۔

مشق افتاء: دار العلوم امجدیہ ارشد العلوم اوجھا گنج بستی سے 1432 میں مشق افتاء کا کورس مکمل کیا۔

کچھ خاص اساتذہ کرام:

علامہ فداء المصطفی گھوسی، علامہ عاصم اعظمی، علامہ صغیر احمد جوکھنپوری، علامہ مفتی حنیف بریلی شریف، علامہ مفتی معین الدین گجرات، علامہ مفتی محبوب عالم اشرفی مدھیہ پردیش، زینت الاتقیا حضور مفتی زین الدین اشرفی علیہ الرحمہ،

تعلیمی خدمات: بعد فراغت 1987 تا ہنوز جامعہ اہل سنت صادق العلوم شاہی مسجد ناسک میں پہلے نائب صدر المدرسین، اب صدر المدرسین کی زمہ داری کے ساتھ

دارالافتاء: کی ذمہ داری بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔(تقریباً 34سال ہوگئے)

امامت وخطابت: 1986 سے تاہنوز ناسک پولیس ہیڈکوارٹر جامع مسجد میں امامت وخطابت کے عظیم منصب پر فائز ہیں۔(تقریباً 35سال ہوگئے)

آبائی گاؤں کا مدرسہ تعلیم القرآن کی نشاۃ ثانیہ اب موجودہ نام "مدرسہ رضویہ اشرفیہ" ہے۔ ہر سال اپنے گاؤں میں ایک یا دو روزہ بہت بڑا کانفرنس منعقد کرتے ہیں جس کا عنوان اصلاح معاشرہ ہوتا ہے۔جس میں ابتک ہندوستان کے عظیم ترین خانقاہوں کے پیران عظام و مشائخ کرام کی حاضری ہوچکی ہے۔ بڑے بڑے خطباء اسلام وشعراء کرام کو ہر سال مدعو کیا جاتا ہے۔ مدرسہ فیضانِ تاج الشریعہ قاضی بھیٹہ چوک دھابی ٹولہ بنگال کے آپ سرپرست اعلی ہیں۔

سعادت حج وعمرہ: الحمدللہ سن 2000 میں مع اپنی شریکِ حیات کے زیارت حرمین شریفین سے سرفراز ہوئے۔سن 2018 میں پھر سے عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی۔شریکِ حیات کے ساتھ۔

شادی خانہ آبادی: 23 جون 1989 میں حاجی شیر محمد بن حاجی امیر بخش پدم ڈہرہ چکلیہ اتر دیناج پور بنگال کی دختر نیک اختر کے ساتھ عقد مسنون ہوا۔

اولاد واحباب: 5لڑکیاں اور ایک لڑکا محمد غوث ہیں۔

عارف باللہ، سراج السالکین، عمدۃ العارفین
حضرت شاہ مفتی ولی محمد اشرفی نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

افروز عالم اشرفی، جامعی

آپ اہلسنت والجماعت کی عظیم ہستیوں میں سے ایک تھے۔آپ ایک جید عالم دین، صوفی کامل، قناعت وسادگی پسند، حق گو و بیباک، عالمانہ جاہ وجلال کے ساتھ قلندرانہ مزاج، نہایت فعال ومتحرک شخصیت تھے۔ بیباکی وبےخوفی کے ساتھ زندگی گزارتے غلط کو غلط اور صحیح کو صحیح کہنے میں چاہے انجام جو ہو لیکن آپ کبھی کسی سے خائف نہ ہوتے۔آپ کی شخصیت کے اتنے پہلو ہیں کہ ان کا ایک ساتھ آپ میں جمع ہونا ہی ان کا کمال تھا۔

آپ کی دینی وملی خدمات کا دائرہ تقریباً نصف صدی پر محیط ہے۔تاریخ ولادت و جاے پیدائش: عارف باللہ، سراج السالکین، فنافی الشیخ حضرت شاہ مفتی ولی محمد اشرفی نعیمی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی ولادت صوبہ بنگال، ضلع اتر دیناجپور کے ایک چھوٹے سے گاؤں، آسورہ گڑھ میں 8 فروری 1958 میں ہوئی، آپ کے والد کا نام شاہ محمد اسماعیل تھا جو پیشے سے ایک کسان اور علاقے کے زمینداروں میں شمار کئے جاتے تھے۔

1971 کے بنگلہ دیشی فساد سے متاثر غیر مسلم مہاجرین کی ایک بڑی تعداد ان کی زمینوں پر قابض ہوئی اور یہ علاقہ سماجی، معاشی وتہذیبی اعتبار سے بری طرح متاثر ہوا۔فراغت واساتذہ: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی، پھر منظر اسلام بریلی شریف میں کچھ عرصہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اہل سنت والجماعت کے عظیم سنی ادارے جامعہ نعیمیہ مرادآباد تشریف لے گئے اور یہیں دستار علم وفضل سے نوازے گئے۔آپ نے اپنے وقت کے مشہور و اکابرین علماء کرام سے علمی فیض حاصل کیا اور تصوف ومعرفت کے ایسے ایسے شاہسواروں کی زین تھامی کہ خود سلوک ومعرفت کی راہ میں اس جگہ کھڑے معلوم ہوتے نظر آئے جہاں ان کو پہچان پانا ان پر اپنی کوئی رائے قائم کرنا اس سمندر کے غوطہ زنوں کو بھی مشکل امر معلوم ہوتا نظر آیا۔آپ کے مخصوص اساتذہ میں سے مفتی حبیب اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی طریق اللہ رحمۃ اللہ علیہ، ماہر علوم وفنون کثیرہ شمس العلماء مفتی غلام مجتبی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ اتر دیناجپور، عمدہ الاصفیا مفتی زین

الدین اشرفی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ گوہانس پورنیہ وغیرہم شامل ہیں۔ مذکورہ بالا اساتذہ کرام کا آپ پر بھی خاص لطف وکرم تھا۔ دینی وعلمی خدمات: آپ کی دینی وعلمی خدمات کا عرصہ تقریباً نصف صدی پر محیط ہے، آپ نے ہندوستان کے مختلف حصوں میں جا کر بڑی بے باکی اور بے خوفی کے ساتھ جو کہ آپ کا ایک خاص وصف تھا دین وسنیت کی اشاعت کی۔ فراغت کے بعد اپنے پیرومرشد حضور شیخ الاسلام والمسلمین علامہ سید مدنی اشرفی الجیلانی کے حکم پر حضور محدث اعظم ہند کے قائم کردہ ادارے میں بحیثیت مدرس ہبلی کرناٹک تشریف لے گئے، کچھ عرصہ بعد آپ دارالعلوم اہلسنت جبل پور تشریف لے گئے اور تین سال وہاں قیام کے بعد جلگاؤں، جلپائی گوڑی کی عوام کے پیہم اصرار پر آپ نے وہاں کا سفر کیا یہاں قیام کے دوران آپ نے فرقہ باطلہ کے بڑھتے قدموں کو روکا اس دوران آپ کو سخت آلام ومصائب سے گزرنا پڑا جب مخالفین سے کچھ نہ بن سکا تو آپ کو پان میں زہر دے کر قتل کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی وہ پان مہلک جان تو نہ بن سکا لیکن اس کے سبب وقت سے پہلے آپ کے دندان کمزور ہو گئے۔

اس کے علاوہ 1976 میں آپ نے دارالعلوم غریب نواز الہ آباد میں تدریسی خدمات انجام دیں، کچھ عرصہ بعد پہلی بار ضلع پیلی بھیت یو۔پی کا سفر کیا اور وہاں سے اپنے استاذ گرام زینت الاتقیا حضور مفتی زین الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ایماء پر 1980 میں پہلی بار مالیگاوں کا سفر کیا اور دارالعلوم حنفیہ سنیہ مالیگاوں میں حضرت مفتی زین الدین رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد واپس ضلع پیلی بھیت تشریف لے گئے اور زندگی کا ایک طویل عرصہ 1983 سے تقریباً 2001 تک آپ نے یہیں گزارا اور دین وسنیت کی خدمات انجام دیتے رہے، یہاں دوران قیام آپ نے عوام الناس کے سامنے علم وعمل کا ایسا عملی نمونہ پیش کیا کہ ایک مبلغ، مصلح اور صوفی کامل کی شکل میں آپ کی شخصیت ان کے ذہنوں پر معیاری شکل اختیار کر گئی، جس نے مذکورہ بالا خطے میں دور دراز تک عوام الناس کو جعلساز صوفی، مشائخ و مفاد پرستوں سے خود کو محفوظ رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔ سن 2001 میں دوبارہ آپ جبلپور تشریف لے گئے اس وقت حضرت مفتی عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث اور آپ نائب شیخ الحدیث کے طور پر اپنی خدمات انجام دیتے رہے، بعدہ آخری بار دارالعلوم اہلسنت عظمت مصطفیٰ مالیگاوں میں شیخ الحدیث ومسند افتاء کو سنبھالا پھر عمر کے آخری ایام میں جامع معقولات ومنقولات حضرت مفتی غلام مدنی اشرفی مدظلہ العالی کی خواہش پر علاقہ گوالپوکھر اتر دیناجپور میں واقع ادارہ اشرفیہ مدینۃ العلوم مہوا،

شعبہ بنات تشریف لے گئے اور اپنے پیرو مرشد حضور شیخ الاسلام والمسلمین علامہ سید مدنی اشرفی الجیلانی کے حکم پر عمل کرتے ہوئے آخر عمر تک یہیں اپنی خدمات انجام دیتے رہے۔۔

بیعت وخلافت: آپ نے حضور شیخ الاسلام والمسلمین علامہ سید مدنی اشرفی الجیلانی سے بیعت فرمائی۔ حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے آپ کو خلافت واجازت سے نواز۔ آپ حضرت کے چہیتے خلفاء میں سے ایک تھے۔ اپنے پیرو مرشد سے حد درجہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے بلکہ شیخ کی عقیدت میں خود کو فنا کرر کھا تھا اسی لئے آپ فنافی الشیخ کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ وفات: وفات سے ایک سال قبل ہی سے آپ نے اپنے مقربین کو کہنا شروع کر دیا تھا کہ ان کا وقت اب قریب آچکا ہے، صحت وطبیعت ایسی نا تھی کہ قریب المرگ کا یقین کیا جاتا، آپ کی بے چینی دیکھ کر سبھی احبا واقربا بالخصوص حضرت علامہ ومولانا ھارون اشرفی صاحب قبلہ، استاذ جامع اشرف، کچھوچھہ شریف و حضرت علامہ مفتی غلام مدنی اشرفی صاحب قبلہ ناظم اعلیٰ ادارہ اشرفیہ مدینۃ العلوم شعبہ بنات مہوا، گوالپوکھر نیز احقر سبھی حیرت زدہ تھے کہ آخر ابھی سے آپ ایسا کیوں فرمانے لگے ہیں آپ کی بے چینی دیکھ حضرت مفتی غلام مدنی اشرفی صاحب قبلہ آپ کو ساتھ لئے حضور شیخ الاسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، حضور شیخ الاسلام نے آپ کو اپنی قمیض عطا فرمائی۔ بالآخر 15 جون بروز منگل 2021 بمطابق 3 ذی القعدہ کو آپ اس دار فانی کو الوداع کہ گئے۔ إنا لله و انا اليه راجعون۔

وصیت کے مطابق حضور شیخ الاسلام کی عطا کردہ قمیض آپ کو کفن کے ساتھ پہنائی گئی، حضور شیخ الاسلام کے فرمان پر دایمی عمل پیرا ہوتے ہوئے ادارہ اشرفیہ مدینہ العلوم میں اپنی آخری آرام گاہ کے طور پر مدفون ہوئے۔

حضرت علامہ مولانا غلام دستگیر صاحب قبلہ

محمد ابرار احمد قادری مصباحی

تاریخ پیدائش: ۱۹۴۵ء

جائے پیدائش: کھڑکی پونہ، مہاراشٹر

تعلیمی سفر: ابتدائی تعلیم کھڑکی میں حاصل کی، بعدہ سراج العلوم پھلیا تشریف لے گئے، پھر وہاں سے دار العلوم عالیہ قادریہ بدایوں شریف۔ جہاں آپ نے قرآن مجید مکمل حفظ

کیا اور دستار حفظ سے نوازے گئے۔

درس نظامی کے لئے آپ نے جامعہ حنفیہ سنیہ میں داخلہ لیا اور حضور زینت الاتقیا کی سرپرستی میں از اعدادیہ تا دورۂ حدیث کی تعلیم مکمل کی اور علما و مشائخ کے مقدس ہاتھوں آپ کے سر پر فضیلت کا تاج زریں رکھا گیا۔

قابل ذکر اساتذہ: علامہ فضل رسول مظفر پوری، علامہ قاری مجاہد حسین رضوی، علامہ مفتی زین الدین اشرفی نعیمی علیہ الرحمہ، قاری کریم اللہ، قاری عبدالحی وغیرھم۔

دینی خدمات: آپ نے تعلیم نسواں کے لئے پونہ جیسے شہر میں "مدرسہ عائشہ صدیقہ" کی بنیاد ڈالی، جہاں بحمدہ تعالیٰ کثیر تعداد میں اسلام کی شہزادیاں زیور علم سے اپنے آپ کو آراستہ کرتی ہیں۔اس کے علاوہ منوشاہ مسجد (پونہ) میں امامت وخطابت کے فرائض بھی بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

❁❁❁

حضرت علامہ ابوالحسن قادری نعیمی

تاریخ ولادت وجائے پیدائش:۔۱۱ جنوری، ۱۹۵۳ء کو فجر کے وقت گانگھر، بائسی، پورنیہ بہار میں آپ کی پیدائش ہوئی۔

آغاز تعلیم: آپ نے ابتدائی تعلیم بلبل ہند حضرت علامہ رجب علی قادری رحمۃ اللہ علیہ و دیگر اساتذہ سے حاصل کی، بعدہ اعلیٰ تعلیم کے لئے جامعہ نعیمیہ، مرادآباد تشریف لے گئے اور تعلیم مکمل کی اور دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

بیعت: شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدی سرکار مفتی اعظم رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

زیارت حج وعمرہ: ۲۰۰۵ء

معروف اساتذہ: عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ بھاگلپوری علیہ الرحمہ، علامہ مفتی زین الدین اشرفی نعیمی علیہ الرحمہ۔

بہرائچ میں آمد: ۲۰۰۰ء آپ خدمت خلق کے لئے بہرائچ شریف تشریف لائے۔

بہرائچ شریف میں آپ کے نمایاں کارنامے:

آپ نے بہرائچ شریف میں بہت سی دینی خدمات انجام دی ہیں، اور ہر طرح سے

قوم وملت کا بھلا کیا ہے، ان میں درج ذیل کارنامے سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔
(۱) مدرسہ غوثیہ مسعود العلوم کا قیام (۲) امیر ماہ مسجد کا قیام (۳) غوثیہ مسجد کا قیام (۴) رضا مسجد کا قیام (۵) حضرت کرم علی شاہ مسجد کا قیام۔
آپ ۲۰۰۰ء سے لے کر تا دم تحریر مدرسہ غوثیہ مسعود العلوم بہرائچ شریف میں نظامت و صدارت کے عہدے پر فائز ہیں اور طالبان علوم نبویہ کو سیراب کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا اشفاق صاحب قبلہ

تاریخ پیدائش: ۱۹۶۵ء
جائے پیدائش: قمر سال، اتر دیناجپور، بنگال
آغاز تعلیم: تعلیم کا آغاز گاؤں کے مکتب سے کیا، جہاں آپ نے قاعدہ بغدادی سے لے ناظرہ قرآن مجید مکمل کیا، اس کے علاوہ اردو، فارسی اول، دوم، گلستاں، بوستاں، سکندر نامہ وغیرہ کی بھی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ہٹوار پرائمری اسکول میں میڈل تک تعلیم حاصل کی، پھر بیلن جونیئر ہائی اسکول میں آٹھویں کلاس تک پڑھے۔ بعدہ اعلی دینی تعلیم کے لئے زینت الاتقیا کی معیت میں دار العلوم غریب نواز الہ آباد تشریف لے گئے اور متعدد اساتذہ سے دو سال تک اپنے آپ کو زیور علم سے آراستہ کیا۔ پھر وہاں سے نانپارہ تشریف لے گئے اور وہاں بھی مدت تعلیم دو سال رہی، پھر وہاں سے جامعہ نعیمیہ گئے اور کئی سال تک علمائے کرام سے علمی تشنگی بجھاتے رہے، پھر جامعہ حنفیہ سنیہ مالیگاؤں سے فضیلت کی تعلیم مکمل کی اور علما و مشائخ کے مقدس ہاتھوں آپ کے سر پر العلماء ورثۃ الانبیاء کا تاج رکھا گیا۔
مشاہیر اساتذہ: حضرت علامہ مفتی طریق اللہ نعیمی علیہ الرحمہ، علامہ مفتی زین الدین علیہ الرحمہ، حضرت علامہ ہاشم صاحب قبلہ، حضرت علامہ یامین صاحب قبلہ، مفتی ناظر اشرف صاحب قبلہ، علامہ شفیق صاحب قبلہ وغیرھم۔
بیعت: آفتاب ولایت، پیر طریقت، مفتی اعظم ہند الشاہ مصطفے رضا خاں علیہ الرحمہ سے شرف بیعت رکھتے ہیں۔

۞۞۞

زینت الاتقیا کے
مشاہیر اقران ومعاصرین

زینت الاتقیا کے مشاہیر اقران ومعاصرین

ابوالاختر مفتی مشتاق احمد امجدی، ازہری دارالافتا، ناسک

زینت الاتقیا مفتی زین الدین اشرفی نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرزمین اتر دیناج پور کے ایک جلیل القدر اور عظیم الشان مذہبی وروحانی پیشوا، تدریسی صلاحیتوں سے مالا مال ذی استعداد اور باکمال مدرس، زہد وورع، تقویٰ وطہارت میں منفرد المثال صوفی باصفا تھے، حسن اخلاق، حسن کردار اور حسن گفتار کے دھنی، عجب وتکبر ریا وسمعہ، حقد وحسد اور تمام بری خصلتوں سے یکلخت دور ونفور اور بڑے پاکباز اور تقویٰ شعار عالم ربانی تھے۔ آپ فطرۃ بڑوں کے مؤدب اور چھوٹوں پر حد درجہ شفیق ومہربان تھے۔ مثل مشہور ہے "**المعاصرة سبب المنافرة**" یعنی ہم عصر اور ہم زمان ہونا نفرت اور دوری کا سبب ہے، اسی لیے ماہرین فن کسی شخصیت کی جلالت وبزرگی کو جانچنے کے لیے معاصرین سے اس کے ربط وتعلق اور اس کے بارے میں ان کے خیالات وآرا کو بڑی اہمیت دیتے ہیں، یہ ایک مسلم الثبوت امر ہے کہ کافی حد تک جس سے انکار کی گنجائش نہیں۔

اس ضابطہ کی رو سے حضرت زینت الاتقیا علیہ الرحمہ کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح وعیاں ہوجائے گی کہ حضرت زینت الاتقیا کے معاصرین علما ومشائخ آپ سے بے حد مانوس تھے، آپ پر کافی اعتماد فرماتے، آپ کے دینی کاموں کو سراہتے، بلکہ کھلے دل سے آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے، یہ سب آپ کے اخلاص کا ثمرہ اور رب تعالیٰ کا وہ انمول عطیہ ہے جو ہر کس وناکس کو نہیں ملتا۔

یوں تو آپ کے معاصرین واقران کی فہرست قدرے طویل ہے جنہیں شمار کرانا نہ مقصود اور نہ ہی سب کی سوانح پیش کرنا مطلوب۔ تاہم ذیل میں چند مشاہیر معاصرین علما ومشائخ کا ذکر جمیل پیش کیا جاتا ہے، جن سے حضرت زینت الاتقیا کو قلبی لگاؤ تھا، اور یہ لوگ بھی آپ سے بڑی محبت فرماتے اور آپ کی قدر کرتے تھے۔

- شیخ اعظم سید اظہار اشرف اشرفی علیہ الرحمہ
- تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری از ہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- امام علم و فن مظہر علوم اعلیٰ حضرت، علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی علیہ الرحمہ
- شمس العلما، مفتی اعظم مہاراشٹر حضرت علامہ مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی علیہ الرحمہ
- کنز الدقائق مفتی حسن منظر قدیری قدس سرہ
- شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی کچھوچھوی زید مجدہ

امام علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی قدس سرہ

امام علم وفن خواجہ مظفر حسین رضوی قدس سرہ ریاست بہار کے مردم خیز علاقہ پورنیہ کے رہنے والے، تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند کے خاص الخاص پروردہ وفیض یافتہ اور چہیتے شاگرد وخلیفہ تھے۔ مروجہ علوم وفنون میں حد درجہ مہارت تھی۔ ان کے علاوہ درجنوں سائنسی وغیر سائنسی علوم وفنون میں بھی ید طولی رکھتے تھے، جن میں علم جفر، علم مساحت، علم اصوات، علم نجوم، علم ہیئت وتوقیت، علم الافلاک، علم الابعاد، علم جبر ومقابلہ، علم ہندسہ، علم مثلث کروی، علم مثلث مسطح، علم لوگارثم، علم تکسیر وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

مذکورہ علوم وفنون میں کمال مہارت کے سبب آپ کو ''مظہر علوم اعلیٰ حضرت'' سے بھی یاد کیا جاتا ہے، آپ نے مختلف مدارس وجامعات میں تدریسی خدمات انجام دی، ہزاروں باکمال شاگر پیدا کیے، آپ کے تلامذہ دنیا کے مختلف ممالک میں دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت میں مصروف عمل ہیں۔ حضرت امام علم وفن علیہ الرحمہ بڑے قدرداں واقع ہوئے تھے، جماعت اہل سنت میں جو لوگ دین ومسلک کی گراں قدر خدمات انجام دیتے آپ ایسے لوگوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور ان کی خدمات وکارناموں کو خوب سراہتے، ان کی حوصلہ افزائی فرماتے اور مزید تیز گامی کے ساتھ خدمت کرنے کی تلقین فرماتے۔

حضور زینت الاتقیا علیہ الرحمہ آپ کے ہم عصر تھے اور ایک دوسرے کی بڑی تعظیم و

توقیر کرتے ،اورفروغ دین وسنیت اوراشاعت مذہب ومسلک کے لیے انفرادی وجماعتی کوششوں سے بخوبی واقف اور کھلے دل سے معترف تھے، جب بھی ملتے مسکراتے ہوئے ملتے، ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا تھااور خط وکتابت بھی۔

حضورزینت الاتقیا کے جامع اشرف میں تدریس کے دوران امام علم وفن جب کبھی کچھوچھہ شریف حاضری دیتے تو آپ کے حجرے میں قیام فرماتے ،آپ کے تدریسی وتربیتی مساعی جمیلہ پرخوشی کا اظہارفرماتے ۔اورحضور زینت الاتقیا بھی آپ کی بڑی مہمان نوازی کرتے اورعلمی استفادہ بھی ۔اللہ تعالیٰ دونوں کی تربت پر رحمت ونور کی برسات نازل فرمائے ،آمین یارب العالمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا قادری قدس سرہ

ابو الاختر مشتاق احمد امجدی غفرلہ، خادم ازہری دار الافتا،
امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک

خانوادۂ رضویہ بریلی شریف کو پوری دنیا میں جو مقبولیت تامہ وشہرت عامہ حاصل ہے اسے سلک تحریر میں لانے کی قطعا حاجت نہیں ،ماضی قریب میں اس علمی و دینی اور ادبی وفقہی خاندان کا باڑا جس عظیم وجلیل ہستی کے ہاتھوں پوری دنیا میں تقسیم ہوا، اسے دنیائے سنیت حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا قادری کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے ،آپ نے اسلامیات کا آغاز یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام بریلی شریف سے کیا ، مزید اعلیٰ تعلیم کے لیے عالم اسلام کی مشہور ومعروف عربی یونیورسٹی جامع ازہر مصر تشریف لے گیے اور امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کی۔آپ کو مختلف زبانوں میں عبور حاصل تھا خصوصا عربی، اردو اور انگریزی وغیرہ پر بلا تکلف لکھنے پڑھنے بولنے کی بھر پور قدرت حاصل تھی ،ہندوستانی مفتیان کرام میں آپ کی ذات والا بابرکات اس جہت سے بالکل نمایاں اور ممتاز تھی کہ آپ مذکورہ تینوں زبانوں میں فتاویٰ تحریر فرماتے تھے۔

آپ نے تدریس کا آغاز اپنے مادر علمی منظر اسلام سے فرمایا اور پھر خانقاہ کی گوناں گوں مصروفیات کے سبب تدریس سے سبکدوش ہوگیے اور بکثرت ملک وبیرون ملک تبلیغی اسفار فرمانے لگے ،آپ نے دنیا کے بیشتر ممالک کا تبلیغی دورہ فرمایا اور لاکھوں لوگوں کو حلقہ ادارت میں داخل کیا ،ان گنت بدعقیدوں نے آپ کے دست حق پرست پر سچی توبہ کر کے اہل سنت وجماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت قبول کیا نیز بہت سے کافر آپ کا نورانی چہرہ دیکھ کر داخل اسلام ہوئے۔حضرت زینت الاتقیا گو کہ عمر میں حضور تاج الشریعہ سے بڑے تھے،مگر عمر میں بڑے ہونے کے باوجود ہمیشہ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا ادب کرتے اور بے پناہ الفت ومحبت فرماتے تھے۔حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ بھی آپ کی بڑی قدر ومنزلت کرتے اور آپ کی خدمات جلیلہ کو سراہتے۔

شمس العلما، علامہ مفتی غلام مجتبی اشرفی علیہ الرحمہ

علامہ مفتی غلام مجتبی اشرفی علیہ الرحمہ کا تعلق صوبہ بہار سے ہے۔آپ اہل سنت و جماعت کے ایک قدآور عالم، بالغ نظر فقیہ و مفتی تھے،آپ خلیفہ اعلی حضرت ملک العلما علامہ ظفر الدین بہاری و مفتی افضل حسین مونگیری کے مایہ ناز شاگردوں میں ہیں۔(علیہم الرحمہ)

۱۹۵۸ء کو آپ منظر اسلام بریلی شریف سے فارغ ہوئے۔فراغت کے بعد آپ نے کئی اداروں میں تدریس کے فرائض انجام دئے،جن میں دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف، جامعہ نعیمیہ مرادآباد اور جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ، دار العلوم دیوان شاہ بھیونڈی شامل ہے۔

حضرت مفتی غلام مجتبی اشرفی علیہ الرحمہ بے شمار خوبیوں کے حامل تھے، اللہ جل مجدہ نے آپ کو بلا کا حافظہ عطا فرمایا تھا،فقہی جزئیات پر کامل دسترس رکھتے تھے،بعونہ تعالی اہل سنت کے نامور مناظر تھے۔آپ کو مفتی اعظم مہاراشٹر بھی کہا جاتا ہے۔ آپ نے درجنوں کتابیں تصنیف کی ہیں۔

حضور زینت الاتقیا اور شمس العلما میں قریبی تعلقات و دوستانہ مراسم تھے،ایک دوسرے کے یہاں آنا جانا تھا اور مراسلہ بھی۔جن ایام میں مفتی زین الدین صاحب قبلہ دار العلوم اشرفیہ غریب نواز میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے،انہیں ایام میں حضرت شمس العلما دار العلوم دیوان شاہ میں منصب شیخ الحدیث وعہدۂ قضا پر فائز تھے،اس درمیان دونوں ایک دوسرے کے یہاں ملاقات کی غرض سے تشریف لاتے اور بحیثیت ممتحن بھی۔مفتی زین الدین صاحب قبلہ کے شہزادے حضرت مولانا انور رضا نے راقم کو بتایا کہ مفتی غلام مجتبی اشرفی علیہ الرحمہ دار العلوم غریب نواز (ممبرا) حضرت سے ملاقات کی غرض سے کبھی کبھی تشریف لاتے اور اسی بہانے ہم لوگ حضرت کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔

شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی کچھوچھوی زید مجدہ

آپ سلسلہ اشرفیہ کے قدآور مرشد برحق، نامور شیخ طریقت اور حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے بڑے شہزادے اور ان کی علمی ودینی امانتوں کے سچے وارث وامین

ہیں، آپ نے اسلامیات کی تعلیم از ہر ہند جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے مکمل کی۔ آپ نے اپنے والد ماجد حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حکم پر اپنے ماموں نبیرۂ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں حضرت سید مختار اشرف اشرفی جیلانی عرف حضور سرکار کلاں کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

آپ بیک وقت منقولات و معقولات پر کامل دسترس اور ید طولیٰ رکھنے والے ایک عظیم اسکالر، بین الاقوامی شہرت یافتہ مستند خطیب، اردو ادب کی زلف برہم کو سنوارنے والے ایک بے نظیر ادیب، فن شاعری کے پیچ و خم کو عبور کرنے والے ایک زبردست شاعر، تفقہ فی الدین میں یگانۂ روزگار فقیہ و مفتی اور علوم قرآن و تفسیر کے رمز شناس مشہور و معروف مفسر ہونے کے ساتھ میدان تحقیق کے بے تاج بادشاہ اور رئیس المحققین ہیں۔ آپ نے بیشمار دینی خدمات انجام دی ہیں۔ بیشتر ممالک کا دورفرما کر مسلک اعلیٰ حضرت کی خوب ترویج و اشاعت کی ہے اور درجنوں کتابیں آپ کے قلم اشہب سے معرض وجود میں آئی ہیں جن میں تفسیر اشرفی کو نمایاں مقام حاصل ہے۔

حضور زینت الاتقیا اپنی بے لوث اور مخلصانہ دینی و تدریسی اور فقہی خدمات کے سبب حضور شیخ الاسلام کی نظر میں بے حد محبوب و مقبول تھے، حضور شیخ الاسلام آپ پر حد درجہ اعتماد بھی فرماتے تھے۔ آپ کی بڑی قدر کرتے۔ اور حضور زینت الاتقیا بھی اپنے مخدوم زادے کی تعظیم و توقیر میں کوئی کسر باقی نہ رکھتے۔ اور علمی استفادہ بھی کرتے اور گاہے بگاہے اپنے تحریر کردہ فتاویٰ حضور شیخ الاسلام کی بارگاہ میں تصحیح کے لیے پیش کرتے اور ان سے تائیدی دستخط حاصل کرتے۔

کنز الدقائق علامہ مفتی حسن منظر قدیری علیہ الرحمہ

کنز الدقائق مفتی حسن منظر قدیری علیہ الرحمہ کا شمار ریاست بہار کی مشہور و معروف علمی وادبی سرزمین سیمانچل کی قدآور علمی و دینی اور مذہبی و روحانی شخصیات میں ہوتا ہے، آپ کی پیدائش سیمانچل کے ایک ایسے علمی وادبی خانوادہ میں ہوئی جو حسب ونسب، علم وادب، جاہ وحشمت اور عزت وعظمت میں علاقہ بھر میں مشہور ہے۔

پروردگار عالم نے آپ کو بے شمار ظاہری و باطنی کمالات سے نوازا تھا، آپ کے ظاہر و باطن میں یکسانیت، قول وعمل میں ہم آہنگی، اعلیٰ ذہانت وفطانت، بلند اخلاق و کردار اور غیر معمولی خاکساری وعاجزی میں آپ کی شخصیت یگانہ روزگار تھی، علوم شریعت کے ساتھ علوم اخلاق وتصوف اور طریقت

وسلوک میں بھی اونچا مقام رکھتے تھے۔ بحر العلوم مفتی سید افضل حسین مونگیری، جامع المعقول والمنقول مولانا سلیمان اشرف بھاگلپوری اور شمس العلما مفتی شمس الدین جونپوری جیسے اکابر علما و مشائخ سے آپ نے اکتساب فیض کیا اور ان کی بارگاہوں سے علوم وفنون کے وہ قیمتی لعل و گوہر حاصل کیے کہ پھر مروجہ علوم وفنون میں فائق الاقران ہوگیے۔ اور کنز الدقائق کے معزز لقب سے ملقب ہوئے۔ آپ نے اپنی حیات مستعار کا بیشتر حصہ علوم دینیہ کے فروغ و اشاعت، دین متین کی ترویج و تبلیغ اور قومی وملی خدمات انجام دینے میں صرف فرمایا، ملک کے مختلف اداروں میں تدریس کا اہم فریضہ انجام دیا اور ہزاروں علما و فضلا پیدا فرمائے، آج بھی ملک کے طول وعرض میں آپ کے تلامذہ اور فیض یافتگان قوم وملت کی دینی خدمات میں مصروف ہیں۔

آپ نے نونہالان قوم کی خدمات کے لیے تقریر و تدرس، تحریر و تصنیف، فقہ و افتا اور شعر و سخن وغیرہ ہر میدان کو اپنایا اور گراں قدر علمی و تحقیقی کارنامے یادگار چھوڑے ہیں۔ اردو انشا پردازی اور شعر و شاعری آپ کا محبوب میدان تھا، آپ اردو لسانیت میں اس درجہ کمال رکھتے تھے کہ قلم برداشتہ صفحات کے صفحات تحریر کر دیتے، آپ کی اردو ادب شناسی پر مندرجہ ذیل تصنیفات و تالیفات بین ثبوت ہیں۔

(۱) کنز الایمان صحیفہ زبان و بیان لسانی و ادبی جائزہ (۲) تقدیر کائنات (۳) چراغ راہ (۴) عکس جمیل (۵) تجلیات شرف۔

حضرت زینت الاتقیا علیہ الرحمہ کے حضور کنز الدقائق سے بڑے اچھے اور گہرے روابط تھے، جب کبھی دونوں ملاقات کرتے مکمل گرم جوشی سے ملتے اور ایک دوسرے کا پرتپاک خیر مقدم فرماتے، کنز الدقائق علیہ الرحمہ سے جب کبھی حضرت زینت الاتقیا کا تذکرہ ہوتا آپ کے چہرے پر مسرت وشادمانی کے آثار دکھائی دیتے اور ان کا نام بڑے والہانہ انداز میں ذکر فرماتے اور ان کی دینی خدمات کو یاد فرماتے۔

شیخ اعظم سید اظہار اشرف الجیلانی علیہ الرحمہ

حضور شیخ اعظم سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی گلستان اشرفیت کے گل سرسبد اور سلسلہ اشرفیہ چشتیہ کے عظیم بزرگ تھے، آپ سرکار کلاں سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کے فرزند

ارجمند اور مختلف ممالک کے لاکھوں مریدین ومعتقدین کے شیخ طریقت تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار ظاہری وباطنی خوبیوں سے مالا مال فرمایا تھا، باطنی کمالات ومحاسن کے ساتھ ظاہری شکل وشباہت حسن وخوبصورتی منفرد المثال تھی، آپ کی ذات حضور غوث العالم سید جہانگیر اشرف سمنانی کچھوچھوی اور خانوادۂ اشرفیہ کے علما ومشائخ اور پیران عظام کے فیوض وبرکات کی منبع ومصدر تھی۔

آپ نے ملک وبیرون ملک کے مختلف بلاد میں دین وسنیت کی تبلیغ کا اہم دینی فریضہ انجام دیا، سیکڑوں بے ایمانوں کے دلوں میں نور ایمان کا چراغ روشن کیا اور دامن اسلام میں داخل فرمایا اور ہزاروں بدعقیدوں کو عقائد حقہ کا تقدس، سچے ایمان وعقیدے کا عرفان اور عشق مصطفیٰ کا نور عطا فرما کر بدعقیدگی کی تاریکیوں اور ظلمتوں سے نجات دلایا۔

آپ نے دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت کے لیے کئی اہم اور ضروری مراکز قائم فرمائے جن میں مختار اشرف لائبریری اور مولانا احمد اشرف ہال نمایاں ہیں۔

حضور زینت الاتقیا مفتی زین علیہ الرحمہ کو شیخ اعظم سے بڑی عقیدت تھی، آپ کی بڑی تعظیم وتوقیر کرتے کہ وہ ایک عالم وسید زادہ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے مخدوم زادہ بھی تھے۔ اور شیخ اعظم بھی آپ سے بڑی محبت فرماتے، آپ پر اعتماد فرماتے اور رائے مشورہ میں آپ کو شریک کرتے۔ سیدی سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد آپ نے جامع اشرف میں دو سال تک شیخ اعظم کی سرپرستی میں تدریس کے فرائض انجام دئے۔ علاوہ ازیں کئی مرتبہ آپ کی دعوت پر حضور شیخ اعظم بنگال کے دورے پر تشریف لے گئے۔

۞۞۞

منقبت در شانِ خلیفۂ حضور سرکارِ کلاں زینت الاتقیا عمدۃ المحققین حضرت علامہ الحاج مفتی محمد زین الدین نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

ڈاکٹر محمد حسین مشاہدؔ رضوی، مالیگاؤں

کیسے بھولے آپ کی صورت حضرت مفتی زین الدین
نقش ہے دل پر آپ کی شفقت حضرت مفتی زین الدین
آپ کی دیں داری و تفقہ سارے جہاں پہ تھا روشن
واقفِ رازِ علمِ شریعت حضرت مفتی زین الدین
زہد و ریاضت میں بے ہمتا فقر و غنا میں تھے یکتا
آگاہِ اَسرارِ طریقت حضرت مفتی زین الدین
آپ کی سادہ طبعی میں بھی ایک عجیب جلالت تھی
پیکرِ سنت ، عاملِ سیرت حضرت مفتی زین الدین
آئینہ خوش اَخلاقی کا آپ کی زیست کا ہر لمحہ
آپ تھے کیسے عالی خصلت حضرت مفتی زین الدین
جانے کتنے تشنہ لبوں کی علمی پیاس بجھائی ہے
زینتِ مسندِ درس و حکمت حضرت مفتی زین الدین
تعلیمِ نسواں کے لیے اپنا سب کچھ ایثار کیا
اور تقسیم کی علم کی دولت حضرت مفتی زین الدین
آپ کے احسانوں کا ہے مقروض ہمارا مالیگاؤں
آپ پہ ہو اللہ کی رحمت حضرت مفتی زین الدین
آپ کے فیض کا عینی شاہد سارا گھرانہ مشاہدؔ کا
آپ سے ہم پائی سعادت حضرت مفتی زین الدین

مناقب درشان

زینت الاتقیا حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ محمد زین الدین اشرفی نعیمی قدس سرہ

(۱)

ڈاکٹر محمد حسین مشاہدؔ رضوی، مالیگاؤں

کیسے بھولے آپ کی صورت حضرت مفتی زین الدین
نقش ہے دل پر آپ کی شفقت حضرت مفتی زین الدین
آپ کی دیں داری و تفقہ سارے جہاں پہ تھا روشن
واقفِ رازِ علمِ شریعت حضرت مفتی زین الدین
زہد و ریاضت میں بے ہمتا فقر و غنا میں تھے یکتا
آگاہِ اَسرارِ طریقت حضرت مفتی زین الدین
آپ کی سادہ طبعی میں بھی ایک عجیب جلالت تھی
پیکرِ سنت ، عاملِ سیرت حضرت مفتی زین الدین
آئینہ خوش اَخلاقی کا آپ کی زیست کا ہر لمحہ
آپ تھے کیسے عالی خصلت حضرت مفتی زین الدین
جانے کتنے تشنہ لبوں کی علمی پیاس بجھائی ہے
زینتِ مسندِ درس و حکمت حضرت مفتی زین الدین
تعلیمِ نسواں کے لیے اپنا سب کچھ ایثار کیا
اور تقسیم کی علم کی دولت حضرت مفتی زین الدین
آپ کے احسانوں کا ہے مقروض ہمارا مالیگاؤں
آپ پہ ہو اللہ کی رحمت حضرت مفتی زین الدین
آپ کے فیض کا عینی شاہد سارا گھرانہ مشاہدؔ کا
آپ سے ہم پائی سعادت حضرت مفتی زین الدین

❁❁❁

(۲)

اس مـرد جری کی محنت عـالی کے باعث ہی
نظر آتی ہے شـاخ جامعہ میں فرح و شادابی
انہیں کی محنتوں کے گل نظر آتے ہیں گلشن میں
جدھـر دیکھو نظـر آتی خوشـی رنگی و شـادابی
خواب زین الدین کی تعبیـر اظہـار العلوم
درسگاہوں کی تو توقیـر اظہـار العلوم
علم کے جس کی ہے پھیلی کڑیاں سارے ہند میں
در حقیقت ہے وہی زنجیـر اظہـار العلوم

مـرے جذبات سے جو شخص ہـم آہنگ نکلے گا
اسـں میں خـدمت دین نبی کا رنگ نکلے گا
کہـا تھـا سچ ہی زین الدین نے دوران حـدیث یہ
میں جس پودے کو چھولونگا وہی خوشـں رنگ نکلے گا
ناظـم ہو اسـں کے آپ اے رمضـان کاملی
مولی کرے قبول یہ خـدمات آپ کی
سـاتھی رہے ہو آپ بھی مفتی زین الدین کے
اسـں مـدرسہ میں کام کیا ہے خوشی خوشی

۞۞۞

مفتی مشتاق احمد عزیزی، ناسک

عالی فکر زینت اتقیا
ایک زاہد بشر زینت اتقیا

صرف کی دین وسنت کی تبلیغ میں
اپنی ساری عمر زینت اتقیا

مستفیضان درس وادب یافتہ
جن کے ہیں نامور زینت اتقیا

اہل حاجت رہا کرتے اندر قطار
کرتے جس سو گزر زینت اتقیا

آنکھ میں آتا گرویدگی کا خمار
سادگی دیکھکر زینت اتقیا

اہل دانش مدارس کو تھا اعتماد
طرز تدریس پر زینت اتقیا

ہوتا مشتاق محفل کا رنگ کا کچھ اور
کاش رہتے اگر زینت اتقیا

خلد باوج بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۴۳۲ھ

زینت الاتقیاء حضرت الحاج مفتی محمد زین الدین صاحب نعیمی اشرفی، رحمہ العظیم الوافی ۱۴۳۲ھ

زینت اتقیا دنیا شاہد
اپنے اوصاف میں یکتا واحد

ماہ طیبہ کے باب الفت پہ
ہے جبیں قلب کی ہر دم ساجد

عالم و زاہد معلم و عامل
مفتئ ملت دین راشد

ہیں مسلم یہ مناصب ایسے
ہوگا منکر کوئی ان کا حاسد

مرقد پاک پہ ہوں تا حشر
بارشیں رحم کی پیہم وارد

مفتی محبوب ہیں سبب تحریر
چھو نہ پائے انہیں شیطان مارد

خوب مشتاق ذات کے موزوں

فوت کا سن غریق جمال ماجد ۱۴۳۲

فاروق رضا نوری مالیگانوی

متقی بھی ادب سے جنہیں کہتے ہیں زینت الاتقیاء زین الدین اشرفی
جن کے ہر ایک عمل سے سدا آتی تھی صرف بوئے وفا زین الدین اشرفی
احترام اکابر بھی کرتے رہے اور شفقت اصاغر پہ کرتے رہے
اس عمل کے بدولت بھی اونچا ہوا مرتبہ آپکا زین الدین اشرفی
قابل ذکر ہے مالیگاؤں میں آمد یقینا نعیمی گلستان کے
ایسے گل کی جنہیں سونگھ کر علم والے کہیں مرحبا زین الدین اشرفی
آپ کی محنتوں کا نتیجہ ہے اور آپ کی کوششوں کی بدولت ہے جو
آج سرسبز وشاداب ہے مدرسہ حنفیہ سنیہ زین الدین اشرفی
فاطمہ کی کنیزوں کی خاطر بنایا گیا شہر میں جو اظہار العلوم
اس کی دیوار و در آج تک کرتی ہے آپ کا شکریہ زین الدین اشرفی
اس لگن سے کیا آپ نے بے گماں اہلسنت کا کام آج تک بالیقین
آپ کی راہ تکتا ہے دار العلوم عظمت مصطفی زین الدین اشرفی

۞

مفتیٔ اعظم ہند سے آپکی ہے ارادت ونسبت بڑی ہی قوی
اور مختار اشرف کا فیضان بھی ہے عیاں جابجا زین الدین اشرفی
ڈر ہے فاروق کو وہ تھے سادہ طبیعت پسند ہی نہیں ان کو نام ونمود
خواب میں آئیں گے اور فرمائیں گے تو نے کیا لکھ دیا زین الدین اشرفی

علامہ مفتی محبوب عالم رضوی

ادب اور علم کی دولت لٹائے مفتی زین الدین
ہزاروں عالم و فاضل بنائے مفتی زین الدین
معلم متقی مفتی محقق نیک سیرت بھی
کوئی اوصاف ترے کیا گنائے مفتی زین الدین
حدیثِ مصطفی تفسیر اور دینی کتب اکثر
ہمیشہ باوضو ہوکر پڑھائے مفتی زین الدین
تواضع انکساری عاجزی اخلاق کی دولت
یہ سب نعمت رضائے حق سے پائے مفتی زین الدین
کوئی تکلیف اور رنج و مصیبت دکھ الم اپنی
نہیں کسی کو بتائے اور سنائے مفتی زین الدین
حسیں اور مسکراہٹ میں ہمیشہ طرز تھا ایسا
لبوں پر ہاتھ رکھ مسکرائے مفتی زین الدین
درود پاک پڑھ پڑھ کر ہمیشہ درس دیتے تھے
کوئی شاگرد اس کو کیا بھلائے مفتی زین الدین
فراغت سن ستاسی میں ہوئی محبوب رضوی کی
عمامہ سر پہ ہاتھوں سے سجائے مفتی زین الدین